

جنتی وعضوی مرگی کی علامات
اسباب اور علاج

مرگی

کما نینچلا

جنت

www.KitaboSunnat.com

ابوایمن احمد بن محمود بن ابراہیم
اور وقاتل
ابوحمزہ ظفر اقبال



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ اوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com



www.KitaboSunnat.com

سنگی لایچاٹ



کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالابلاغ محفوظ ہیں

مرگن لایب ریان

تألیف: ابو امین احمد بن محمد بن ابراہیم
 نثر و قالب: ابو حمزہ ظفر اقبال
 اشاعت اول: ستمبر 2007ء
 قیمت: 70 روپے

پاکستان میں ہماری کتب و تصانیف کی اداروں سے مل سکتی ہیں

- لاہور: دارالمنار، 7230549 - دارالانوار، 7232400 - دارالکتاب، 7230588 - دارالمنار، 7230714 - دارالکتاب، 7230714
- ممبئی: دارالمنار، 7230549 - دارالانوار، 7232400 - دارالکتاب، 7230588 - دارالمنار، 7230714 - دارالکتاب، 7230714
- دہلی: دارالمنار، 7230549 - دارالانوار، 7232400 - دارالکتاب، 7230588 - دارالمنار، 7230714 - دارالکتاب، 7230714
- کراچی: دارالمنار، 7230549 - دارالانوار، 7232400 - دارالکتاب، 7230588 - دارالمنار، 7230714 - دارالکتاب، 7230714
- راولپنڈی: دارالمنار، 7230549 - دارالانوار، 7232400 - دارالکتاب، 7230588 - دارالمنار، 7230714 - دارالکتاب، 7230714
- اسلام آباد: دارالمنار، 7230549 - دارالانوار، 7232400 - دارالکتاب، 7230588 - دارالمنار، 7230714 - دارالکتاب، 7230714
- فیصل آباد: دارالمنار، 7230549 - دارالانوار، 7232400 - دارالکتاب، 7230588 - دارالمنار، 7230714 - دارالکتاب، 7230714
- جالندھر: دارالمنار، 7230549 - دارالانوار، 7232400 - دارالکتاب، 7230588 - دارالمنار، 7230714 - دارالکتاب، 7230714
- گوجرانولہ: دارالمنار، 7230549 - دارالانوار، 7232400 - دارالکتاب، 7230588 - دارالمنار، 7230714 - دارالکتاب، 7230714
- سوات: دارالمنار، 7230549 - دارالانوار، 7232400 - دارالکتاب، 7230588 - دارالمنار، 7230714 - دارالکتاب، 7230714
- خیبر پختونخوا: دارالمنار، 7230549 - دارالانوار، 7232400 - دارالکتاب، 7230588 - دارالمنار، 7230714 - دارالکتاب، 7230714
- بلوچستان: دارالمنار، 7230549 - دارالانوار، 7232400 - دارالکتاب، 7230588 - دارالمنار، 7230714 - دارالکتاب، 7230714
- گلگت بلتستان: دارالمنار، 7230549 - دارالانوار، 7232400 - دارالکتاب، 7230588 - دارالمنار، 7230714 - دارالکتاب، 7230714
- آزاد کشمیر: دارالمنار، 7230549 - دارالانوار، 7232400 - دارالکتاب، 7230588 - دارالمنار، 7230714 - دارالکتاب، 7230714
- چترال: دارالمنار، 7230549 - دارالانوار، 7232400 - دارالکتاب، 7230588 - دارالمنار، 7230714 - دارالکتاب، 7230714
- خیبر ایف ایف: دارالمنار، 7230549 - دارالانوار، 7232400 - دارالکتاب، 7230588 - دارالمنار، 7230714 - دارالکتاب، 7230714
- پاکستان: دارالمنار، 7230549 - دارالانوار، 7232400 - دارالکتاب، 7230588 - دارالمنار، 7230714 - دارالکتاب، 7230714

لاہور: 0300
 4453358

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹریبیوٹرز
 مکتبہ رحمانیہ

چھاتی و عضوی مرگی کی علامات، اسباب اور علاج

مرگی لگانے والے نوجوان

جنت



تالیف

ابو امین احمد بن محمود بن ابراہیم

ارزوقالب

ابو حمزہ ظفر اقبال



پبلسشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
پاکستان

فون: 0300 - 4453358

دارالابلاغ





آئینہ

مرکز لکھنؤ جنات

- حرف تمنا، مرگی اور جنات ۹
- پیش لفظ 'مرگی' لگانے والے جنات کے موضوع کا انتخاب کیوں؟ ۱۷
- کتاب لکھنے کے مقاصد ۲۰
- تحقیق و تالیف کے اسباب ۲۰
- کتاب کی تیاری میں میرا طرہ اہتمام ۲۲
- مقدمہ ۲۲
- مجھے پیش آنے والی مشکلات کا بیان ۲۶

باب : ۱

۵ شفاء کے متعلق تحقیق کی اہمیت

- مرض میں صبر کی اہمیت ۳۰
- شفاء حاصل کرنے کے مصادر و وسائل ۳۱
- حرام میں شفاء نہیں ۳۵

باب : ۲

جنات و شیاطین کے متعلق اسلامی عقیدہ

- شیطان کی ابتدا ۴۱
- شیطان کی اصلیت کیا ہے؟ ۴۱
- جنات کی اقسام ۴۳
- جنات و شیاطین کی رہائش گاہیں ۴۳
- جنات و شیاطین کی معیشت ۴۴
- جن و شیطان کی شکستیں ۴۶

مرکز لکھنؤ جنات

باب : ۳

شیطان اور انسان کے درمیان جاری جنگ

- جنگ کی ابتداء اور اس کی نشوونما ۵۲
- شیطانی اعمال اور امراض نفس کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ ۵۵
- عبادت گزاروں پر شیطان کن راستوں سے حملہ کرتا ہے ۵۷

باب : ۴

انسان کے ساتھ جنگ میں شیطان کا اسلحہ

- باطل کو مزین کر کے پیش کرنا ۶۲
- حرام کاموں کے محبوب نام رکھنا ۶۵
- اللہ کی پناہ ۶۶
- سستی اور کالمی پر حوصلہ افزائی کرنا ۶۹
- جھگڑے اور اختلاف کے ذریعے مسلمانوں کے درمیان دوگنا فساد کرنا ۷۰
- گمراہی امیدیں قطع و برید تغیر و تبدل، جھوٹے وعدے ۷۱
- شراب جوئے اور جنوں کا حوالہ ۷۳
- آٹھواں طریقہ ۷۶
- نواں طریقہ ۷۸

باب : ۵

جنات و شیاطین کا انسان میں داخل ہوجانا

دورہ یعنی مس الشیطان یا جن پڑنا

- مرگی کے وجود پر احادیث کے دلائل ۸۴
- مرگی کے وجود پر عقلی دلائل ۸۶
- مرگی کے وجود پر سچھے اقوال علماء ۸۶
- دورے کی اقسام ۸۷
- روحانی دورہ (جنات کی کارستانی) ۸۷
- نیند کی علامات ۹۰
- سبے خوابی کا تیسرا سبب رات کو ڈرنا ۹۳

- ذرا فزونی اور سہانے سنے ۹۵.....
- بیداری کی علامات ۹۷.....
- شیطانی دورے سے پرہیز کے طریقے ۹۹.....
- جنائی دورے والے مریض کا علاج ۱۰۱.....
- عضوی مرگی کے اسباب ۱۰۲.....
- مرگی کی علامات و اسباب ۱۰۷.....
- عضوی مرگی کی اقسام ۱۰۸.....
- دوسرے درجے کی مرگی ۱۰۹.....
- بیشتر انواع جن کا ذکر نہیں کیا گیا ۱۰۹.....
- مرگی کی عمل تشخیص کا طریقہ ۱۰۹.....
- طب کے ذریعے مرگی کا علاج کیسے کیا جائے؟ ۱۱۰.....
- مرگی اور اسلام ۱۱۳.....
- مرگی کی تشریح ۱۱۴.....
- عضوی مرگی کی اقسام ۱۱۵.....
- مرکب خلیاتی مرگی ۱۱۶.....
- عام مرگی ۱۱۶.....
- بار بار ہونی غیر حاضری ۱۱۷.....
- بار بار بیجان ہونا (Myoclonic) ۱۱۷.....
- مضطربانہ دورہ (Clonic) ۱۱۷.....
- بار بار اکڑنا (Tonic) ۱۱۷.....
- جسمانی ڈھیلا پن (Atonic) ۱۱۸.....
- متفرق حالت کی مرگی ۱۱۸.....
- مرگی کے اسباب اور تشخیص ۱۱۸.....
- بچوں کے اعصابی نظام میں پیدائشی میوب ۱۱۹.....
- ولادت کے میوب ۱۱۹.....
- مرگی کی دونوں اقسام میں ہم فرق کیسے کریں؟ ۱۲۰.....

جنتی مرگی والے مریض کا قرآنی اور نبوی دعاؤں اور شرعی دم کے ذریعے علاج

- ۱۲۸ شرعی دم ○
- ۱۲۹ رقیہ کا معنی ○
- ۱۲۹ دم کا شرعی حکم ○
- ۱۳۰ قرآنی روحانی عامل اور مریض کی شرائط ○
- ۱۳۱ دم کی کیفیت ○
- ۱۳۲ دم کی اقسام ○
- ۱۳۲ قرآنی دم ○
- ۱۳۶ سورۃ بقرہ کے ساتھ دم کرنا ○
- ۱۳۷ سورۃ اخلاص اور معوذتین کے ساتھ دم کرنا ○
- ۱۳۸ پانی، نمک، مٹی اور پیرنی کے پتوں پر دم کرنا ○
- ۱۳۹ دوم نبوی دعا کے ذریعے دم کرنا ○
- ۱۴۰ نماز میں وسوسہ کے لئے دم ○
- ۱۴۱ جنات پڑ جانے کا دم ○
- ۱۴۳ خاتمہ ○
- ۱۴۵ شہر پر صہر جمیل کا مظاہرہ ○
- ۱۴۶ اللہ کا تقویٰ اور اور نوانی کے وقت اس کی یاد و حفاظت ○
- ۱۴۶ اللہ پہا توکل ○
- ۱۴۷ مخلوق کی شرارتوں سے توجہ بنا کر اللہ سے دعا کی طرف توجہ کر لینا ○
- ۱۴۸ اللہ تعالیٰ کیلئے مخلص ہو جانا اور اسی کی طرف متوجہ ہو جانا ○
- ۱۴۹ دشمنوں کے مسلط کئے جانے والے گناہوں سے بندہ خالصتاً اللہ کے حضور توجہ کرے ○
- ۱۵۰ صدق و احسان ○
- ۱۵۰ برائی کرنے والے کے ساتھ احسان کرنا ○
- ۱۵۱ اللہ کی خالص توحید کا یقین ○
- ۱۵۵ سنہری باتیں اور کبھر سے موتی ○
- ۱۵۷ حکیم بقرط کے چند زرین اقوال ○

مرگی اور جنت

مرگی ایک تکلیف دہ مرض ہے جو اچانک انسان پر بغیر کسی پیشگی اطلاع دیے یا علامت ظاہر کیے حملہ آور ہو جاتا ہے۔ انسان اس کے حملہ آور ہوتے ہی ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے۔ ہم نے بھی اپنے بچپن میں اس مرض کا شکار ایک مریض اپنی آنکھوں کے سامنے شکار ہوتے دیکھا۔ ہم اپنے سکول ”گورنمنٹ پرائمری سکول واقع جامع مسجد اہل حدیث نمبر بازار سمندری“ جا رہے تھے۔ جہاں آج کل خطیب دلپذیر مولانا بہادر علی سیف رحمۃ اللہ علیہ دعوت و اصلاح اور خطبہ جمعہ ارشاد کرنے کی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔ محلے کے چند دوسرے طالب علم ساتھی بھی ہمراہ تھے۔ ہمارے پاس سے گزرتے ہوئے ایک شخص اچانک لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑا... ہم فوری اس کے قریب پہنچے کہ دیکھتے ہی دیکھتے اچانک اس کو کیا ہو گیا ہے۔ ہمارے ساتھ قریب سے گزرنے والے اور لوگ بھی وہاں جمع ہونے لگے۔ اب وہاں ایک مجمع بن چکا تھا۔ لوگوں کا ہنسنہ تھا جو ایک دائرے کی شکل میں کھڑا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ بالکل ایسے ہی جیسے ہم بندر نچانے والے کا تماشہ دائرہ کی شکل میں کھڑے ہو کر دیکھتے رہتے تھے۔ ہم دیکھ رہے تھے کہ گرنے والا زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ اب وہ پھڑکنے لگا۔ تکلیف کی بنا پر اس کا جسم زمین سے اوپر اچھلتا اور پھر زمین پر گرتا۔ منہ سے جھاگ نکلنے لگی... سانس بے ترتیب تیز اور آواز والی ہو گئیں... یوں وہ زمین پر لوٹ پوٹ ہو کر گرد و غبار یا کیچڑ و گندگی میں تھڑپ چکا تھا۔ یہ اس پر وارد ہونے والا مرض کا دورہ تھا۔

اس موقع پر لوگ اس کا علاج معالجہ و تعاون وغیرہ کرنے کی بجائے عجیب و غریب

کا م کرنے لگے۔ مریض کے گرد لوگوں کا بہت بڑا مجمع اکٹھا ہو چکا تھا۔ ہر کوئی اپنا اپنا علاج بتا رہا تھا کہ اس کو یوں کرو نہیں ایسے کرو۔ پانی پلاؤ، ناک میں فلاں چیز پکاؤ... اس کی ٹانگیں پکڑ کر اسے الٹا لٹکا دو... اس کے کپڑے اتار دو... ایک بولا: نہیں نہیں... اگر اس نے کھسہ (چمڑے کا جوتا) پہن رکھا ہے تو اتار کر اسے سنگھٹاؤ... یہ فوراً ہوش میں آجائے گا۔ مختصراً یہ کہ جتنی زبانیں اتنے ہی علاج تجویز کیے جا رہے تھے۔ سوائے جوتا سنگھٹانے والی تجویز پر عمل کرنے کے کسی نے سمجھ نہ کیا سب کھڑے اس مچھلی کی طرح تڑپتے انسان کا تماشہ دیکھتے رہے بس اتنا تعاون چند لوگوں نے پیش کیا کہ جوتے والی تجویز کا سن کر فوراً اپنے پاؤں سے ایک ایک جوتا اتار آگے بڑھے اور تڑپتے مریض کے ہاتھوں اور پاؤں کو اپنے شلغجے میں کس کر ایک ٹومند جوان اس کی گردن قابو کر بیٹھا اور دوسرا شخص اس کو گندگی سے لتھڑے جوتے سنگھٹا رہا تھا۔ لیجیے یہ مرگی کا دیسی علاج ہو رہا ہے۔

اس موقع پر بعض لوگوں کو چند اور بھی تکلیف دہ باتیں کرتے سنا۔ تکلیف دہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ان باتوں کا تعلق انسان کے عقیدہ توحید سے تھا۔ وہ اس کا علاج تجویز کرتے ہوئے شرک و بدعت کی پر خاراور دہکتی راہوں پر چل نکلے۔ عملی طور پر تو کچھ کرنے رہے تھے بس کھڑے کھڑے زبان سے تو یہیں ہی چلاتے جا رہے تھے۔ ایک بولا: اسے فوری طور پر اٹھاؤ اور قریب ہی واقع بابا بھانجھڑ شاہ کی قبر پر لے جا کر قبلہ رخ لٹا دو پھر دیکھو یہ فوری صحت یاب ہو کر اٹھ کھڑا ہوگا۔ کچھ کہنے لگے: فوری بھاگ کر کڈ و شاہ کے پاس جاؤ اور اس سے اس بیماری کا تعویذ لا کر اس کے گلے میں لٹکاؤ بھلا چنگا اٹھ بیٹھے گا۔ ایک نے آگے بڑھ کر کہا کہ اتنی دور جانے کی کیا ضرورت!!! اتنی دیر میں یہ بے شک اللہ کو پیارا ہو جائے، دوا تو وہی اصلی ہوتی ہے جو فوری اثر دکھائے میرے پاس 'امام ضامن' ہے میں اس کے ڈولے (بازو) پر باندھتا ہوں پھر دیکھیں آپ اس کا کرشمہ!!۔ اب اس نے اپنا امام ضامن اتار کر مریض کے بازو کے ساتھ کس کر مضبوطی سے باندھ دیا۔ اب کچھ لوگ لائن میں لگے اپنی خدمات پیش کرنے کے لیے مستعد و تیار کھڑے تھے۔ سب کے ہاتھ میں اپنی اپنی جوتیاں

تھیں۔ ایسے لگتا تھا کہ یہ کسی کی "چھتر پرید" کرنے والے ہیں۔ ہر کسی کی خواہش تھی کہ وہ ترپتے مریض کو اپنا جوتا سٹھمائے اور یوں وہ تندرست ہو جائے۔ سو وہ اپنی اپنی کوشش کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک ملنگ مانپ مجذوب جو نشے میں دھت دکھائی دے رہا تھا، مجمع سے باہر آیا اور نہایت مکاری اداکاری اور فنکاری سے بلند آواز میں کہنے لگا:

اب سب لوگ پیچھے پیچھے بٹ جائیں پیچھے مجمع میں چلے جائیں۔ سب نے اپنے اپنے داؤ پیچ آزما دیکھے، اب "کینٹھا سرکار" کا کرشمہ دیکھیں۔

پھر وہ نہایت فریب کاری سے اداکاری کرتے ہوئے ہاتھوں کو فضاء میں بلند کرتے ہوئے عجیب و غریب کلمات بولنے لگا۔ اگرچہ یہ مشہدہ بچپن کا ہے لیکن وہ بیہودہ بے معنی اور حماقت و جہالت پر مبنی الفاظ مجھے آج بھی یاد ہیں۔ وہ آنکھیں بند کیے سانس روکے ہاتھ فضاء میں بلند کیے اپنی ہی ترنگ میں یہ پنجابی منتر پڑھ رہا تھا:

کینٹھا	گا	با	بند	میں
پکھ	لگے	تے	وڑ	جا
کینٹھا	گا	با	بند	میں
پکھ	لگے	تے	وڑ	جا
			پند	میں

میرے سمیت سکول کے طلباء، اور مجمع میں کھڑے سب لوگ موت کی سی خاموشی کے ماحول میں سراپیسگی کے عالم میں اس شیطان کے بھاری کود کبھ رہے تھے۔ اسی طرح وہ پانچ یا چھ منٹ تک اپنی واہیات بکتا رہا۔

اب مریض کو مرگی کا دورہ شروع ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی۔ اس کے اعصاب آہستہ آہستہ ڈھیلے پڑنے لگے پھر وہ ہڑسکون ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھول کر اٹھ بیٹھا اور شرمندگی سے اپنے گرد جمع لوگوں کو دیکھنے لگا۔ پھر وہ اٹھا اور اپنے کپڑے جھارنے لگا اور قریبی لوگوں سے کہنے لگا:

معذرت چاہتا ہوں آپ لوگوں کو میری وجہ سے پریشانی اٹھانی پڑی۔ اصل میں

مرگے لگانے کی نجات

۱۲

مجھے مرگی کا مرض لاحق ہے جب کبھی مجھے اس کا دورہ پڑتا ہے تو ایسے ہی ہوتا ہے جیسے آپ دیکھ چکے ہیں۔ لیکن تھوڑی دیر بعد دورے کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ ایسا کئی سال سے ہو رہا ہے۔ آپ میرے لیے دعا کریں اللہ کریم مجھے شفا دے۔

مانگ نے جب مریض کو باتیں کرتے سنا تو نعرہ حیدری مار کر ناپنے لگا۔ اب جھوم جھوم مرستی الستی کے عالم میں ہاتھ فضا میں بلند کیے ایک دائرے میں چکر لگاتے ہوئے گھوم رہا تھا اور کہتا جا رہا تھا:

اے سرکار اے دلدار کینٹھا
تو لگاتا ہے دنوں کو پھینٹا
پھر وہ پھینٹا کینٹھا پھینٹا کینٹھا لگاتا ہوا چمٹا بجاتا ہوئے لٹو کی طرح
گھوم گھوم کر ناپنے لگا۔ اب جاہل لوگ مریض کا تماشہ بھول کر اس کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔
کچھ دیر بعد وہ اپنا رقص روک کر لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا:
دیکھا تم لوگوں نے کینٹھا سرکار کا کرشمہ ایسے ہی ہر مشکل میں ہر بیماری میں کینٹھا سرکار کو پکارو
وہ فوراً آئیں گے اور آپ کی ہر مشکل منسبت دور کریں گے۔
جب کینٹھا لگائے گا پھینٹا
تو دور ہو جائے گا ہر نیٹا (مسئلہ)

پھر کہنے لگا:

میں نے کینٹھا شریف کی ایک آیت آپ لوگوں کے سامنے پڑھی تھی۔ آپ نے اس کا اثر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔
یوں وہ وہاں ہی تباہی بک رہا تھا کہ امام ضامن والا شخص مریض کے پیچھے بھاگا اور

پکارا:

بھئی! اے بھائی جان! اتنی جلدی آنکھیں پھیر لیں اور اس نعت اعلیم سے قیمتی خزانے پر قبضہ کر بیٹھے۔ جس کی وجہ سے تندرست ہوئے جس کی وجہ سے تکلیف سے نجات

پانی وہ متاعِ گراماں قدر میری ملکیت ہے۔ لہذا میرا امام ضامن اتار کر مجھے دو پھر بے شک چلے جانا۔

مریض نے حیرانی سے پوچھا: کون سا امام ضامن اور کہاں ہے وہ؟ ”ہاں! تجھے کیا پتہ؟ تم تو بیہوش تھے اور نہ کرو اپنا بازو پھر اس نے اچک کر اس کے بازو سے امام ضامن اتار لیا اور چبکتے چبکتے ہوئے مرعوب کرنے والے لُجھ میں کہنے لگا: اسی کی وجہ سے ہی تم تندرست ہوئے ہو! ایک امام ضامن مستقل طور پر اپنے لیے بھی بنوا کر بازو سے باندھ لو۔ وہ شخص حیرانی سے کہنے لگا: مجھے تو یہ دورہ پانچ سال سے پڑ رہا ہے اور ایسے ہی ہوتا ہے جیسے آج ہوا ہے۔ تھوڑی دیر بعد جب دورے کا اثر ختم ہوتا ہے اور زور ٹوٹتا ہے تو میں میں تندرست بھی ہو جاتا ہوں میں نے تو کبھی بھی ایسا ضامن شامین نہیں باندھا۔ یہ دورہ پڑنا اور پھر کچھ دیر بعد ہوش میں آ کر اٹھ بیٹھنا میرا تو معمول زندگی بن چکا ہے۔ مگر وہ شخص بضد تھا کہ نہیں شفاء اسی کی وجہ سے ملی ہے۔

لوگوں پر ملنگ کی گفتگو کا بہت اثر ہوا تھا، وہ اس سے مرعوب ہو چکے تھے اور وہ بھٹکی چرسی شیطان اپنی جبری مریدی کا مکروہ کاروبار شروع کرنے اور بندوں کو غلام بے دام بنانے میں کافی حد تک کامیاب ہو چکا تھا۔ جبکہ ہم اس کی گفتگو کے ایک حصے پر غور کر رہے تھے۔ اس نے کہا کہ میں نے مریض پر ”کینٹھے شریف“ کی آیت تلاوت کی ہے۔ یہ کینٹھا کیا ہے؟ کیا یہ کوئی نیا معنوی قرآن بن چکا ہے۔ پھر ہم نے ایک اور جاہل شخص کو مسندری شہر میں مولانا عبدالحمید شیخ الحدیث مرحوم کی پنسا رسنور واقع گول چوک میں دیکھا۔ وہ بھی یہی کینٹھے کی آیت پڑھتا تھا اور اس کو قرآن (کی مثل) گردانتا تھا۔ مولانا مرحوم نہایت نرمی اور پیار سے توحید کے پھولوں سے اس کے دامن کو بھرنے کے لیے کوشاں تھے جبکہ وہ کانوں اور انگاروں سے ہی اپنے دامن کو داند اور جھلتا رکھنے پر خوش و خرم تھا۔

بہر حال لوگ اس بیماری کے متعلق طرح طرح کے توہمات پر مبنی عقائد رکھتے ہیں۔ بالکل بندوؤں کی طرح کہ وہ بھی مرگی کے متعلق عجیب و غریب خرافاتی و شرکیہ عقائد رکھتے

مرگ کے اعلاجات

ہیں۔ وہ مریض کو کسی ماہر ڈاکٹر کے پاس پہنچانے کی بجائے اسے چوبہا، یونا، بندر دیوتا، سانپ دیوتا، کالی، ماتا، شیراں والی، بلیاں والی، کتوں والی سرکار یا دیوتا کے مزار پر لے جاتے ہیں اور پھر اس کی پوجا پاٹ میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کے معاملہ میں مرگی کی بنا پر عقیدہ میں خرابی اور شرک و بدعت کا ارتکاب سب سے زیادہ تکلیف دہ امر ہے۔ اگر ایک مسلمان کی طرف سے اس بیماری کی بنا پر عقیدہ توحید میں شرک کی گندگی کی ملاوٹ ہوگئی تو پھر آخر وہی نجات کے لیے اس کے پاس رہ گیا جاتا ہے۔ کیونکہ مومن کی اصل میراث عقیدہ توحید ہی ہے اگر یہی لٹ گئی تو چیخے رہ گیا۔ !!!

حقیقت یہ ہے کہ مرگی کی دو قسمیں ہیں۔

① عضوی مرگی ② جناتی مرگی

ایک مرگی تو دماغی خلطوں میں خلل اور جوش کی بنا پر ہوتی ہے جس کا علاج میڈیکل سائنس تلاش کر رہی ہے اور کافی حد تک سراغ لگا چکی ہے۔ ایک مرگی جناتی ہے یہی مرگی خاص طور پر ہماری اس کتاب کا موضوع ہے۔ ہوتی یہ بھی مرگی ہی ہے لیکن اس مرگی کی علامات و کیفیات جنات کی وجہ سے رونما ہوتی ہیں۔ شریر جنات و شیاطین انسان کے اندر دخول کر کے اس کو تکلیف دیتے ہیں اور مرگی والے مرض کی علامات و کیفیات کا باعث بنتے ہیں۔ مختصراً یہ مرگی جن و شیطان کے انسان میں داخل ہونے یا جنات و شیاطین کے چمکنے کی بنا پر ہوتی ہے۔ اسی لیے اس کو جناتی مرگی کہتے ہیں۔ عوام میں اس مسئلہ میں توہمات، جہالت، بدعات اور شرکیہ عقائد کے علاوہ کچھ نہیں پایا جاتا، سوائے چند لوگوں کے کہ جو اصل مسئلہ کو جانتے ہیں۔

چند سال قبل مجھے عالم باعمل، توحید کے شیدائی اور شرک و بدعت سے متنفر محترم اقبال سلمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ راولپنڈی میں ملے انہوں نے عوام کی اس مسئلہ میں جہالت اور اس جہالت کی بنا پر عقیدہ توحید کی تباہی کا رونا روایا۔ مسئلہ توحید کے معاملہ میں وہ نہایت حساس طبیعت کے مالک ہیں۔ میں کہتا ہوں اس مسئلہ میں ہر مسلمان کو حساس ہونا چاہیے۔ وہ

مرکز لکھنؤ جنات

۱۵

جنات و شیاطین کے دافعہ اور جادو ٹونے کے اثرات سے بچانے کے لیے عامل بھی ہیں۔ انہوں نے مجھے اس کی طرف توجہ دلائی اور ساتھ ہی بتایا کہ میں متحدہ عرب امارات سے اپنے حالیہ دورے سے واپسی پر ایک کتاب خرید کر لایا ہوں۔ جس میں مختلف ڈاکٹرز اور سائنسدانوں نے علماء کرام کے ساتھ مل کر مرگی پر ریسرچ کی ہے۔ اگر یہ جدید تحقیقات جو قرآن و حدیث کی تعلیمات کی روشنی میں کی گئی ہیں، منظر عام پر لائی جائیں تو عامۃ الناس و بہت فائدہ ہوگا۔ خاص طور پر توحید کے جلتے دیپ کو بجھنے نہ دیا جائے گا جہاں اس کی لو تو دن بدن بلند ہوگی۔ میں نے ان کے ان نیک مخلصانہ جذبات کو مد نظر رکھ کر وعدہ کیا کہ ان شاء اللہ ان تحقیقات کو ضرور دارالابلاغ کی سطح سے منظر عام پر لایا جائے گا۔ کتاب کے ترجمہ کے بعد مختلف تیاری کے مراحل کے دوران کتاب کا اصل نسخہ گم ہو گیا اور کتاب کا جلد منظر عام پر آنا محذوش ہو گیا۔ ہم اصل نسخہ تلاش کرتے رہے دو سال لگ گئے لیکن نسخہ نہ ملا۔ محترم اقبال سلفی صاحب اپنے سعودیہ وغیرہ کے دورہ کے درمیان اس نسخہ کو وہاں واقع مختلف مکتبہ جات میں تلاش کرتے رہے لیکن کہیں اس کی کاپی نہ مل سکی۔

قارئین کرام! آپ سوچ رہے ہوں گے جب اصل کتاب کا ترجمہ مکمل ہو گیا تھا تو اب بے شک کتاب گم بھی ہو جائے تو کیا ہے کتاب فوری چھپ کر منظر عام پر آ جانی چاہیے تھی۔ کیا وجہ تھی کہ دو سال نسخہ کی تلاش میں لگا دیے!؟ تو پیارے بھائیو اور دوستو! بات دراصل یہ تھی کہ اس کتاب میں میڈیکل سائنس کی روشنی میں کی گئی ریسرچ و تحقیق کی رنگین مائیکروسکوپک تصاویر بھی تھیں۔ الٹراساؤنڈ اور سٹی سکین کی کمپیوٹرائزڈ تصاویر و سس بھی تھے۔ مخصوص مریضوں کے جن پر تجربات کیے گئے تھے ان کے ایکسرے بھی تھے۔ ہم چاہتے تھے کہ یہ تمام تحقیقات و ریسرچ کے دستاویزی، تصویری ثبوت، بھی آپ کے سامنے رکھتے۔ تمام میڈیکل سائنس کی رپورٹیں اصل شکل میں آپ کے سامنے ہوتیں۔ یہ تمام تحقیقات رسول عربی طیب اعظم آقائے دو جہاں علیہ السلام کے فرامین ذی شان کو سائنسی بنیادوں پر ثابت کر رہی تھیں۔ اصل نسخہ نہ ملنے کی بنا پر اب ہم یہ کتاب ان رپورٹوں، رنگین خورد بینی تصویروں، سٹی

سکین ایکسرے، الٹراساؤنڈ رپورٹوں کے بغیر ہی شائع کر رہے ہیں اس امید پر کہ جو نبی ہمیں کبھی اصل کتاب مل گئی تو تمام چیزیں نئے ایڈیشن میں شامل کر دیں گے۔

یہ کتاب محترم اقبال سلفی رحمۃ اللہ علیہ کے بھرپور تعاون و تحریک کی بنا پر منظر عام پر آئی ہے جس کے لیے میں ان کا بے حد ممنون ہوں۔ آج کل کے عالمین تو یہ چاہتے ہیں کہ اصل حقیقت کا لوگوں کو علم ہی نہ ہو اور وہ جوق در جوق ان کے جال میں پھنس کر ان کی چوکتوں پر اپنی جیبیں کھواتے اور ایمان کی دولت لٹاتے رہیں یوں ان کی تجوریاں اور پیٹ کا جہنم بھرتا رہے۔ لیکن یہ عجیب عامل ہے جو توحید کا درس بھی دیتا ہے بدعات و خرافات اور توہمات سے آگاہی کروا کر ان سے روکتا بھی ہے اور پھر یہ بھی چاہتا ہے کہ لوگوں کو جنات جاؤ ٹونے نظر بد جناتی مرگی وغیرہ کی اصل حقیقت کا علم بھی ہو جائے اور اس سے بچنے کا طریقہ کار بھی وہ جان جائیں۔ یوں وہ عالمین کے چنگل میں پھنس کر عقیدہ کی دولت لٹانے سے بچ رہیں توحید کا دامن تمام کشرک کی آندھیوں کے سامنے سینہ سپر ہو کر کھڑے ہو جائیں اور قرآن و سنت کی روشنی میں اپنا دفاع خود کر کے نام نہاد عالمین اور شعبدہ بازوں کے پاس جانے سے بچے رہیں۔ اللہ کریم ان کی ان کوششوں کو ریاکاری سے بچا کر اپنے حضور سے اس کا اجر دے اور ان کی ان کوششوں کو کامیاب و کامران بنائے۔ آمین

اس کتاب کے ترجمہ کی ذمہ داری جناب ابو حمزہ مولانا ظفر اقبال فاضل مدینہ یونیورسٹی نے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دی ایڈیٹنگ و نظر ثانی کا کام ممکن حد تک راقم نے سرانجام دیا۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو اس پر کام کرنے والی ٹیم کے لیے رحمت و برکت اور قبولیت و نجات کا باعث بنائے اور لوگوں کے لیے آگاہی و آشنائی اور عقیدہ توحید کی حفاظت کا باعث بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

خانہ کتاب و سنت،

فیضانِ شمس

۲۱ نومبر ۲۰۰۶ء لاہور

پیش لفظ

”مرگی لگانے والے جنات“ کے موضوع کا انتخاب کیوں؟

بے شک تمام تعریفیں اللہ ذوالجلال کے لیے ہیں، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے بخشش طلب کرتے ہیں اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں اور اپنے برے اعمال کی سزاؤں سے بھی ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے کوئی اسے گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کرنا چاہے کوئی اس کو ہدایت نہیں دے سکتا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نیز میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے درج ذیل ارشادات پر غور فرمائیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم کو اسلام ہی پر موت آئے۔“

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً، وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ، إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴾ (النساء: ۱/۳)

”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس

جان سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بے شمار مرد و زن پھیلانے اور تم اس اللہ سے ڈرو جس کے ذریعے تم مانگتے ہو اور رشتہ داروں کی قطع رحمی سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُضْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝﴾ (الاحزاب: ۱۷۰/۱۷۲)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کرو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، تحقیق اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔“

حمد و ثنا کے بعد۔ بے شک سب سے سچا کلام اللہ کا کلام ہے اور سب سے اچھا نمونہ محمد رسول اللہ ﷺ کا نمونہ ہے اور بدترین معاملات بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی پر منتج ہوتی ہے اور ہر گمراہی کا انجام کارجنم ہی ہوگا۔ (اسے خطبہ حاجت کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کو سکھاتے تھے۔

قارئین کرام!..... اس میں کوئی شک نہیں کہ صحت و عافیت کے لیے ◊ التزام و اہتمام کرنا اور بیماریوں سے الگ تھلگ رہنا سلیم الطبع انسان کے لئے ایک فطری بات ہے۔ لہذا اسلام کے بعد انسان کو ودیعت شدہ نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت عافیت ہے کیونکہ اس نعمت کے بغیر انسان نہ تو اپنے رب کی عبادت صحیح طریقہ سے سرا انجام دے سکتا ہے اور نہ ہی اپنے دیگر معاملات میں اپنی مرضی سے تصرف کر سکتا ہے۔ نیز شرعی دعاؤں میں یہی چیز طلب کی جاتی ہے اور مختلف قسم کی عبادات میں بھی یہی چیز مطلوب و مقصود ہوتی ہے۔ اور

◊ رسول اللہ ﷺ نے صحت و عافیت کا خصوصی اہتمام کرتے ہوئے فرمایا: ”تم میں سے جس نے اپنے گھر میں امن سے صبح کی اور وہ اپنے جسم میں عافیت میں ہو، اس دن کی غذا اس کے پاس ہوئی تو گویا پوری دنیا اس کے لئے مہیا کر دی گئی۔ ابن ماجہ نے اسے روایت کیا اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اکثر لوگ دو نعمتوں میں غبن کرتے ہیں یعنی صحت اور فرصت میں۔“

منہیات سے اجتناب اور احکام پر عمل کرنے کے بعد سب سے کامیاب عمل جو قرب الہی کا ذریعہ بنتا ہے وہ یہی ہے کہ انسان بیماریوں کا مقابلہ کس طرح کر کے فائدہ میں رہ سکتا ہے۔ مزید یہ کہ مرض بے چارگی، سستی، غم، پریشانی اور صدمات وہ چیزیں ہیں جن سے ہر صحت مند ذات نفرت و کراہت کرتی ہے۔

اسی لئے ہمیں سیرت نبویہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں رسول اللہ ﷺ نے دل کی بیماریوں سے شفاء کا اہتمام کیا وہاں ہی جسمانی بیماریوں سے شفاء کا خصوصی اہتمام فرمایا ہے۔ گذشتہ بحث سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ مرض کی دو اقسام ہیں:

① امراض القلوب

② امراض الاجسام

اور یہ بات بھی از بر کر لینی چاہئے کہ جسم کی تندرستی دل کی تندرستی سے وابستہ ہے لہذا ہر کسی کو اپنے دل کی اصلاح کرنی چاہئے اس کا جسم خود بخود صحیح ہو جائے گا۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے مرض کی دونوں قسموں کا علاج گاہے بگاہے قرآن کے ذریعے اور بعض اوقات دواؤں کے ساتھ بھی فرمایا۔ ایسے بے شمار دلائل احادیث کی مستند کتابوں میں موجود ہیں جو نہایت باریک بینی اور تحقیق و تدقیق سے ثابت ہو چکے ہیں۔ لہذا میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ایسے کریم و شفیع و معزز نبی پر اپنی رحمتیں اور آسانیاں نازل فرمائے کہ جس نے کوئی اندرونی مرض اور نہ ہی کوئی ظاہری مرض بغیر علاج بتائے چھوڑی، نہایت وضاحت کے ساتھ اور شیریں گفتار کے ساتھ اپنی امت کو ہر بات بتلا دی۔ آپ آئندہ صفحات میں اسی نکتہ کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں گے۔

① اگر کوئی قلبی امراض کے متعلق جاننا چاہے تو وہ میرے پمفلٹ "اپنے رب کے ساتھ بندے کے تعلقات" کا مطالعہ کر لے۔ میں نے اس میں دل کے امراض اور ان کے اسباب کا تذکرہ کیا۔ اس بات کی بنیاد میں نے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر رکھی: "بے شک جسم میں ایک لوتھڑا ہے جب اس کی اصلاح ہو جائے تو سارے بدن کی اصلاح ہوتی ہے اور جب وہ فاسد ہو جائے تو پورا بدن بھی فاسد ہو جاتا ہے، خبردار! وہ دل ہی ہے۔" (متفق علیہ)

کتاب لکھنے کے مقاصد:

قرآنی معالجہ کی بنیاد رکھنا تاکہ سنت نبوی ﷺ کو زندہ کیا جاسکے، قریب تھا کہ یہ سنت ختم ہو جاتی۔

اس کتاب کے ذریعے میں ہر مریض کو ایک نصیحت کرنا چاہوں گا جو کسی بھی موجودہ دور کی بیماری میں مبتلا ہے کہ وہ تلاوت قرآن اور ادویہ نبویہ کے ذریعہ اس بیماری سے شفاء میں اللہ عزوجل کی مدد طلب کرے کیونکہ قرآن و سنت شفاء سے لبریز ہیں۔

اسی طرح میں اپنے قرآنی معالجہ بھائیوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ طب انسانی میں کام کرنے والوں سے شفاء بالقرآن کے معاملے میں تعاون کریں تاکہ بیمار مسلمانوں کا مکمل علاج ہو سکے جو کسی بھی مرض میں مبتلا ہوں، خواہ وہ نفسیاتی مریض ہوں یا عضوی مریض ہوں۔ تاکہ اس تعاون کے ذریعے ہم جسمانی اور روحانی علاج کو مربوط کر سکیں کیونکہ ہماری جدید طب صرف مادی وسائل و اسباب کے گرد گھومتی ہے۔ نیز اس کتاب میں اپنے اور معالجین طب جدید کے باہمی تعاون کے نمونے اور مثالیں پیش کروں گا تاکہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل ہو سکے:

﴿ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ

وَالْعُدْوَانِ ۗ ۝ ﴿۲/۵۰﴾ (المائدہ: ۲/۵۰)

”نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تم باہمی تعاون کرو اور برائی اور گناہ کے کاموں میں تم ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کرو۔“

تحقیق و تالیف کے اسباب:

جن اسباب نے مجھے اس موضوع پر لکھنے کے لئے آمادہ کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

﴿ الحمد للہ آج قرآنی معالجین مساجد میں تو یہ کام کر رہے ہیں تاکہ سنت مبارکہ زندہ و تابندہ رہے (تاہم اگر یہی کام باقاعدگی کے ساتھ منظم انداز میں ہسپتالوں میں بھی ہونے لگے تو بہت ہی اچھا ہوتا تاکہ مساجد کی حفاظت بھی کی جاسکے اور مریضوں کے حالات پر پردہ بھی ڈالا جاسکے۔

- ۱ جن وشیاطین کے متعلق دینی پہلو کا غالب ہونا۔^①
 - ۲ طب جدید کے میدان میں کام کرنے والے اکثر اطباء کا جنات کے وجود سے کلی انکار نیز انکا عالم انسانیت پر جنوں کے اثرات اور جناتی مرگی سے انکار کرنا۔
 - ۳ جنات کی تدبیروں سے اکثر انسانوں کی جہالت۔
 - ۴ جو لوگ جنوں کے وجود کا انکار کرتے ہیں ان میں سے اکثر کا جنوں کے مس کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہونا۔
 - ۵ جناتی مرگی اور عضلاتی مرگی کے درمیان فرق نہ کرنا۔^②
 - ۶ جناتی مرگی اور عضلاتی مرگی میں اکثر لوگوں کا مبتلا ہونا اور جناتی مرگی والے مریضوں کے لئے طبی دواؤں کے مضر اثرات۔
 - ۷ قرآنی و نبوی علاج سے انکار اور اس باطل رائے کی تائید میں بحث مباحثہ کرنا۔
 - ۸ قرآنی معالجین اور طبی معالجین کے درمیان قلت تعاون۔
 - ۹ معالجوں کے ہاں افراط و تفریط اور بدعتوں کا رواج پاجانا۔
 - ۱۰ دونوں قسم کے معالجوں کے درمیان تعاون کرنے اور تحقیقات مکمل ہونے کے بعد مکمل اعتماد بحال کرنے کا اہتمام کرنا۔
 - ۱۱ جادو گروں، کاہنوں اور مداریوں کے روپ میں اکثر مسلمانوں کی آزمائش۔
 - ۱۲ اکثر انسانوں کی طرف سے جنوں کی باتوں کی تصدیق کرنے میں اسراف سے کام لینا۔ حتیٰ کہ بعض جنوں نے اگر کسی آدمی کو کوئی بات بتائی اور کہا کہ یہ حدیث
-
- ① اہل السنہ و الجماعہ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیاطین کو اس لئے پیدا کیا تاکہ وہ آدمی کے اندر وسوسہ ڈالیں اور انہیں دھوکہ دلائیں اور غرور میں مبتلا کریں جب انسان اللہ کا باغی بن جائے تو شیاطین اسے بدحواس کر دیں۔
 - ② عالمی سطح پر جمع کئے جانے والے اعداد و شمار کے مطابق پوری دنیا جس مرگی کا تناسب ۲ فیصد ہے اور یہ بہت بلند تناسب ہے۔

رسول ہے تو اس کو فوراً مان لینا۔

کتاب کی تیاری میں میرا طریقہ کار:

میں نے ایک ثقہ طبیب کو تلاش کرنے کے لئے کافی محنت کی تاکہ سب سے پہلے اس کے عقیدہ اور مذہب پر میں اعتماد کر سکوں اور پھر میں اس کے پیشے کے متعلق بھی اطمینان

میری مراد ان کتابوں سے ہے جو لوگوں کے درمیان پھیل چکی ہیں جن کا موضوع جنوں کے ساتھ مکالمات پر مبنی ہوتا ہے۔ خسی کہ بعض ایسے مصنفوں نے اہلسن کے بیٹے اور بیٹیوں کو ثابت کیا اور یہ بھی لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا ہزار جنت البقیع میں درس دیتا ہے چونکہ اسی طرح اس کو جنوں نے بتایا تھا۔

کتنے کتب کی بات ہے کہ ایسے مصنف جنوں کی لائی ہوئی ہر خبر کی تصدیق کرتے ہیں اور انہیں اپنا دوست مان لیتے ہیں اور وہ اس بات کو تاکیہ کہتے ہیں کہ جن ہی کی خبر سچی ہے۔ اور ایسے لوگوں نے ایسی باتوں میں اتنے مبالغے سے کام لیا کہ اپنی باتوں کے ذریعے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا رد کیا۔ لہذا میں آپ سب کو ایسی فضول تصنیفات سے متنبہ کر رہا ہوں کیونکہ ایسی باتوں کی تائید کے لئے کوئی علمی ثبوت میسر نہیں۔ نیز سنت نبوی کے ذریعے ایسی یا وہ گویوں سے بچا جاسکتا ہے اور حدیث نبوی میں ایسی فضولیات سے مکمل استغناء موجود ہے اور ہمیں وہاں سے جنات کے ساتھ ہم کلام ہونے کی رغبت نہیں ملتی۔ پس ہمیں بھی وہی باتیں اچھی لگتی ہیں جو ہمارے آئمہ اسلاف کر چکے۔

اکثر لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں کہ جنوں کا علاج کرنے کے لئے ان سے مکالمات کرنے کا زیادہ فائدہ ہے اور یہ بھی علاج کا ایک لازمی جزو ہے اور ایسے ہی لوگوں نے ایسی کتب تصنیف کی ہیں جن میں یہ لکھا ہے کہ جنات ان کے معاون ہیں لہذا ہم ان کی خبروں کی تصدیق بھی کریں گے اور ان کی ہر بات پر کان دھریں گے۔ ایسی ہی بن ترانیوں کی وجہ سے لوگوں کے درمیان بغض و عداوت اور شکوک و شبہات پھیل چکے ہیں۔

تو آئیے دیکھیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے جب پوچھا گیا کہ جنات سے سوال و جواب کا کیا حکم ہے اور ان کی تصدیق کا کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے اپنی کتاب ”الدلیل والبرہان علی صرح الجن لئلا انسان“ میں فرمایا اگر جنوں سے سوال اس لئے کیا جائے کہ وہ جو کچھ جواب دیں گے اس کی تصدیق کی جائے تو یہ حرام ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں سیدنا معاویہ بن حکم اہلسنی کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔

”جاہلیت میں ہم کچھ کام کیا کرتے تھے۔ ہم کانہوں کے پاس آتے تھے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کانہوں کے پاس تم نہ آیا کرو۔“ نیز صحیح مسلم میں سیدنا صفیہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو کسی نجومی کے پاس آئے اور کچھ پوچھے تو چالیس دن اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔“

←

حاصل کر لوں تاکہ میں اس کے ساتھ باہمی تعاون کو یقینی بنا سکوں۔ تو مجھے دو ڈاکٹر مل گئے (ان کا تفصیل کے ساتھ تعارف اگلے صفحہ پر دیکھیں) جو ڈاکٹر ذہیل بن سلیم ماء البارد اور ڈاکٹر عبد الحکیم بن شوقی تھے۔ میں نے قرآنی علاج کی کیفیت ان کے سامنے مفصل بیان کی اور وہ منکرات بھی ان کو بتادیں جن کا ارتکاب بیشتر مریضوں کے علاج کے دوران کیا جاتا ہے۔ تو

← البتہ کوئی امتحان کی نیت سے جنات سے کچھ پوچھے تاکہ اس کے اندر کی بات معلوم کر سکے اور اس کے سچے جھوٹ کا پتا چلا سکے تو یہ جائز ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق موجود ہے کہ آپ ﷺ ابن صیاد کے پاس آئے اور اس سے پوچھا: ”تیرے پاس کیا چیز آتی ہے؟“ اس نے جواب دیا: میرے پاس ایک سچا اور ایک جھوٹا آتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے پوچھا ”تو کیا دیکھتا ہے؟“ اس نے جواب دیا ”میں پانی کے اوپر ایک تختہ دیکھتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ بولے تو نے سمندر کے اوپر شیطان کا تختہ دیکھا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تیرے لئے ایک چیز اپنے دل میں چھپائی ہے بتاؤ کیا ہے؟ وہ بولا۔ (دُخ دُخ) آپ ﷺ نے اسے فرمایا ”تیری قدر ایک ذلیل سے زیادہ نہیں ہے تو ذلت میں ہی رہ۔ تو تو کا بنوں کا بھائی ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے سورۃ حجرات میں فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ فَا مَشُوا بِهِ بِمَا عَمِلُوا أَلْمَنِاتِ فَاعْتَبِرُوا ۗ﴾ (العنکبوت: ۱۶/۱۷)

”اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔“

آپ حجرات صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ ابو ہریرہ نے فرمایا۔ اہل کتاب تورات عبرانی زبان میں پڑھتے تھے۔ اور اس کی تفسیر عربی میں کیا کرتے تھے تاکہ مسلمانوں کو سنا سکیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اہل کتاب کی تصدیق یا تکذیب مت کرو۔ یا تو وہ تمہیں سچ بیان کریں گے تو تم جھٹلا دو گے یا تمہیں جھوٹ سنا سکیں گے اور تم ان کی تصدیق کرو گے لیکن تم یوں کہا کرو:

﴿ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ

وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْمَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ

مِّن دُونِهِمْ لَا نَقْرُبُكَ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝﴾ (البقرہ: ۱۳۱/۱۳۲)

”ہم اللہ پر ایمان لائے ہمیں اور جو کچھ ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو کچھ ابراہیمؑ اسمعیلؑ اسحاقؑ یعقوبؑ یوسفؑ اور ان کی نسلوں پر نازل کیا گیا اور جو کچھ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور دیگر انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا ہم ان میں کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ ہی کے لئے مسلمان ہیں۔“

←

میرنگا بیلا جنات

دونوں نے بیک زبان کہا ”ہم ان سب باتوں کو تجربے سے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔“ میں نے ان سے اتفاق کیا۔ ہم نے جدید ترین آنوینک الیکٹرونک آلات و مشینری کے ذریعے دماغ کی تشخیص شروع کی اور سب نے ہر نئی حالت کے نوٹس لینا شروع کئے البتہ تمام ملاحظیات و مشاہدات اور تجربات کے ذریعے علمی اور مذہبی نتائج کی تائید ہو گئی۔ اور تمام تصاویر اس کتاب میں شامل کر دی گئی ہیں جن کا مشاہدہ اس کتاب کا ہر قاری با آسانی کر سکتا ہے ① اور ان سے فائدہ بھی اٹھا سکتا ہے۔ اس کتاب کے لئے میں نے جو مواد جمع کیا اسے اپنی آسانی کے پیش نظر درج ذیل طریقے پر ترتیب دیا ہے۔ سب سے پہلے مقدمہ اور پھر ساری بحث و تحقیق کو سات فصلوں میں تقسیم کیا۔ اور آخر میں میں نے اس کتاب کا خاتمہ لکھا ہے۔ جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

مقدمہ:

کتاب لکھنے سے میرا جو مقصد ہے اس کی تفصیل لکھی ہے اور اس موضوع کے انتخاب

لہذا مسلمانوں کے لئے جائز ہے کہ انہوں کی باتیں سن لیں تاہم ان کی تقدیر یا تکذیب جائز نہیں ہے۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خبر کچھ عرصہ تک نہ آئی ان کے پڑوس میں ایک عورت رہتی تھی جس کے پاس ایک جن تھا ابوموسیٰ نے جن سے سیدنا عمر کے متعلق پوچھا تو اس نے انہیں بتایا کہ میں نے عمر کو اس حال میں دیکھا کہ وہ صدقے کے اونٹوں کو نشان لگا رہے تھے۔ ایک اور خبر میں ہے کہ عمر نے ایک لشکر کہیں بھیجا کچھ مدت بعد ایک آدمی مدینہ آیا اور اس نے یہ خبر دی کہ تمہارے لشکر والے اپنے دشمن پر غالب آ گئے۔ یہ خبر مسلمانوں میں پھیل گئی۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس خبر کی بابت لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے آپ کو ساری بات بتادی کہ اس حلیے کا ایک آدمی آیا تھا۔ آپ نے فوراً کہا کہ یہ تو جنات کا قاصد تھا جو کہ مسلمانوں کے لئے خوشخبری لے کر آیا۔ عنقریب انسانی قاصد آ جائے گا تو کئی روز کے بعد ہمارا قاصد یہ خبر لایا۔

انسوس کہ طباعت کے مراحل میں کتاب کا اصل عربی نسخہ تم ہو گیا۔ بہت تلاش کیا مگر نہ مل سکا حتیٰ کہ عالم عرب میں بھی ڈھونڈا اور جس ادارہ نے عرب ممالک میں شائع کیا تھا اس کے پاس سے بھی نسخہ نہ مل سکا جس کی بنا پر ہم وہ جدید سائنس کی روشنی میں لی گئی تصاویر کتاب میں شامل کرنے سے قاصر ہیں جو نبی نسخہ مل گیا کسی صاحب علم یا صاحب ذوق نے فراہم کر دیا تو ہم وہ تصاویر بھی زینت کتاب بنا دیں گے ان شاء اللہ۔

کے جو اہم اسباب و محرکات تھے وہ بیان کئے ہیں۔ نیز اس کتاب میں اختیار کئے گئے اپنے طریقے کی وضاحت کی ہے۔

باب: ۱ : اس میں شفاء کی تعریف اور شفاء کو حاصل کرنے کے مراکز کا بیان ہے۔

باب: ۲ : اس فصل میں جن و شیطان کے متعلق اہل ایمان کے عقیدے کا بیان ہے۔

باب: ۳ : اس میں شیطان اور انسان کے درمیان جاری جنگ کی حقیقت کا بیان ہے۔

باب: ۴ : اس فصل میں انسان کے خلاف لڑی جانے والی جنگ میں شیطانی اسلحہ کا بیان ہے۔

باب: ۵ : اس میں شیطان کے تیسرے ہتھیار کا بیان ہے نیز یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ شیطانی پکڑ (مرگی) عضوی پکڑ (دورہ یا مرگی) کی طرح نہیں ہے۔

باب: ۶ : دماغی ایکسروں اور الٹراساؤنڈ کے متعلق میڈیکل رپورٹوں اور عملی تجربوں کی تفصیل۔

باب: ۷ : قرآنی دم اور نبوی دعاؤں کا بیان۔
خاتمہ: اس تحریر کے نتائج اور مزید نصاب۔



مجھے پیش آنے والی مشکلات کا بیان

اس کتاب کی تیاری کے دوران کئی مراحل پر مجھے بہت سی مشکلات اٹھانی پڑیں۔ ان میں سے چند ایک یوں ہیں:

❶ قرآنی و نبوی اور طب جدید کے معالجوں کے باہمی تعاون سے لکھے گئے مواد کی نایابی۔

❷ اکثر ڈاکٹر اپنے پیشے کی بعض خفیہ باتوں کو کھول کر بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

❸ مرگی کے متعلق عربی کتابوں کی قلت۔

لہذا یہ کوشش ایک نہایت حقیر سی کوشش ہے۔ میری یہ بات حقیقت پر مبنی ہے صرف انکساری کی وجہ سے میں یہ بات نہیں کہہ رہا۔ میرے لئے یہی کافی ہے کہ انسانی ذہن قرآنی علاج کی اہمیت و افادیت کا قائل ہو جائے۔ تاہم جدید میڈیکل علاج کی اہمیت سے بھی انکار غیر مناسب ہے۔ نیز یہ کوشش صرف میری ذاتی کاوش ہے، یہ کسی ادارے کی اجتماعی کوشش نہیں، یہ ایسے ہی ہے کہ کوئی شخص کسی اچھے کام کی طرف دوسروں کی رہنمائی کرے تاکہ اجتماعی حالات کا پسندیدہ علاج اور ثنائی ہو سکے۔ اس طریقے پر اسلامی اور غیر اسلامی دنیا میں سے اکثر و بیشتر لوگ خوش ہیں۔ اس کتاب کو میں طبی معالجوں اور قرآنی معالجوں کے درمیان ایک پل کی حیثیت سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ اللہ قدر سے اس بات کی امید بھی کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کے ذریعے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔ نیز ہمیں صالح اعمال کی توفیق دے اور انہیں اپنی ذات کے لئے خالص کر دے اور ہماری آخری پکار و دعوت یہی ہو کہ تمام جہانوں کے پالنے والے کے لئے ہی تمام تعریفات ہیں۔

نیک دعاؤں کا طالب

ابوالحسن احمد بن محمود بن ابراہیم

شفاء کے متعلق تحقیق کی اہمیت

- ۱ بیماری پر صبر کرنا
- ۲ شفاء حاصل کرنے کے مراکز
- ۳ حرام میں شفاء نہیں



علاج کی اہمیت کے پیش نظر عمومی طور پر میں یہاں شفاء کے متعلق تحقیق پیش کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل میں شفاء کے ایک خصوصی مصدر (مرکز منبع) کا یوں ذکر فرمایا۔^①

﴿وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ إِلَىٰ النَّحْلِ أَنْ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ
بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ۝ ثُمَّ كَلَّمِي مِنْ كُلِّ
الشَّجَرِ فَأَسَدِيكَ سُبُلَ كَرِيمِكَ ذُلًّا ۖ يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ
مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً
لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝﴾ (النحل: ۱۶/۶۸-۶۹)

”اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کی کہ تو پہاڑوں، درختوں اور سائبانوں میں اپنے گھر بنا، پھر مختلف اقسام کے پھلوں سے کھا، پس اپنے رب کی اطاعت کرتے ہوئے مختلف رستوں پر چل۔ اس کے پیٹ سے مختلف رنگ کا مائع نکلتا ہے اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے بے شک اس عمل میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے بہت بڑی نشانی ہے۔“

یعنی شہد کی مکھیوں کے پیٹوں سے انواع و اقسام کا شہد نکلتا ہے رنگ کے لحاظ سے سرخ، سفید و زرد اور ذائقوں کے لحاظ سے بھی مختلف ہوتا ہے اور اسی شہد میں لوگوں کے بے شمار امراض کا علاج ہے۔

علامہ رازی نے کہا اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ لوگوں کے لئے شہد میں شفاء کیسے

① شہد لذیذ ذائقہ اور نہایت بھینی بھینی خوشبو رکھتا ہے نیز بے شمار طبی فوائد کا بھی حامل ہوتا ہے۔ بے شمار و نامنر اس میں موجود ہوتے ہیں مثلاً وٹامن ڈی، وٹامن بی 1، بی 2، بی 6 اور وٹامن K جو سیان الرحم کے علاج میں استعمال ہوتا ہے۔ شہد سرخ انجمن بے فوراً خون میں شامل ہو جاتا ہے۔ آج کل مریضوں اور دیگر دواؤں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ چچا ہم شہد کو دوا غذا اور بہترین جوس کہہ سکتے ہیں۔

ہو سکتی ہے جب کہ یہ صفراوی مزاج والوں کے لئے مضر ہے؟
 جواباً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہر حالت میں ہر مرض کے لئے اور تمام لوگوں کے لئے اس میں شفاء ہے
 جب بعض لوگوں کے لئے اس میں شفاء ہے اور بعض بیماریوں کی اس میں شفاء ہے تو
 یہ کہنا درست ہے کہ شہد لوگوں کے لئے شفاء کا باعث ہے۔ ﴿

نیز اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمادی ہے کہ بیماریوں اور پریشانیوں سے شفاء اس کے حکم کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ لہذا جب وہ شفاء کا حکم کر دیتا ہے تو اس کے حکم کو رد کرنے والا کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے کہلوادیا:

﴿وَإِذَا صَرَضْتَ فَهُوَ يَبْتَثِفِينَ ۝﴾ (الشعراء: ۸۰/۲۶)

”اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھے اللہ ہی شفاء دیتا ہے۔“

یعنی جب میں بیمار ہوتا ہوں تو اللہ کے بغیر کوئی مجھے شفاء نہیں دے سکتا۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے مرض کی نسبت اپنی طرف ازراہ ادب کی اور ادب ہی کو مد نظر رکھتے ہوئے شفاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا۔ حالانکہ مرض اور شفاء دونوں اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہوتی ہیں۔

﴿ کتنے ہی مریضوں کا علاج شہد پلا کر رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے اس طریقہ علاج سے رسول اللہ ﷺ نے علاج کا منج و ناسخ کر دیا جس پر عمل کرنا ہر معالج کے لئے ضروری ہے۔ خواہ قرآن کے ذریعے علاج کیا جا رہا ہو یا دگر طبی مواد کے ذریعے علاج ہو رہا ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ مرض کی جو تشخیص ہو چکی ہے اس تشخیص کے مطابق مخصوص دواؤں کو ہرگز نہ ترک کیا جائے کیونکہ ہمارے مطالعہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ اصرار فرما رہے ہیں کہ دوسری تیسری اور چوتھی بار مریض کو شہد پلایا جائے حالانکہ مریض کے بقول پہلی خوراک سے اسے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ یہ طریقہ بے شمار مریضوں اور معالجوں کو جلد جلد دوائیں تبدیل کرنے سے روکتا ہے۔ یا پھر علاج کا طریقہ ہی تبدیل کر کے استعمال میں جدت پیدا کی جاتی ہے۔ یہ جلد بازی انجام کار کے طور پر معالج کو تشخیص کے مطابق علاج سے دور لے جاتی ہے۔ حالانکہ معالج ایک ہی دوا پر قائم رہتا تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور اس کی امید کے مطابق نتائج دیتا۔ اگر معالج اپنی تشخیص پر اعتماد کرتا ہے تو پھر اسے وہی علاج دہرانا چاہئے۔

① مرض میں صبر کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بیماری اور مصیبت کے وقت صبر کی ترغیب دلائی ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَتَبْلُوُنَّكُمْ بَشِيْرًا مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصِ الْمَوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالشَّرَاتِ وَبَشِيْرِ الضَّرِيْرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝﴾

(البقرہ: ۲/ ۱۵۶، ۱۵۷)

”میں تمہیں ضرور خوف، بھوک اور مالوں اور جانوں میں کمی کے ذریعے آزماؤں گا۔ اور آپ ﷺ صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیدیں نہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہہ اٹھتے ہیں ہم بے شک اللہ ہی کے لئے ہیں اور یقیناً ہم اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔“

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی عملی مثال لوگوں کے لئے ایوب علیہ السلام کا واقعہ بیان کر کے دی جس سے مصیبت میں صبر کرنے کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو اس کے مال، اولاد، اہل و عیال میں کمی اور بیماری کے ذریعے آزمایا حتیٰ کہ ایک عرصہ تک آپ آزمائش میں مبتلا رہے بالآخر اللہ تعالیٰ کے حضور آہ و زاری، تضرع اور دعا کے ساتھ رجوع کیا نیز اپنے رب کو اس کے اسماء حسنیٰ اور اس کی صفات علیا کا واسطہ دیا تب ان سے مرض اور مصیبت دور ہو گئی اور ان کو مکمل شفاء مل گئی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذَكَرِيْ لِلْعَالَمِيْنَ ۝﴾ (انبیاء: ۲۱/ ۸۲، ۸۳)

”اور ایوب نے جب اپنے رب کو پکارا کہ بے شک انہیں بیماری لگ چکی ہے

حالانکہ تو ارحم الراحمین ہے تو ہم نے اس کی پکار سنی اور اس کی تکلیف دور کر دی اور ہم نے اس کو اہل وعیال دیئے اور اپنی رحمت سے انہیں جیسی نعمتیں بھی دیں تاکہ تمام عبادت کرنے والے اس سے نصیحت پکڑیں۔“

اس عملی مثال کے ذریعے بندوں کو پتہ چلا کہ مرض اور مصیبت کسی کی شقاوت و بدبختی کی دلیل نہیں ہیں چنانچہ اس دنیا میں خوش بختی اور بدبختی اعمال صالحہ اور اعمال سیئہ کا نتیجہ نہیں کیونکہ یہ دنیا دارالجزا نہیں ہے بلکہ یہ دنیا تو دارالامتحان اور آخرت کی کھیتی ہے۔ نیز بیماری اور آزمائش کی حالت میں صبر کامل اجر عظیم کی دلیل ہے۔ لہذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ ایوب علیہ السلام کے قصہ سے عبرت حاصل کرے اور علاج معالجہ کو لازمی جانے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو بہنے والے پانی سے غسل کا حکم دیا اور اسے پینے کا بھی حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ تو اس بات پر بھی قادر تھا کہ بغیر دعاء کے صرف دواء کے طور پر وہ پانی پینے سے ایوب کو شفاء دے دیتا لیکن دعا اور دوا دونوں کو ایک ساتھ جمع کر کے ذکر کرنے میں عبرت و نصیحت پنہاں ہے اور شفاء کے اسباب کا ذکر بھی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ شفاء حاصل کرنے کا پہلا سبب طبی گولیاں نہیں (حالانکہ ان کی اہمیت اپنی جگہ ہے) بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں امید شفاء کا پہلا سبب ہے۔ کیونکہ بارگاہ الہی سے امید کرنے والا کبھی رسوا نہیں ہوتا۔ وہ ڈاکٹر کسی مریض کے لئے کس قدر مضر ثابت ہوتا ہے جو علاج انسانی کی اہمیت اور قدرت الہی پر اعتقاد میں جدائی ڈالتا ہے حالانکہ شفاء من جانب اللہ ہی ہے۔

۲ شفاء حاصل کرنے کے مصادر و مراکز:

اسلام نے ہر مریض کو شفاء کے اسباب اختیار کرنے کی دعوت دی ہے اور شفاء کے لئے مصادر بھی بنادئیے ہیں۔ یہ انسانی ذمہ داری ہے کہ وہ ان مصادر کی تحقیق کرے شریعت اسلام میں شفاء حاصل کرنے کے مصادر رسول اللہ ﷺ سے اخذ کئے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے علاج کی تین قسمیں بتائی ہیں:

﴿﴾ دعاء ﴿﴾

﴿﴾ اس قسم کا علاج رسول اللہ ﷺ سے بذریعہ عبادت اور بذریعہ دعوت ثابت ہے۔ عبادت کی مثال نماز ہے ﴿﴾

◇ دواء

◇ ونوں کا مرکب۔

← جس سے قلب مسلم میں اطمینان بھر جاتا ہے اور عابد کی روحانی طاقت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور جس کے متعلق آپ ﷺ نے ہلال کو فرمایا ”اے ہلال نماز کے ذریعے ہمیں تسکین پہنچاؤ“۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا ”میری آنکھوں کی خضک نماز میں بنا دی گئی ہے اور عبادت کی دوسری صورت روزہ ہے۔ جو کہ شیطان اور نفس کی شرارتوں کے لئے ڈھال ہے اور جو تقویٰ کے حصول کا اہم ذریعہ ہے۔

◇ عبادت کی تیسری صورت صدقہ ہے جو نفس انسانی کو مہذب بناتا ہے اور اسے روحانی بلندیوں پر پہنچاتا ہے۔ علاج کی یہ قسم قدرتی وسائل اور جزی بوٹیوں پر مشتمل ہے۔ مثلاً پانی، پھینچے۔ یہ اصول چار عناصر اور چار مزاجوں پر مشتمل ہے۔ چار عناصر سے مراد (مٹی، پانی، ہوا اور آگ ہے) اور چار مزاجوں سے مراد (خون، بلغم، صفراء اور سوداء ہے) اسی لئے رسول اللہ ﷺ صحت سے مراد مندرجہ بالا عناصر مزاج اور اخلاط کا توازن لیتے تھے۔ جب یہ توازن کسی بھی وجہ سے بگڑتا ہے تو جسم کو بیماری لگ جاتی ہے۔ چونکہ علاج سے آپ ﷺ کی غرض ان عناصر مزاج اور اخلاط کے درمیان توازن قائم کرنا ہوتی تھی۔ اور آپ ﷺ یہ توازن پر ہیروز دوا اور قدرتی علاج سے قائم کرتے تھے۔ ہمارے مطالعے میں یہ بات آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن پر عمل کرنے کی غرض سے اپنی غذا میں بھی توازن کا خیال رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۗ﴾ (الاعراف: ۳۱)

”کھاؤ اور پیو اور اسراف مت کرو“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابن آدم نے اپنے پیٹ سے برا کوئی برتن نہیں بھرا۔ ابن آدم کے لئے اتنے لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں۔ تاہم اگر کچھ کھائے بغیر چارہ نہ ہو تو اپنے معدے کے تین حصے کر لے ایک کھانے کے لئے ایک پانی کے لئے اور ایک حصہ خالی رہنے دے (ترمذی نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے)۔

رسول اللہ ﷺ سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ ﷺ مختلف کھانوں کو ملا کر کھاتے تھے تاکہ ان کی مضرت کو کم کر لیں۔ اور ان کی شدت ختم ہو جائے جس طرح آپ گلزی (قنا) اور تربوز کو ملا کر کھاتے تھے۔ امام مسلم نے کتاب الاشراب میں اور امام ابو داؤد نے کتاب الاطعمہ میں عبد اللہ بن جعفر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ (قنا) کو تازہ کھجوروں کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک نبی اکرم ﷺ تازہ کھجوروں (ڈو کے) کو تربوز کے ساتھ ملا کر کھایا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا طریقہ علاج یقینی طور پر الہی علاج ہے اس کا مصدر وحی ہے اور یہ چراغ نبوت سے پھوٹی ہوئی کرن ہے۔ عقل سلیم کی دلیل ہے۔ اور جتنے بھی غیر نبوی علاجات ہیں اکثر و بیشتر اندازہ ظن و تخمین اور لوگوں کے تجربے ہیں حالانکہ اکثر و بیشتر مریض نبوی علاج کے ثمرات کا انکار نہیں کرتے۔ لیکن نبوی علاج کے ثمرات دو چیزوں سے مشروط ہیں:

اولاً: اسے برضا و رغبت قبول کیا جائے۔

ثانیاً: قلبی ایمان و یقین سے اسے حاصل کیا جائے۔ تب یہ قرآن لوگوں کے دلوں کو شفاء دینے والا ہے۔ اسے اگر ان شروط کے ساتھ حاصل نہ کیا جائے تو دلوں کی کسی بیماری سے شفاء حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ منافقوں کی بیماری میں مزید اضافہ ہی ہوگا اور ان کے نفاق اور ذلت میں ترقی ہی ہوگی۔ لہذا علاج نبوی صرف پاک جسم پر ہی کارگر ہو سکتا ہے جس طرح قرآنی شفاء پاک روجوں کا خاصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ هُوَ الَّذِي هَدَىٰ وَشَفَّآءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
فِي آذَانِهِمْ وَفَرْقٌ ۖ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۗ ﴾ (فصلت: ۳۱/۳۲)

”آپ ﷺ فرمادے: حجے ایمان والوں کے لئے یہ قرآن ہدایت اور شفاء ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بندش ہے یہی قرآن ان کے لئے اندھے پن کا باعث ہے۔“

لہذا قرآن تمام قلبی اور بدنی بیماریوں کا علاج اور مکمل شفاء ہے لیکن ہر کوئی اس سے شفاء حاصل کرنے اور اس کے ذریعے علاج کرنے کی اہلیت و صلاحیت نہیں رکھتا۔

اور جب مریض اس کے ذریعے علاج کے قابل ہو اور اپنی بیماری کے مقابلے میں قرآن پر صدق و صفاء قلب کے ساتھ ایمان لائے۔ نیز قبولیت تامہ اور اعتقاد صحیحہ اور تمام شروط کو پورا کرنے والا ہو تو کوئی بیماری بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کوئی بیماری اللہ رب العزت والجلال کے کلام کا مقابلہ کیونکر کر سکتی ہے اللہ تعالیٰ کا کلام اگر پہاڑوں پر نازل ہوتا

مرکز کما بیعالات

تو وہ پھٹ جاتے یا زمین پر نازل ہوتا تو وہ لرز اٹھتی؟

اللہ تعالیٰ نے سورۃ اسراء میں قرآن کے ذریعے شفاء حاصل کرنے کے آداب بیان

فرمائے ہیں:

﴿ وَنُزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ لِّرَحْمَةٍ لِّرَّحْمَةٍ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝۶

وَمَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ۝۷﴾ (الاسراء: ۱۷/ ۸۲)

”ہم قرآن کو مومنوں کے لئے شفاء اور رحمت بنا کر اتارتے ہیں البتہ ظالموں

کے خسارے میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔“

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: قرآن کے شفاء ہونے کے مطلب میں علماء کے دو قول ہیں:

① دلوں سے جہالت اور شک و شبہ دور کرنے میں اور دلوں سے ایسے پردے ہٹانے

کیلئے کہ جن کے ہٹنے سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو یہ قرآن باعثِ شفاء ہے۔

② ظاہری امراض کو قرآنی دم اور قرآنی معوذات سے دور کیا جاسکتا ہے۔

ہمارے لئے یہ عین ممکن ہے کہ ہم علماء کے دونوں اقوال کے مطابق قرآن سے شفاء

حاصل کر سکیں۔ کیونکہ لفظ مشترک کے دونوں معانی لئے جاسکتے ہیں یا مجاز کے عموم کی نسبت

شفاء قرآنی کے دونوں معانی لئے جاسکتے ہیں۔

قرآنی شفاء حاصل کرنے کا یہ طریقہ غلط ہے کہ ہم اس کو گلے یا بازو میں لٹکائیں یا

اس کو حفاظت کے لئے گھر میں رکھیں یا بروقت اپنی جیب میں رکھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

نہ تو خود یوں کیا اور نہ ہی اس کا حکم دیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے ہمیں پتہ چلتا

ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفاء کی نیت سے کوئی شے بھی گلے میں لٹکانے کو شرک کہا ہے۔

علاج کے لئے اسباب اختیار کرنے کا حکم ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات سے

ماتا ہے جو امام بخاری اپنی صحیح میں سیدنا ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے ساتھ اس کی شفاء بھی نازل کی۔“ اور ایک روایت میں

ہے کہ اے لوگو دو الیا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ نے جو بیماری نازل کی اس کا علاج بھی نازل کیا۔“

اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ہر مرض کی دوا ہوتی ہے جب دوا مرض کے موافق ہو جاتی ہے تو اللہ کے حکم سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔“

﴿۳﴾ حرام میں شفاء نہیں:

رسول اللہ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ قدرتی دواؤں کے ساتھ علاج کرتے لیکن آپ کا معمول حرام چیزوں کے ساتھ علاج کرنا نہیں تھا۔

امام ابو داؤد نے سیدنا ابو دردا بنیؓ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ نے بیماری کو بھی نازل کیا اور اس کی دوا بھی نازل فرمائی پس تم دوا لیا کرو لیکن حرام اشیاء کو دواء مت بناؤ۔“

امام مسلم نے اپنی صحیح میں سیدنا سوید بن طارق سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شراب کے متعلق پوچھا کہ کیا اس کو دوا میں ملانا جائز ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ صرف بیماری ہے دوا نہیں۔“ ﴿۱﴾

الکل ملے مائعات یا منشیات وغیرہ جیسی حرام اشیاء سے جس کا بھی علاج کیا جاتا ہے یقیناً وہ نفسیاتی طور پر مضطرب و پریشان ہو جاتا ہے اس کی نفسیاتی بے چینی اور گھبراہٹ میں اضافہ ہو جاتا ہے اس کے بعض اعضاء میں درد سرایت کر جاتا ہے۔ جس کے بہانے وہی مریض ابتداء میں تو صرف منشیات کا عادی بنتا ہے تاکہ اس کی تکالیف کم ہو جائیں لیکن جب وہی درد اور تکالیف اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے یا وہ پرانے اور دائمی بن جاتے ہیں جیسے سردرد یا مرگی کا دورہ وغیرہ ایسا مریض دوبارہ منشیات لینے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے پھر یہی اس کا معمول بن جاتا ہے جو نبی وہ درد محسوس کرتا ہے اسی وقت نشے کی پڑیا لے لیتا ہے۔ انجام کار ایسا مریض پکانشی بن جاتا ہے اور صرف نشے ہی رہتا ہے۔ مزید برآں جو مالی مشکلات ہوتی ہیں وہ اضافی بوجھ ہوتا ہے۔ پھر وہ کھٹو بھی بن جاتا ہے۔ اس کا احساس ذمہ داری ختم ہو جاتا ہے اور وہ مختلف جرائم، جھگڑے اور دزدگیاں پر آمادہ رہتا ہے۔

﴿۱﴾ صحیح مسلم کتاب الاشربہ ۱۹۸۳ ابو داؤد۔ کتاب الطب ۳۸۷۳ ترمذی ۲۰۴

مرکز لائبریری

یہ نشہ حرام دوا ہی کا نتیجہ ہے کہ مسلمان کنبوں میں غیر صالح لوگ پائے جاتے ہیں جو نفسیاتی امراض کی شکایت کرتے رہتے ہیں یا اعصابی امراض جیسے خوف وغیرہ کا شکار رہتے ہیں نیز شک و قلق، غم، افسوس، اکتاہٹ اور نقص یادداشت میں بھی مبتلا ہوتے ہیں حالانکہ اسلام نے تو علاج کے ابتدائی مراحل ہی میں علاج بالمخمرات کا معاملہ طے کر دیا ہے اور حرام چیز کو بطور دواء استعمال کرنے سے قطعاً منع کر دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص سے علاج کرانے سے بھی منع کیا ہے جو اچھی طرح علاج نہ کر سکتا ہو۔ امام نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے علاج کیا اور وہ طیب نہیں تھا تو نقصان کا ضامن ہوگا۔“

اپنے زمانے میں ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ لوگ خیانت کے عادی ہو چکے ہیں امانت و دیانت بہت ہی کم رہ گئی ہے۔ شریف اور ذلیل خلط ملط ہو چکے ہیں جس کو بھی دورہ کی شکایت ہوتی ہے وہ اکثر طور پر جاہلوں اور اپنے پیشے سے ناواقفوں کے پاس علاج کے لئے جاتے ہیں، وہ کتاب و سنت کے مخالفین ہوں یا نیم حکیم ہوں۔ جب مریض کو مرض میں افاقہ نہیں ہوتا اور اس کا مقصد پورا نہیں ہوتا تو وہ کاہن یا نجومی یا عراف یا جادوگر کے پاس جاتا ہے۔ یہ وہ مصیبتیں ہیں جن میں مسلمان مبتلا ہو چکے ہیں اور کسی صاحب عقل و فہم پر یہ امر مخفی نہیں کہ یہ سب اعمال شریعت اسلامی کے منافی ہیں بلکہ بعض حالتوں میں تو ان کا مرتکب انسان شرک تک پہنچ جاتا ہے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں صفیہ بنت عبید سے روایت کی ہے کہ جو کوئی عراف کے پاس آیا اور اس سے کچھ پوچھا پھر اس کی تصدیق کی تو اس کی چالیس دنوں تک نماز قبول نہیں ہوتی۔ اور امام بخاری نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول

ابوداؤد ۴۵۸۶ نسائی جلد ۸ ص ۵۳ ابن ماجہ ۳۴۶۶ یہ حدیث حسن ہے۔ یہ حدیث اسلامی اصولوں میں سے ایک بنیادی اصول ہے اس کے ذریعے پتہ چلتا ہے کہ اسلام اسباب شرعیہ کے اختیار پر کتنا زور دیتا ہے نیز دھائے گت کڑے پہننا جادوگروں اور کانوں کے پاس آنا شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا:

”بے شک فرشتے بادلوں میں نازل ہوتے ہیں اور اس حکم کی بابت بات کرتے ہیں جس کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے۔ وہاں سے شیطان ان کی باتوں کو چوری کر لیتا ہے اور کاهنوں کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ وہ کاهن اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتے ہیں (اور ہر آنے والے جاہل لوگوں میں غیب دانی کا دعویٰ کر کے بیان کر دیتے ہیں)۔“^①

ان سب وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے استخارہ کیا اور پھر عزم مصمم کر لیا کہ میں اس موضوع پر لکھوں گا تاکہ روحانی اور جسمانی ہر دو معالجوں کے لئے منج علاج واضح ہو جائے۔ اور امت مسلمہ کے مجبور و مقبور لوگ ان کے باہمی تعاون سے فائدہ اٹھا سکیں جو بھی عضوی یا جناتی مرگی میں مبتلا ہو۔ ایسے مرینموں کے علاج کا طریقہ ہمیں اگلی فصل سے معلوم ہوگا۔ جو جنات و شیطین کے متعلق مومنوں کے عقیدے پر مشتمل ہے۔ اور اس جنگ کے بیان میں ہے جو ہمارے اور ان کے درمیان جاری ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے۔



جنات و شیاطین کے متعلق اسلامی عقیدہ

- ۱ شیطان کی ابتداء
- ۲ شیاطین کی اصلیت
- ۳ جنات کی اقسام
- ۴ جنات و شیاطین کی رہائش
- ۵ جنات و شیاطین کی معیشت
- ۶ جنات و شیاطین کے روپ



جنات بھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوقات میں سے ایک ہے اور اس مخلوق کا نمائندہ شیطان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بے شمار قرآنی سورتوں میں شیطان کا تذکرہ فرمایا اور اس سے ڈرایا ﴿ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے صرف اس لئے کیا تاکہ انسان ہمیشہ شیطان سے بچا رہے وہ گمراہ بھی نہ ہو اور بدبختی کا شکار بھی نہ ہو جائے۔

تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ شیطان کیا ہے؟ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عربی زبان میں ہر سرکش اور باغی کو شیطان کہتے ہیں اور جنات پر یہ نام اس لئے صادق آتا ہے کیونکہ یہ بھی اپنے رب کے باغی اور سرکش ہیں اور لغوی اعتبار سے شیطان شطن سے ماخوذ ہے جس کا معنی بھلائی سے دور ہونے والا ہے اور مثال میں کہا جاتا ہے شطنت داری میں اپنے گھر سے دور ہو گیا۔ قرآن مجید میں اٹھاسی آیات میں لفظ شیطان استعمال ہوا ہے اور جس شیطان کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے وہ عالم جن کا ایک فرد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ کہف میں فرمایا:

﴿ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّا
اِبْلِیْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ ﴿۱۷۰﴾

(کہف: ۱۷۰/۱۸)

”جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ جنات میں سے تھا اس لئے اپنے رب کے حکم سے بغاوت کر دی۔“

﴿ میری کتاب علاقۃ العبد بشیطانہ دیکھو پس جنات ایک ایسی مخلوق ہے جو ہمیں دیکھتے ہیں لیکن ہم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے سورت اعراف آیت ۲۷ میں کہا ”یقیناً وہ تمہیں دیکھتے ہیں حالانکہ تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔“ وہ اللہ کے حکم کے بغیر انسان پر اثر نہیں کر سکتے۔ ان میں نیک دل بھی ہیں اور مسلم و کافر بھی ہیں جو کوئی مسلمان ہو گیا اس نے نیکی کی راہ تلاش کر لی لیکن ان کے کافر و ظالم جنم کا ایندھن نہیں گئے۔

① شیطان کی ابتداء:

ابتداء میں شیطان اللہ کی ہی عبادت کرتا تھا اور فرشتوں کے ساتھ آسمان پر رہتا تھا۔ جب اللہ نے اسے آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تکبر کی وجہ سے انکار کیا اور اپنے آپ کو آدم سے بلند مرتبہ خیال کیا اور حسد بھی وجہ عار بنی۔ نتیجہ کیا اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت سے دور بھگا دیا چونکہ یہ اپنے رب کی رحمت سے مایوس ہو گیا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ابلیس رکھ دیا۔

عربی قواعد کے مطابق ابلیس افعیل کے وزن پر ہے اور ابلاس سے مشتق ہے۔ جس کا معنی اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں گیارہ مرتبہ یہ لفظ ذکر کیا۔ گویا شیطان جناتی دنیا کا فرد ہے اور جن کو جن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ انسانوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورت اعراف میں فرمایا:

﴿ إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۗ ۝ ﴾

(الاعراف: ۴/۲۷)

”بے شک وہ تمہیں دیکھتا ہے لیکن تم اسے نہیں دیکھ سکتے۔“

تاہم چند حیوانات جیسے گدھا اور کتا وغیرہ جنات کو دیکھ لیتے ہیں کیونکہ مسند احمد اور ابوداؤد میں سیدنا جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جب تم کتوں اور گدھوں کی آوازیں سنو تو شیطان مردوہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو کیونکہ گدھے اور کتے وہ چیز دیکھ لیتے ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتی۔“

② شیطان کی اصلیت کیا ہے؟

اصل میں شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَارٍ ۗ ۝ ﴾ (رحمن: ۵۵/۱۵)

① یہ صحیح حدیث ہے ابوداؤد نے اسے نمبر ۵۱۰۳ کے تحت روایت کیا ہے اور مسند احمد میں جلد نمبر ۳ صفحہ ۳۰۶ پر یہ موجود ہے۔ اور بخاری نے ادب مفرد میں نمبر ۱۲۳۳-۱۲۳۵ کے ساتھ نقل کیا۔ ابن حبان میں اس کا نمبر ۱۹۹۶ ہے اور حاکم نے جلد ۳ صفحہ ۲۸۳ پر روایت کیا ہے۔

مرگ المائے جنات

”جان کو اللہ تعالیٰ نے آگ کی لپک سے پیدا کیا۔“

آگ کی لپک یعنی شعلے کے کنارے سے:

”امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے۔ المارج لغت میں آگ کے اس شعلہ کو کہتے ہیں جس کے ساتھ آگ کی سیاہی بھی شامل ہوتی ہے۔ امام مسلم نے سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

”فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا اور (جنات) جان کو آگ سے پیدا کیا گیا اور آدم کو اس چیز سے پیدا کیا گیا جو تمہارے لئے بیان کر دی گئی ہے“ ﴿

اللہ تعالیٰ نے جنات کو انسان سے پہلے پیدا کیا ہے جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَالْحَبَّاقَ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ التَّمُومِ ۝﴾

(الحجر: ۱۵/۲۷)

”جنات کو ہم نے اس سے پہلے دھکتی ہوئی آگ سے پیدا کیا۔“

ابن عبد البر نے کہا: اہل کلام اور اہل لغات کے نزدیک جنات کے کئی مراتب ہیں:

❖ اہل لغت کا مقصد جب خالصتاً جن کا تذکرہ کرنا ہو تو وہ اسے جنی کہتے ہیں۔

❖ جب وہ یہ ارادہ کریں کہ جو لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں تو عامر کہتے ہیں جس کی جمع

عوامر ہے۔ ﴿

❖ جو بچوں کو تنگ کرتے ہیں انہیں روح کہتے ہیں۔ ﴿

❖ اگر جن اس سے بڑے فساد و نقصان کرے تو اسے شیطان کہتے ہیں۔

❖ یہ حدیث مسلم میں نمبر ۲۶۶۹ کے ساتھ مروی ہے۔ اور مسند احمد جلد نمبر ۶ صفحہ ۱۵۳ اور ۱۶۸ پر اور مصنف

عبدالرزاق میں اس حدیث کا نمبر ۲۰۹۰۳ ہے۔

❖ گھروں میں رہنے والی اس قسم کو روزانہ سورت بقرہ اور سورت صافات کی دس آیات پڑھ کر گھر سے نکالا

جاسکتا ہے نیز گھر میں پانچوں وقت اذان اور اقامت بھی کہنا ضروری ہے۔

❖ اس قسم کے جنات بچوں کو ڈراتے ہیں اس کا شرعی علاج یہ ہے کہ بچے پر شرعی دم پڑھا جائے اور پانی پر بھی

یہ دم پڑھا جائے پھر اسے پلایا جائے اور اس کے ساتھ غسل بھی کرایا جائے۔

مركز الاموال جنات

۴۳

﴿ جب جن اعمال میں حد سے بڑھ جائے تو اسے مغفرت کہتے ہیں۔ ﴾^①
 ﴿ قَالَ عِزْرَبَّتْ مِنَ الْجَنِّ أَنَا الْبَيْتِكَ بِهِ قَبْلُ أَنْ تَقُومَ
 مِنْ مَقَامِكَ ۝ ﴾ (النساء: ۳۹/۴۰)
 ”ایک جناتی مغفرت نے کہا: میں اسے لاسکتا ہوں اس سے پہلے کہ تو اپنی جگہ
 سے کھڑا ہو۔“

۳ جنات کی اقسام:

ان کی تین اقسام ہیں طہرانی، حاکم اور بیہقی کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جنوں کی تین قسمیں ہیں ایک قسم کے جنات ہوا میں اڑتے ہیں اور دوسری قسم کتوں اور سانپوں کے روپ میں رہتے ہیں اور تیسری قسم کے جنات سفر کرتے ہیں اور پڑاؤ بھی کرتے ہیں۔“^②

اور ابو داؤد کی روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نمازی کے سامنے سے کالا کتا گزرے تو نماز قطع ہو جاتی ہے۔“ صحابہ نے پوچھا ”بھورے اور سفید سے سیاہ کتا خاص کیوں کیا گیا۔“ آپ ﷺ نے فرمایا ”سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔“^③

۴ جنات و شیاطین کی رہائش گاہیں:

جنات بھی اسی زمین پر رہتے ہیں جس پر ہم رہتے ہیں لیکن ویران کھنڈرات میں ان کی رہائش زیادہ ہوتی ہے نیز نجس مقامات مثلاً بیت الخلاء اور کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہیں۔ چنانچہ احادیث میں کثرت سے ایسے مقامات پر نماز کی ادائیگی کی ممانعت وارد ہے کیونکہ اولاً

① مغفرت جنوں میں سے سب سے بڑے مرتکب کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سورت نمل آیت ۳۹/۴۰ میں کہا ہے۔

② صحیح حدیث ہے ابن حبان میں نمبر ۲۰۰۷ ہے اور حاکم جلد ۲ ص ۳۵۶ پر ہے ابو نعیم نے حلیہ کی جلد ۵ صفحہ ۱۳۷ پر اور مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۳۶ پر اسے روایت کیا۔

③ مسلم (۲۶۵) مسند احمد ج ۵ ص ۱۴۹ ۱۵۱ ترمذی (۳۳۸) ابن ماجہ (۱۹۵۲) ابن

مرگے لگانے والے جنات

تو یہاں نجاست و نماہت ہوتی ہے ثابیا یہ شیاطین کے رہنے کی جگہیں ہوتی ہیں۔ نیز جنات و شیاطین کثرت سے ایسے مقامات پر بھی پائے جاتے ہیں جہاں وہ آسانی سے فساد و گمراہی پھیلا سکیں جیسے بازار وغیرہ لہذا رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابی سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرمائی:

اگر تو اس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ بازار میں داخل ہونے والا سب سے پہلا

شخص نہ بن۔ اور بازار سے نکلنے والا آخری شخص بھی نہ بن (تو ضرور یہ عمل کر)

کیونکہ بازار ہی شیطان کا میدان جنگ ہے اور وہیں وہ اپنا جھنڈا گاڑتا ہے۔^(۱)

شیاطین لوگوں کے گھروں میں رات گزارتے ہیں ان کو وہاں سے بےسملہ بھگاتی ہے نیز اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تلاوت قرآن بھی ان کو بھگانے کا سبب بنتے ہیں اندھیرا پھلتے ہی شیاطین کا آنا جانا اور پڑاؤ کرنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ اسی لئے ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ شام کے جھٹ پڑنے میں ہم اپنے بچوں کو باہر نہ نکلنے دیں۔ سیدنا جابر سے متفق ملیہ حدیث مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جب رات پھیل رہی ہو یا تم شام کرو تو اپنے بچوں کو روک لو کیونکہ اس گھڑی

شیاطین کھرتے ہیں جب رات کی ایک گھڑی گزر جائے تو تم اپنے بچوں کو چھوڑ

دیا کرو اور دروازے بند کر دیا کرو اور اپنے اللہ کا نام لیا کرو کیونکہ شیطان بند

دروازے کو نہیں کھولتا اور اپنی مشکوں کے منہ بند کر دیا کرو اور اللہ کا نام لیا کرو اور

اپنے برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو اگرچہ ان پر کوئی چیز ہی ڈال دو اور اپنے چراغ بجھا

دیا کرو“^(۲)

(۵) جنات و شیاطین کی معیشت:

جنات کھیتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان باتوں کی ہمیں خبر

مسلمہ (۲۲۵) ص ۱۱۱ صریح الکبیر ج ۱ ص ۳۰۹

بحاری ج ۶ ص ۱۵۰-۱۵۱ مسلمہ ج ۴ ص ۲۰۰ شرح ابن ابی نعیم ج ۱ ص ۳۰۵ - ترجمہ یہ

دی ہے۔ صحیح مسلم میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب تم کھاؤ تو دائیں ہاتھ کے ساتھ کھاؤ اور جب تم پیو تو دائیں ہاتھ کے ساتھ پیو کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ کے ساتھ کھاتا اور بائیں ہاتھ کے ساتھ پیتا ہے۔ ﴿۱﴾

اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنات نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی غذا کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے بتایا کہ ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو وہ تمہارے لئے ہے اور تمہارے ہاتھوں میں گوشت بن جائے گی اور ہر قسم کی لید تمہارے چوپایوں کا چارہ ہے۔ ﴿۲﴾

وہ شادی بیاہ کرتے ہیں جس سے نسل کشی ہوتی ہے۔ بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے اہل جنت کو جوڑا جوڑا ہونے پر استدلال کیا ہے۔

﴿لَمَّا بَيَّضْتَهُنَّ لِنَسْلِ قِبْلَتُهُنَّ وَلَآ جَانُّ﴾ (رحمن: ۵۵/۵۶)

ان سے پہلے ان حوروں کو نہ تو کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ ہی جنات میں سے کسی نے۔

اسی آیت سے بعض علماء نے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ انسان جنات سے شادی کر سکتا ہے کیونکہ آیت میں مذکور عورتوں کی یہ صلاحیت بیان ہوئی ہے کہ وہ جن و انس دونوں کے لئے کارآمد ہیں۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے بعض کے مطابق زمانہ ماضی میں بھی ایسے نکاح ہوتے تھے اور زمانہ حال میں بھی ایسے نکاح ہوتے ہیں لیکن کچھ علماء، یہ رائے بھی رکھتے ہیں کہ اگر ایسے ہو جائے تو یہ خلاف قیاس و عادت ہوگا۔ اور متعدد علماء نے کہا کہ ایسا ہونا ممکن ہے۔ انہوں نے سورہ اسراء کی اس آیت سے استدلال کیا ہے:

﴿وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجُلِكَ وَشَارِكْ لَهُمْ فِي الْأَمْوَالِ

وَالْأَوْلَادِ وَعَدْهُمْ﴾ (اسراء: ۱۷/۲۳)

﴿۱﴾ صحیح مسلم (۲۰۲۰) ابوداؤد (۳۷۷۵) مسند احمد ج ۲ ص ۸، ۳۳، ۳۲۵، ۳۲۹

مصنف عبدالرزاق (۱۹۵۳) دارمی ج ۲ ص ۹۷ شرح النسبة ج ۱۱ ص ۲۸۳

﴿۲﴾ مسلم (۳۵۰)

”تولے آ‘ اپنے گھوڑوں کو ان کے خلاف اور ان کے اموال و اولاد میں تو انکا شریک بن جا اور تو ان کو وعدے دلا“۔

بخاری میں فرمان رسول ہے اور مسلم میں بھی عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے جماع کرنے لگے تو یہ دعا پڑھ لیا کرے:

((بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْنَا))

”اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اے اللہ تو ہمیں شیطان سے دور رکھ اور تو جو رزق ہمیں دے اس سے شیطان کو دور رکھ۔“

”اور اللہ تعالیٰ نے جنوں کے لئے موت بھی مقرر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كُلُّ مَنٍّ عَلَيْهَا قَانٍ ۝﴾ (رحمن: ۲۱/۵۵)

”جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے۔“

صحیح بخاری میں ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے:

”میں پناہ مانگتا ہوں تیری عزت کی کہ جس کے بغیر کوئی معبود نہیں اور تجھے موت نہیں جب کہ جن و انس مرتے ہیں۔“

۶ جن و شیطان کی شکلیں:

شیطان نہایت قبیح شکل والا ہے نیز اس کے دو سینگ بھی ہیں بخاری اور مسلم میں ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت نماز کا قصد نہ کرو کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

◇ بخاری ج ۱ ص ۴۸۔ ج ۳ ص ۱۳۹ مسلم ۱۳۳۳ اور ابوداؤد ۲۱۶۱۔ ابن ماجہ ۱۹۱۹

مصنف عبدالرزاق (۱۰۳۶۶) مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۲۳۳

◇ بخاری ج ۸ ص ۱۶۴ ج ۹ ص ۱۳۳

◇ بخاری ج ۱ ص ۱۵۲ مسلم (۸۲۸) مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۱۹ ابن خزیمہ ۱۳۴۳

مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۵۳

﴿ إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۝ طَلْعَهَا كَأَنَّ
دُؤُسَ الشَّيْطَانِ ۝ ﴾ (اصافات : ۴۷ / ۶۳۶۵)

”وہ ایک ایسا درخت ہے جو جہنم کی تہ سے اُگے گا اس کا گابھا شیاطین کے سروں کی مانند ہے۔“

اسی وجہ سے ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنے دشمن کو اچھی طرح پہچان لیں تاکہ اس کے مفاسد سے بچ جائیں کیونکہ وہ ابن آدم کی شریانوں میں خون کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ تمام شیطانی اعمال کا دائمی نتیجہ اللہ تعالیٰ کی بغاوت اور سرکشی پر منتج ہوتا ہے مزید برآں باہمی تفرقہ، انتشار، تحریب کاری اور دہشت گردی کے موجب بنتے ہیں اور جن رشتوں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے ان سے قطع رحمی ہو جاتی ہے اور جن سے اللہ تعالیٰ بایکٹ کا حکم دیتا ہے شیطانی تعلیمات ان سے وصل کا سبق دیتی ہیں زمین میں جو برائی بھی ہے اور جس فساد کا وجود ہے شیطان کا اس میں حصہ ہوتا ہے۔

یہی شیطان ہی ہیں جنہوں نے گذشتہ امتوں کے برے اعمال کو ان کے سامنے مزین کر کے پیش کیا اور ان کے کفر و معاصی کے بدلے ان کو ہر وقت شاباش دی اور ہمیشہ ان کو رسولوں کے جھٹلانے پر آمادہ کیا نیز ان کو احکام الہیہ سے انکار پر بھی برا بھانتہ کیا اور یہی وہ اعمال ہیں جن کے ساتھ شیاطین ہمیشہ متصف رہے۔

﴿ تَاللّٰهِ لَآ اَنْرَسَلْنَا اِلَيْكَ اَمْرًا مِنْ قَبْلِكَ فَزَيِّنَ لَهُمْ
الشَّيْطٰنُ اَعْمٰلَهُمْ فَهُمْ وَاٰلِيَهُمْ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ۝ ﴾ (النحل : ۱۶ / ۶۳)

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اللہ کی قسم! ہم نے آپ ﷺ سے پہلے بھی مختلف امتوں کی طرف رسول بھیجے لیکن شیطان نے ان کے اعمال کو مزین کر دیا آج بھی وہی ان کا دوست ہوگا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔“

سیدنا عیاض مجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے خطبے کے

دوران کہا:

”خبردار ہو جاؤ! مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ جن باتوں سے تم ناواقف ہو اور جو میرے رب نے آج مجھے بتلائی ہیں وہ میں تمہیں بھی سکھلا دوں۔ (ہر وہ چیز جو میں نے اپنے بندوں میں سے کسی بندے کو دی وہ حلال ہے اور میں نے سارے بندے فطرت اسلام پر پیدا کئے لیکن ان کے پاس شیطان آدھمکے اور انہیں ان کے دین سے پھسلا دیا اور ان پر میری حلال کردہ چیزوں کو حرام کر دیا اور شیطان نے ان کو یہ حکم بھی دیا کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں۔ جس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے جب اہل زمین عرب و عجم کی یہ حالت دیکھی تو ان پر سخت غصے ہوا سو اے چند اہل کتاب کے جو دین حنیف پر قائم تھے۔“

درج بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے لوگوں کو شیاطین ہی نے دین سے انحراف کی دعوت دی اور فطرت سے بغاوت کی طرف لوگوں کو بلایا نیز ان کو شرک باللہ کی طرف بلایا پتھرا حرام اشیاء حلال کر دی گئیں اور حلال اشیاء حرام قرار دی گئیں اور شیطانوں نے غیر شرعی اعمال کو ایجاد کر کے لوگوں کے لئے ان کو مزین کر دیا جیسے رجبیہ شعبانہ اور بدعی محافل اور دیگر روز افزوں بدعات و خرافات کہ جنہوں نے اسلام کے عالیشان محل میں دن بدن رخنہ اندازیاں شروع کر رکھی ہیں۔ اسی وجہ سے ہم پر بھی یہ واجب ہے کہ ہم شیطان کی چالوں اور پھندوں کو خوب اچھی طرح پہچان لیں تاکہ ہم ان سے بچ سکیں کیونکہ ہم میں ہر کسی کے ساتھ شیطان بھی موجود ہے اس کی دلیل مسند احمد کی وہ روایت ہے جو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک شیطان ابن آدم کے خون کے ساتھ چلتا ہے۔“ ہم نے پوچھا: ”اور آپ ﷺ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے اے اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد کی پس وہ مسلمان ہو گیا۔ (یا میں اس سے سالم و محفوظ ہوں)“ اور مسلم

① مسلم ۲۸۶۵ مسند احمد ج ۳ ص ۳۶۳ ۲۶۶ ۱۶۲ عبد الرزاق ۲۰۰۸

② بخاری ج ۳ ص ۶۳ مسلم ۲۱۴۵ ترمذی ۱۱۴۲ ابن ماجہ ۱۴۸۰ مسند احمد ج ۳

ص ۱۵۶۔ ۲۸۵ دارمی ج ۲ ص ۲۲۰

نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک جنات میں سے ایک قرین کے سپرد کیا گیا ہے اور فرشتوں میں سے بھی ایک قرین اس کے ہمراہ ہے۔ صحابہ نے پوچھا۔ ”آپ ﷺ کو بھی یہی صورت حال درپیش ہے اے اللہ کے رسول“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں میری بھی یہی حالت ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلے میں میری مدد کی ہے پس وہ مجھے بھلائی کے علاوہ کوئی بات کہہ نہیں سکتا۔“

یہ جناتی قرین انسان کے ساتھ پیدائش کے وقت سے لے کر مرتے دم تک رہتا ہے لیکن ایک ایسا ہی اور قرین بھی ہے جو انسان پر اللہ کی معصیت کی وجہ سے یا ذکر الہی سے منہ موڑنے کی وجہ سے اس پر مسلط کر دیا جاتا ہے۔ اس کی دلیل سورت زخرف میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ يَبْغِشْ عَن ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نَقِيْضٌ لِّهٖ شَيْطٰنًا فَهٗوَ لَهُ قَرِيْنٌ ۝۱۰﴾ (الزخرف: ۳۳/۳۶)

”اور جو کوئی رحمن کی یاد سے غافل ہوتا ہے ہم اس پر ایک شیطان (بطور قرین) مسلط کر دیتے ہیں۔“

بلکہ کچھ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن پر متعدد شیطانی قرین مسلط ہوتے ہیں جب یہ لوگ فساد و ضلال میں غوطہ زن ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سورت فصلت میں فرمایا:

﴿ وَفَبِضْطٰنًا لَهُمْ فُرْنَاةٌۢ فَرَقٰتُہُمْ مَّآبِیْنَ اٰیٰدِیْہِمۡ وَمَا خَلَقْہُمْ ۝۱۰﴾ (الحجۃ السجدۃ: ۲۱/۲۵)

ایسے لوگوں پر ہم متعدد قرین مسلط کر دیتے ہیں تو وہ ان کے لئے ان کے پہلے اور پچھلے اعمال کو مزین کر دیتے ہیں۔“



شیطان و انسان کے درمیان جاری جنگ

- ۱ جنگ کی حقیقت اور زمانہ ابتداء
- ۲ شیطانی اعمال اور نفسیاتی امراض
- ۳ عبادت گزاروں پر شیطان کن راستوں سے حملہ کرتا ہے؟



۱ جنگ کی ابتداء اور اس کی نشوونما:

انسان اور جنات کے درمیان جنگ کا سبب بہت پرانی دشمنی ہے۔ اس جنگ میں جنات کا سالار اعلیٰ ابوالشیاطین ابلیس لعنہ اللہ ہے۔ چونکہ ہماری آپس کی یہ دشمنی بہت پرانی ہے اس لئے ہم پر بھی یہ فرض ہے کہ اس جنگ کی تیاری کرتے رہیں۔ ہر وقت اس جنگ کی تیاری ہی ہماری بقاء مع الفلاح کی ضامن ہے۔ ایسی صورت میں گویا ہم نے اللہ رب العالمین کے احکام پر پوری طرح عمل کیا۔ کیونکہ اس نے ہمیں بہت پہلے یہ خبر دے دی کہ شیطان ہمارا صرت دشمن ہے۔ چنانچہ ہمارے لئے ضروری ہو گیا کہ ہم ہر تہیاری سے اپنا دفاع مضبوط بنائیں تاکہ ہم پر شیطانی حملہ کارگر نہ ہو بلکہ اس کے ہتھیار کمزور اور زنگ آلود ہو جائیں۔ تب اس کا فساد اور شرانگیزیوں کم پڑیں گی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُفْرٌ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۝ ﴾ (فاطر: ۱/۳۵)

”یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے لہذا تم اسے دشمن ہی سمجھنا۔“

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ہمارے باپ آدم علیہ السلام کا وہ قصہ بھی بیان کر دیا جس میں تمام تفصیل آگئی ہیں کہ کس طرح شیطان لعین نے ہمارے باپ کو اللہ کی نافرمانی پر اکسایا اور آدم نے کس طرح ممنوعہ درخت کا پھل کھایا اور اپنے لباس سے ہاتھ دھو بیٹھا اور پھر اس کو جنت سے نکل کر زمین پر بسیرا کرنا پڑا۔ اس قصے میں ہمارے لئے بہت بلیغ قسم کی نصیحت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَقَالَ مَا تَهْمِكُمْ رَبُّكُمْ عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ

تَكُونُوا مَلَائِكَةً أَوْ تَكُونُوا مِنَ الْخَالِدِينَ ۝ وَفَاسَسَهُمَا

إِنِّي لَكُمْ لَلنَّاصِحِينَ ۝ ﴾ (اعراف: ۲۱/۳۰)

شیطان نے آدم و حوا کو مخاطب کر کے کہا: ”تمہیں تمہارے رب نے یہ درخت کھانے سے اس لئے منع کیا ہے تاکہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تم یہاں پر ہمیشہ نہ رہنے لگو اور دونوں کے سامنے قسمیں کھائیں کہ یقیناً میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔“

تاہم آدم و حوا علیہ السلام کو احساس ہو گیا کہ شیطان نے ان کے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ لہذا انہوں نے فوراً اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی اور اللہ کی طرف رجوع کیا۔ دونوں نے کہا:

﴿ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا بِمَنَّةٍ وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ ﴾ (اعراف: ۴/۲۳)

”اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر تو نے ہم کو نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور خسارہ پانے والے ہو جائیں گے۔“

اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی اور ان پر رحم و کرم فرمایا اللہ نے فرمایا:

﴿ وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ۝ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ ۝ ﴾ (طہ: ۲۰/۲۱)

”آدم نے اپنے رب کی بارگاہ میں نافرمانی کی اور گمراہ ہو گیا پھر توبہ کر لی تو اس کے رب نے اسے چن لیا اور ہدایت دے دی“

گویا اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرنے اور اسی کی طرف رجوع کرنے سے بھلائی برائی پر غالب آگئی اور جب انسان کے اندر بھلائی کا پہلو برائی کے پہلو پر غالب آجاتا ہے تو ہدایت کے لئے راہ ہموار ہو جاتی ہے اور رخصت کے ہاں وہ پسندیدہ انسان قرار پانے کے لائق بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ قصہ ہمارے لئے صرف اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ انسانوں کی پسندیدہ راہ کے انتخاب کا زندہ نمونہ بن جائے چونکہ انسان نہ تو فرشتوں کی مانند

﴿ ۱ ﴾ سنت مطہرہ نے ہمارے لئے یہ قدیمی دشمنی واضح کر دی ہے صحیح مسلم میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں آدم کا مائل بنایا اور جنت میں اسے جب تک چاہا رکھا تو ابلیس اس کے پاس آتا اور اس کے ارد گرد طواف کرتا۔ بڑے تعجب سے دیکھتا کہ یہ عجیب چیز کیسا ہے؟ لیکن جب اسے اندر سے خالی پایا تو اسے یقین ہو گیا کہ یہ ایسی مخلوق ہے جس کو اپنے اوپر کنٹرول نہیں ہے۔“

مرکب الایالات

۵۴

گناہوں اور لغزشوں سے پاک مخلوق بنایا گیا اور نہ ہی شیطان کی طرح شر مطلق بلکہ انسان کے ہاں نیکی اور گناہ، صبح اور غلط طاعت، معصیت، تقویٰ اور فسق و فجور کی تمام صلاحیتیں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَنَفْسٍ وَّوَا سُوْرَهَا ۝ فَالْتَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوَاهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ

مَنْ رَزَقْنَاهَا ۝ وَكَذٰلِكَ اَبَدْنَا مَنْ كَذَّبْنَا ۝ ﴿ (الشمس: ۱۰-۱۲)

(انسانی) (جان) اور اس کو ٹھیک بنانے کی قسم پس اس کو اس کی نیکیاں اور گناہ الہام کر دیئے تحقیق فلاح پا گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور تحقیق خسارہ پا گیا وہ شخص جس نے اسے گنہوں سے نہ بچایا۔

اللہ تعالیٰ نے تمام بنو آدم کو اس مکار دشمن کے ذریعہ آزمائش میں ڈالا انسانوں کے اندر جتنی بھی برائیاں وقوع پذیر ہوتی ہیں وہ سب اسی ملعون کے فتنے کا شاخسانہ ہوتی ہیں۔ لیکن اس کی پھیلانی ہوئی گمراہیاں محض تقدیر الہی کا کرشمہ ہیں؛ تاکہ اچھے اور برے انسان کی تمیز ہو سکے۔ مندرجہ بالا بحث کا حاصل یہ ہے کہ شیطان اور انسان کے درمیان جاری جنگ تخلیق آدم کے وقت سے ہی چلی آ رہی ہے۔ نیز شیطان نے اپنے ذمہ یہ پختہ ذمہ داری لگادی ہے کہ وہ انسانوں کو گمراہ اور فسق و فجور میں مبتلا کرے گا۔ جیسا کہ اللہ نے قرآن میں فرمایا:

﴿ قَالَ فِعِزَّتِكَ لَا اَعُوْبِيْكَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ ﴿ (اص: ۳۸/۳۹)

”شیطان نے کہا: (اے رب) تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو گمراہ کروں گا

تاہم جو تیرے مخلص بندے ہیں ان پر میرا وار نہیں چل سکے گا۔“ ﴿

اس شیطان نے گمراہی کا کوئی راستہ پائے بغیر نہ چھوڑا اور سرکشی و بغاوت کی ساری گلیاں چھان لیں اور جب بھی کوئی بندہ دیکھا اس پر جھپٹ پڑا اور وسوسوں سے اس پر حملہ آور ہو گیا اور شہوات و شہوات کے تمام ہتھیاروں کا اسے نشانہ بنالیا اور جتنے بھی اقوال و اعمال اسے صراط مستقیم سے ہٹا سکتے ہوں ان تمام کو مزین کر کے اس کے سامنے پیش کر دے۔ اس کے

﴿ یہ اس کا عہد ہے تو ہم نے اس کے مقابلے کے لئے کیا تیاری کی ہے اور کیا ہم نے اس کی اس صریح دشمنی کا

جواب اس کی دشمنی سے بھی سخت دشمنی سے دیا؟

ہر رستے میں بیٹھ کر (شیطان) ایبیش لگایا اور ہر اچھے اور نیک کام سے اسے خمی الوسخ دور رکھا۔

امام احمد ترمذی اور امام نسائی نے سیدنا سمیرہ بن فاکہہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک شیطان ابن آدم کو بہکانے کے لئے ہر رستے میں بیٹھا۔ سب سے پہلے اسلام کے رستے میں بیٹھا اور کہنا ”کیا تو اسلام لاتا ہے۔ اپنا اور اپنے آبا و اجداد کا دین چھوڑتا ہے؟“ لیکن اس نے اس کی نافرمانی کی اور مسلمان ہو گیا۔ پھر وہاں سے مایوس ہو کر وہ ہجرت کے رستے میں جا بیٹھا اور کہا کیا تو ہجرت کرتا ہے؟ کیا تو اپنی زمین اور اپنا آسمان چھوڑ دے گا؟ پھر بھی انسان نے اس کی نافرمانی کی اور ہجرت کر دی۔ پھر شیطان جہاد کے رستے میں آ بیٹھا اور کہنے لگا ”کیا تو جہاد کرتا ہے؟ وہ تو جان کو ضائع کرنے کے مترادف ہے اور مال بھی ضائع ہو جائے گا جب تو لڑے گا تو قتل ہو جائے گا تیری بیویوں سے دوسرے مرد نکاح کر لیں گے اور تیرا مال تقسیم ہو جائے گا۔ لیکن اس مسلمان مہاجر نے یہاں بھی شیطان کا کہا نہ مانا اور جہاد کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے اس طرح کیا اور پھر مر گیا اللہ تعالیٰ کی یہ ذمہ داری ہے کہ اسے جنت میں داخل کر لے۔“

﴿۲﴾ شیطانی اعمال اور امراض نفس کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

مسلمان بندہ کبھی اپنے شیطان کے آگے ہتھیار نہیں ڈالتا لہذا یہ جنگ ان کے درمیان جاری رہے گی۔ سچی تو مسلمان پر واجب ہے کہ وہ شیطانی پھندوں سے ہوشیار رہے اور اس کی تمام جنگی چالوں سے خوب واقفیت حاصل کر لے جن کے ذریعے وہ بندوں کو ان کے رب کے طریقے سے پھسلاتا ہے۔ بہر حال اس کے پھندے خطروں سے بھرپور ہوتے ہیں اور ان میں بندوں کو پھنسانے کے طریقے بھی انتہائی عجیب و غریب ہوتے ہیں۔ اور یہ دروازہ انتہائی وسیع ہے اگر ہر باریکی کو کھنگالا جائے تو اوراق کم پڑ جائیں۔ اس لئے یہاں

﴿۱﴾ یہ حدیث حسن ہے مسند احمد ج ۳ ص ۳۸۳ نسائی ج ۶ ص ۲۱-۲۲ ابن حبان ۱۶۰ ابن

ابی شیبہ ج ۵ ص ۲۹۳ طبرانی ج ۴ ص ۱۳۸ معجم الکبیر

اسی مختصر تذکرے پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔

کیونکہ شیطانی عمل کی مثال ایسے ہی ہے جیسے جسم کے اندر ایک خلیہ یا جرثومہ یا میکروب ہے۔ پس یہ خلیہ جسم کو ضعیف کرنے کی فرصت تلاش کرتا رہتا ہے۔ جونہی اسے فرصت مہیا ہوتی ہے وہ جسم پر حملہ آور ہو جاتا ہے تاکہ اس کو نیست و نابود کر دے جسم کے لئے میکروب کے عمل سے کسی صورت نجات ممکن نہیں سوائے اس بات کے کہ جسم کا نظام دفاع مضبوط ہو اور اس میں ایسے جراثیم کثرت سے موجود ہوں جو میکروب کے عمل کو ناکارہ بنا سکیں اور میکروب کا کام تمام کر سکیں۔ اسی طرح شیطان کو جونہی فرصت ملتی ہے جو انسانی نفس کی کمزوری سے اسے مہیا ہوتی ہے وہ انسان پر حملہ آور ہو جاتا ہے تاکہ اسے فساد زدہ بنا دے پھر انسان اس کے حملے سے نہیں بچ سکتا سوائے یہ کہ اس کا دفاع مضبوط ہو اور وہ یہ ہے وہ ان امراض سے مبرا ہو جو شیطان کے حملہ کو کامیابی سے ہمکنار کرتی ہیں۔ یہ امراض وہ انسانی لغزشیں ہیں جن کی وجہ سے شیطان کو اس پر حملہ کرنے کی فرصت ملتی ہے یہ بے شمار امراض ہیں، مثال کے طور پر چند ایک کا تذکرہ یہاں کئے دیتا ہوں، جہالت، غفلت، ضعف و مایوسی، اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا اور حق کو ٹھکرا دینا۔ عنیض و غضب اور بے انتہا خوشی، خود پسندی اور ریا کاری۔ فخر اور ظلم، بغاوت اور انکار، ناشکری اور جلد بازی۔ غصہ اور حماقت، بخل اور کجسوی، لالچ اور فضول خرچی۔ فضول جھگڑالوپن۔ مغرور ہونا اور جھوٹے دعوے کرنا، جزع فرع، سرکشی اور عناد۔ حدود سے تجاوز کرنا اور ظلم و زیادتی کرنا۔ مال کی محبت اور دنیا کے فتنوں میں پڑ جانا۔ لمبی امیدیں لگانا اور گناہوں کو حقیر جاننا، حسد، غیبت، چغلی، موبہتی، غیر محرم عورتوں سے محبت۔ یہ وہ امراض نفس ہیں جن کے ذریعے شیطان انسانی عقل کو جامد کر دیتا ہے، تاکہ اس کی زندگانی برباد کر ڈالے اور اس کی عالیشان ہمیشہ رہنے والی زندگی سے اسے محروم کر دے۔ شیطان کو بھگانے کا کوئی طریقہ نہیں اور اس کے وسوسوں کا کوئی علاج نہیں۔ نیز اس کی دھوکہ بازیوں سے بھی نہیں بچا جاسکتا سوائے نفس کا تزکیہ کرنے کے اور تزکیہ اس وقت تک کرتے رہنا چاہئے جب تک وہ مکمل طور پر نفسیاتی امراض سے مبرا نہ ہو جائے اور ایمانی صحت کی حالت کی طرف نہ لوٹ آئے اور شیطان سے بچاؤ مکمل نہ ہو جائے اس طرح اس

کا روحانی معیار اتنا بلند ہو جائے گا کہ ایسے نفس والا آدمی اس رتبہ پر فائز ہو جائے گا کہ شیطان اس سے ہیبت کھائے گا اور دہشت زدہ ہو جائے گا۔ کہ کہیں رستے میں فلاں شخص نہ مل جائے جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا ہے بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے سیدنا عمر کو فرمایا اے ابن خطاب! جب تو کسی رستے پر چلتا ہے تو شیطان وہ رستہ چھوڑ دیتا ہے۔

عبادت گزاروں پر شیطان کن راستوں سے حملہ کرتا ہے:

یقیناً شیطان بتدریج بندوں کی طرف اپنی گذرگاہوں کے ذریعے پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان سے یوں ڈرایا ہے:

﴿وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكَفُرٌ عَدْوٌ

صُّبِينٌ ۝﴾ (البقرة: ۱۶۸)

”تم شیطان کے اسلوب کی پیروی مت کرو وہ تمہارا واضح دشمن ہے۔“

وہ بندوں کے اعمال میں مداخلت اس لئے کرتا ہے تاکہ انہیں ان کے رب کی عبادت صحیحہ سے پھیر دے کہ جس میں اولین شرط اخلاص ہے اور دوسری شرط اتباع رسول ہے۔ یہی اس کا انتہائی خطرناک نشانہ ہے وہ چاہتا ہے کہ اللہ کے بندوں کو توحیدی منہج سے ہٹا کر شرک پر لگا دے اور تارک سنت بنا کر راہ بدعت کا راہی بنا دے اور اطاعت سے ہٹا کر معصیت پر لگا دے۔ اسی لئے شیطان نے بندوں کے لئے غیر اللہ کی عبادت کو قبروں کی پوجا سے مزین کر کے ان کے سامنے بت لاکھڑے کئے جن پر وہ مجاور بن کر بیٹھے رہتے ہیں۔ بندوں نے قبروں پر مسجدیں بنائیں اور قبروں کو جگہ گاہ بنا لیا اور وہاں طواف کیا اور جانوروں کو ذبح کیا اور ان کے لئے نذریں مانیں اور ان میں مدفون لوگوں کو مدد کے لئے پکارا اور شیطان نے ان کے سامنے یہ تخیل پیش کیا کہ ان اعمال کی وجہ سے وہ روحانی بلند یوں کے مدارج طے کر لیں گے جو تمام لوگوں سے افضل ہوں گے۔ پھر شیطان نے ان

﴿بخاری ج ۴ ص ۱۵۳ ج ۸ ص ۲۸ مسلم ۲۳۹۶ مسند احمد ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب السنہ

ج ۲ ص ۵۸۲ ابن ابی عاصم

نشرت کو حجت بنا کر پیش کرتے ہیں اور اگر چند لوگوں کو کوئی صحیح کام ہی کرتے دیکھیں تو انہیں فوراً اس کام سے وحشت ہونے لگتی ہے۔ ان کے گمان کے مطابق کثرت جماعت کو کہتے ہیں اور جو کچھ ان کی آنکھوں کے سامنے بدعات ہو رہی ہیں لوگ قبروں پر طواف کر رہے ہیں اور نذریں چڑھا رہے ہیں اور غیر اللہ کے لئے ذبح کر رہے یہ اعمال امت کی اکثریت کر رہی ہے۔ اور امت کی اکثریت گمراہی پر کبھی جمع نہیں ہو سکتی۔

سبحان اللہ العظیم! ان کے گمان کے مطابق ”کثرت جماعت کو کہتے ہیں حالانکہ مطلق کثرت جماعت کو نہیں کہتے“ یہ تو ابلیسی دھوکہ ہے اس کی دلیل بیہقی وغیرہ میں مروی ابن مسعود کا وہ قول ہے جس میں انہوں نے کہا ”تم جماعت کو لازم پکڑو کیونکہ اللہ کا ہاتھ ہمیشہ جماعت پر ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے کہا ”کیا تم جانتے ہو جماعت کسے کہتے ہیں؟ بے شک عام جماعتوں نے تو جماعت ترک کر دی جماعت ہمیشہ حق کا ساتھ دینے والوں کو کہتے ہیں اور اگر چہ تو ایسا ہی ہو۔ جماعت اسی کو کہتے ہیں جو اللہ و رسول کی اطاعت کرے۔“

اے ابن مسعود! کتنی تعجب انگیز صورت حال ہے؟ ہمارے زمانے میں بہت قلیل ایسے لوگ ہوں گے اور جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت خصوصی ہوگی تو وہ یہ بات سمجھیں گے۔

جب کثیر لوگ روزے زکوٰۃ اور حج چھوڑ دیں گے تو کیا ہم بھی چھوڑ دیں گے؟ یہ بہانہ کر کے کہ لوگوں کی اکثریت یہ فرض انجام نہیں دیتی۔ لہذا ہم بھی چھوڑتے ہیں اور جب لوگوں کی اکثریت تحاکم الی اللہ چھوڑ دے اور تحاکم الی غیر اللہ شروع کر دے تو ہم بھی ایسا ہی کریں گے؟ حالانکہ اکثر ملکوں میں تو انہیں خلاف اسلام ہیں۔ بیشتر حکمرانوں نے اللہ کی شریعت اور سنت رسول کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ حق پر ہیں؟ بے شک اللہ تعالیٰ ایسی جہانتوں سے پاک و منزہ ہے۔ کب سے لوگوں کے اعمال شریعت بن گئے؟ کتنی تعجب انگیز صورت حال ہے یہ بھی ایک ابلیسی ہتھکنڈہ ہے۔ انہی وجوہ کی بنا پر مسلمان بندے کو ہمیشہ گمراہی اور سرکشی کے تمام روایتی وغیر روایتی ہتھکنڈوں سے خبردار رہنا چاہئے ہمارے درمیان اخلاق مذمومہ کا پھیلاؤ ہو یا اجتماعی فساد سیاسی فساد ہو یا اقتصادیک بد حالی ہو انسان کو درپیش تمام مشکلات ابلیس اور اس کے فسادی لشکر کا کیا دھرا ہیں۔

اے قاری کریم!

میں آنے والی دو فصلوں میں وہ تین شیطانی ہتھکنڈے وضاحت سے بیان کروں گا جن کے ذریعے شیطان کثرت سے لوگوں کو گمراہی بغوت اور سرشی کے رستوں پر چلاتا ہے۔ میری مراد تزکین، ہموکا دہی اور مرگی (مس) سے ہے۔ اس کے یہ تینوں ہتھیار نہایت مہلک ہیں انہی ہتھیاروں کے ساتھ وہ اپنے من پسند شکار کو شکار کرتا ہے لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ان شیطانی ہتھیاروں سے چوکنار ہے۔ اگرچہ حقیقت حال اللہ بہتر جانتا ہے۔



انسان کے ساتھ جنگ میں شیطان کا اسلحہ

○ پہلا ہتھیار۔ تزئین ○ دوسرا ہتھیار بہلانا پھسلانا

- 1 باطل کو مزین کر کے پیش کرنا
- 2 چیزوں کے نام تبدیل کر دینا
- 3 افراط و تفریط
- 4 سستی و کاہلی
- 5 نزاع اور جدال کے ذریعے لوگوں میں اختلاف پیدا کرنا
- 6 بہلا پھسلا کر گمراہ کرنا
- 7 شراب، جوا، پانسا اور بت پرستی
- 8 صراط مستقیم میں بیٹھ کر لوگوں کو وہاں سے ہٹانا
- 9 ساز و آواز کے ذریعے لوگوں کو باطل کی طرف مائل کرنا



انسان کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان عموماً دو ہتھیاروں پر اعتماد کرتا ہے:

① تزمین۔ ② بہلانا پھسلانا۔

وہ ہر معرکہ بپا کرنے سے پہلے باقاعدہ اس کی پلاننگ کرتا ہے پھر اپنی طویل العمری اور طویل تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے کمانڈ کرتا ہے۔ وہ جب کسی بندے کے لئے کسی رستے کو مزین کر دے تو پھر اس پر ڈالنے کے لئے اس بندہ کو بہلاتا ہے اور ان دو ہتھیاروں میں سے اور بھی کئی چھوٹے چھوٹے ہتھیار نکلتے ہیں۔ میں ان بے شمار ہتھیاروں میں سے صرف نو ہتھیار اس فصل میں ذکر کروں گا اور اس کے بعد والی فصل میں میں شیطان کے تیسرے بڑے ہتھیار کے متعلق کچھ تفصیل ذکر کروں گا۔

❧ باطل کو مزین کر کے پیش کرنا:

یہی وہ راستہ ہے جس پر شیطان ازل سے اب تک لوگوں کو چلا کر صراط مستقیم سے ہناتا آیا ہے۔ وہ باطل کو حق کی صورت میں ان کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور حق کو باطل کی صورت دیتا ہے اور ہمیشہ انسان کے لئے باطل کے محاسن بیان کرتا رہتا ہے۔ اور حق کو ہمیشہ اس کی ناپسندیدہ شکلوں میں لاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہو جاتا ہے اور بندہ باطل کو اختیار کر لیتا ہے اور حق کے رستے سے برگشتہ ہو جاتا ہے۔ ہمیں ان نتائج سے یہ سبق حاصل ہونا چاہئے کہ شیطان کی اپنی کبھی ہوئی بات سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شیطان کی مکاریاں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ شیطان نے کہا:

﴿ قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ

وَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝﴾ (الحجر: ۳۹/۱۵)

”اے میرے رب! مجھے راندہ درگاہ بنانے کے سبب میں ضرور زمین میں (باطل)

کو ان کے لئے مزین کروں گا اور ضرور ان سب کو (راہ حق سے) پھسلاؤں گا۔
تو ہمیں معلوم ہوا کہ سب سے پہلے شیطان باطل کو مزین کر کے پیش کرتا ہے اور پھر
راہ حق سے ہٹاتا ہے۔ تو گویا تزکین بذریعہ وسوسہ کرتا ہے پھر جب اپنے وسوسہ میں وہ
کامیاب ہو جاتا ہے اور تزکین باطل کے ذریعے انسان کو راہ حق سے ہٹا کر گمراہ کر دیتا ہے تو
اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے پھر بندے کو گمراہی کی نت نئی راہیں بھجاتا ہے۔^①

ابن قیم جوزیہ نے اپنی کتاب "اغاثۃ اللہقان" میں کہا ہے "شیطان کے پھندوں
میں سے ایک یہ ہے کہ وہ عقل کو ہمیشہ مسحور کئے رکھتا ہے تاکہ اسے کسی وقت بھی شکار کر سکے
اور شیطان کے جادو سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا البتہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ بچانا چاہے تو یہ اور
بات ہے۔ شیطان کسی بندے کے لئے نقصان دہ فعل کو مزین کر کے اس طرح پیش کرتا ہے
کہ وہ سمجھتا ہے شاید یہی فعل میرے لئے سب افعال سے زیادہ منافع بخش ہے اور شیطان
جادو کے زور پر کسی بندے کو اس کے منافع بخش فعل سے اس طرح نفرت دلاتا ہے کہ وہ یہ

① وسوسہ۔ پوشیدہ اور غیر محسوس آواز یا حرکت کو کہتے ہیں کہ اگر وہ سنائی دیتی یا محسوس ہوتی تو اس سے احتراز
کیا جاتا، دونوں پر وسوسوں کے حملہ آور ہونے میں انسان کو کوئی اختیار نہیں اگر مسلمان اس کو ناپسند کرے اور
اپنے دل کو وسوسوں سے پاک کر لے تو یہ اس کے صریح ایمان کی علامت ہوگی۔ جس طرح کہ صحیح مسلم میں
وسوسہ کے متعلق آیا ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم شیطان کے وسوسوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ
طلب کریں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے دقائق التفسیر میں لکھا ہے: کہا جاتا ہے کہ وسوسہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک تو
شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور ایک بذات خود انسان کی طرف سے ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
"والتحقیق ہم نے انسان کو پیدا کیا اور اس کا نفس اس کو جو وسوسہ ڈالتا ہے ہم اسے جانتے ہیں" تو معلوم ہوا
کہ برائی دونوں وسوسوں میں پوشیدہ ہے کیونکہ انسانوں میں سے بھی شیاطین ہوتے ہیں جس طرح جنوں
میں سے شیاطین ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ کم عقل ہوتے ہیں وہ شیطانوں اور انسانوں کے وسوسوں سے
یکساں متاثر ہوتے ہیں۔ تاہم ایمان دار لوگ کسی قسم کے وسوسوں سے متاثر نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان
کے متعلق کہا ہے اور بے شک میرے بندوں پر تیرا کوئی داؤ نہیں چلے گا سوائے اس سرکش کے جس نے
تیری پیروی کی۔

کھتا ہے کہ شاید یہی وہ فعل ہے جو میرے لئے سب سے زیادہ نقصان کا باعث ہے۔ اس طریقہ پر شیطان نے آدم علیہ السلام کے لئے ممنوعہ درخت کو مزین کر کے پیش کیا آخر کار آدم و حوا علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کا حرام کردہ درخت دھوکہ سے کھالیا۔ وہ کہتا رہا کہ آدم سوچ لئے یہی وہ درخت ہے اگر کھائے گا تو خلد بریں کا مالک بن جائے گا۔ تو گویا شیطان نے آدم کے سامنے شجرۃ معصیۃ کو شجرۃ الخلد بنا کر پیش کیا حالانکہ اس درخت کے قریب جانا بھی اللہ تعالیٰ نے آدم پر حرام کر دیا تھا لیکن شیطان نے اتنا بنا سنوار کر آدم کے سامنے اسے پیش کیا کہ وہ بھی دھوکا کھا گیا اور اس درخت کا پھل کھالیا۔ اسی اسلوب کے ذریعے شیطان اپنے انسانی دوستوں کے لئے باطل کو مزین کر کے پیش کرتا رہتا ہے اور ان کو گمراہ بنا تا رہتا ہے۔

ماجودہ دور میں مارکسزم، سوشلزم، کمیونزم اور جمہوریت کو آزادانہ نظام ہائے سیاست کا نام دے کر لوگوں کو ان کی طرف دعوت دینا درحقیقت شیطان کی طرف سے تزئین الباطل کے سوا کچھ نہیں۔ اور مزید یوں وہ دھوکہ میں مبتلا کرتا ہے کہ جمہوریت کے ذریعے ہی انسانیت کی فلاح و بہبود ممکن ہے اور ایسے ہی نظامہائے مملکت کے ذریعے انسانیت کو ہم حیرت و دبشت اور بھوک و افلاس سے نجات دلا سکتے ہیں۔ عورت کو حجاب چھوڑنے پر ابھارنا اور چہرہ بازو بالائی سینہ اور پنڈلیاں تنگی کرنے پر آمادہ کرنا یہ دوسوہ ڈال کر کہ آزادی فکر اسے کہتے ہیں۔ نیز تہذیب و تمدن اور فیشن و ماڈرنزم (جدیدیت) اسی طرح ممکن ہے اور روز افزوں ترقی بھی ایسے ہی ممکن ہے۔

فن اور آرٹ کے نام پر فحش ڈراموں میں حصہ لینا لچر اور عریاں فلموں میں کام کرنا اور سفلی اور کمینہ پن کی حد تک گرے ہوئے شیخ ڈراموں میں کردار بنانا اور ان سب باتوں کی طرف دعوت دینا۔

لوگوں کو آمادہ کرنا کہ وہ اپنے اموال بنکوں میں رکھیں جو سودی کاروبار کرتے ہیں کیونکہ وہاں حرام منافع بہت جلدی حاصل ہوتا ہے لیکن جنہیں عرف عام میں پرافٹ یا نمو اور مال پر منافع کہتے ہیں۔ شیطان کی طرف سے انسان کے لئے تزئین باطل ہے۔ اس بات کی طرف دعوت دینا کہ تمسک بالمدین کرنا تاخر اور ترقی پذیری کی علامت

ہے یہ سارے حیلے واصل شیطان کی طرف سے تضحیح حق کے نمونے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اصدق القائلین نے کتنی سچی بات کہی ہے:

﴿ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ صَدَقُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ ﴾ (الكهف: ۱۸ / ۱۰۳-۱۰۴)

”آپ ﷺ فرمادیجئے کیا میں تم کو سب سے زیادہ خسارے والے لوگ بتاؤں کہ جن کے دنیا کی زندگی میں محنت و کوشش سے سہرا انجام دیئے ہوئے تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے حالانکہ وہ دنیا میں یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ بہت اچھے کارنامے سرانجام دے رہے ہیں۔“

❧ حرام کاموں کے محبوب نام رکھنا:

شیطان اور اس کے مددگاروں کی طرف سے انسانوں کے لئے دھوکہ بازی کا ایک مشہور طریقہ یہ ہے کہ معصیت کے کاموں کے نام بدل کر پیارے پیارے اور میٹھے میٹھے نام رکھ لئے۔ ہمارے زمانے میں یہ طریقہ بہت کامیابی سے جاری ہے۔ اسی لئے شیطان کے پیروکار شراب اور دیگر نشہ آور مشروبات کو روحانی مشروبات کہہ کر پکارتے ہیں یا ام الافراح یعنی فرحتوں کی ماں جیسے نام دیتے ہیں اور جوئے کا نام نصیب، بخت، حظ اور قسمت رکھا ہوا ہے۔ اور سود کا نام تجارتی فائدہ اور منافع رکھا۔ مرد و زن کے حرام ملاپ کا نام تہذیب و تمدن ترقی و ماؤرزم رکھا، نیم عریاں و عریاں عورت کا نام آزادی نسواں رکھا، فاسقہ و فاجرہ عورت کا نام ایکٹرس اور اداکارہ رکھا۔ اور بے حیاء فحش مناظر پیش کرنے والی کنجری کو ہیروئن کہا اور بے حیاء کنجری اور فحش حرکات کرنے والے کو ہیرو کہا۔^①

① کیا یہ بات مشاہدہ عام میں نہیں ہے کہ لوگ ایکٹروں ایکٹریوں اور کھلازیوں کی بہت عزت کرتے ہیں۔ انہیں شہرت کی بلند یوں پر چڑھاتے ہیں حتیٰ کہ عام لوگوں کے ذہنوں میں یہ فخر راجح ہو گئی ہے کہ یہ کنجری اور کنجریاں اور یہ کھلازی اہمیت کے لحاظ سے ماہر انجینئرز اور ڈاکٹرز وغیرہ سے بہت بلند ہیں۔ ہمارے اس قول کی دلیل یہ ہے کہ ماہر یا دیگر اہم شخصیات سے جو کوئی مرتابہ یا بیمار ہوتا ہے تو میڈیا کے ایوں پر

مرکب لکھنؤ کی جنات

۶۶

رقص و سرود موسیقی اور ڈرامے کو فن کہتے ہیں مزید برآں ان بیہودہ نام نہاد خدمات کو عام کرنے کے لئے ادارے اور سینٹرز کالج اور سکول کھولے جاتے ہیں ان میں پرورش پانے والی بے حیائی کو مزید عام کرنے کے لئے اور سادہ لوح دیندار طبقے اور بھولے بھالے لوگوں کو ورغلانے کے لئے ایک لفظ ”اسلامی“ کا اضافہ کر دیتے ہیں جیسے اسلامی رقص اسلامی ڈرامہ ادب اسلامی وغیرہ حتیٰ کہ گھجلی کو ذبح کر کے پیک کیا اور ڈبے کے اوپر ”اسلامی طریقہ پر ذبح شدہ“ تحریر کیا۔

عریاں و بے حیا تصویر ہو یا حیا سوز ڈیکوریشن پیس یا کوئی غلیظ منظر کہیں کندہ کیا گیا ہو تو اسے اسلامی ورثہ کا نام دے کر لوگوں میں پھیلا یا جاتا ہے۔ اسی طرح شیطان نے بے حیائی و فحاشی لوگوں میں عام کرنے کے طریقے سکھائے۔ اللہ کی پناہ ایسی خرافات سے!

﴿ اللہ کی پناہ:﴾

کسی کی مدح و مذمت میں مبالغہ آمیزی شیطان کے عجیب و غریب ہتھکنڈوں میں سے ایک ہے۔ چنانچہ اس نے انسانوں کے یہ دو گروہ بنا دیئے ہیں:

① کم ہمت، کمزور عقیدہ، بزدل۔ بودے۔ نکھنٹو۔

② بلند ہمت۔ راسخ العقیدہ۔ نڈر۔ دلیر۔ بڑھ چڑھ کر نیکی کرنے والے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے معاملے میں شیطان نے انسانوں کے دو گروہ بنا دیئے۔

① جو ست و کاہل ہوں۔

② جو بڑھ چڑھ کر حکم بجالانے والے ہوں۔

شیطان کو کوئی اندیشہ نہیں کہ وہ کونسے گروہ کے ذریعے کامیاب ہوگا تو پہلے گروہ کے

← حرکت تک نہیں ہوتی لیکن جب کوئی میراثی یا کچھ مرتا ہے تو ایکڑ ایک میڈیا اس کے شب و روز اور اس کی حیرت خیز نشر کرنے میں لگن رہتا ہے۔ نیز اس کی حرام کاریوں کے ذریعے ملک و ملت کی بربادی کے قسے اچھے اطلاعات کے ساتھ مشہور کرتا رہتا واضح ہو گیا کہ یہ بھی ایسی پھندہ ہے۔

لوگوں نے اطاعت و حساب کی بجا آوری میں سستی کا مظاہرہ کیا اور سنتیں اور نوافل کو بالکل چھوڑ دیا شیطان نے ایسے لوگوں کی پیٹھ بھی تھکی اور ان کو حوصلہ دیا۔ لہذا انہوں نے اپنے پیشاب سے بچنے کی پروا نہ کی اور نماز باجماعت کی ادائیگی کی حرص نہ کی۔

پیشاب سے عدم احتیاط کا ذکر متفق علیہ حدیث میں سیدنا ابن عباس سے یوں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا "ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں دیا جا رہا مگر درحقیقت وہ گناہ بڑا ہے۔ ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔" ^① تو جو شخص اپنے پیشاب سے نہ بچے وہ لوگوں کی نگاہوں کی پروا بھی نہیں کرے گا بروقت لگائی بھجائی پر لگا رہتا ہے یا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ پیشاب کے بعد طہارت مکمل حاصل نہیں کرتا تھا۔

اسی گروہ کے بعض افراد غسل اور وضوء میں سستی کرتے ہیں صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک بار سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے نماز عصر کا وقت ہو گیا بعض لوگوں نے جلدی جلدی وضو کیا بیچھے سے ان کو رسول اللہ ﷺ نے پکارا غالباً دو یا تین بار کہا کہ خشک رہ جانے والی ایزویوں کے لئے جہنم کی وادی کی آگ صحیح ہے۔ ^②

شیطان نے کچھ لوگوں کو نماز باجماعت میں سستی کی ترغیب دی تو وہ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگے اور بعض اوقات سرے سے نہ ہی پڑھی اور ہمارے رسول ﷺ نے عورتوں کے علاوہ کسی کو بھی نماز گھر میں پڑھنے کی اجازت نہ دی یا پھر جو معذور افراد ہوں جن کے پاس کوئی عذر شرعی ہو مثلاً بیماری کا خوف وغیرہ۔

صحیح مسلم میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا جسے یہ بات خوش کرے کہ آنے والے کل میں وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ وہ اس پر راضی ہو تو

① بخاری ج ۱ ص ۱۶۵ ج ۲ ص ۱۱۹ مسلم ۲۹۲ ترمذی ۷۰ نسائی ج ۳ ص ۱۰۶ ابن ماجہ ۳۳۴۳۳۴ مسند احمد ج ۵ ص ۲۶۶

② بخاری ج ۱ ص ۲۳۳ مسلم ۲۳۱ مالک ۲۰ ابوداؤد ۹۷ ترمذی ۴۱ نسائی ج ۱ ص ۷۸ ابن ماجہ ۳۵۰ مسند احمد ج ۲ ص ۲۰۵۱۹۳

سرگ لکھنؤ کے احکامات

۲۸

اسے چاہئے کہ باجماعت نمازوں کی پابندی کرنے یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے ذریعے ہدایت کے قوانین نافذ کئے اور پانچ نمازوں کی باجماعت ادا ہوگی بھی انہیں ہدایت کے طریقوں سے ہے اور اگر تم منافقوں کی طرح اپنی نمازیں اپنے گھروں میں پڑھنے لگ گئے تو بے شک تم نے ہدایت کے رستے ترک کر دیے اور جب تم نے ہدایت کے رستے ترک کر دیئے تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ تحقیق ہم نے اپنے زمانہ میں دیکھا کہ صرف خالص اور پاک منفق ہی نماز باجماعت سے پیچھے رہتا تھا یقیناً نمازی دو آدمیوں کے درمیان گھسٹتا ہوا آتا اور صف کے اندر آ کر نماز ادا کرتا۔ ﴿یہ تو تھی پہلے فریق کی روئیداد جنہوں نے اطاعت کے کاموں میں سست روی و نامردی کا مظاہرہ کیا۔﴾

اب دوسرے گروہ کا حال سنایا جاتا ہے جنہوں نے علو اور حسن عقیدت کی وجہ سے اللہ اور رسول کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کیا، وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جتنی عبادت اللہ نے ہمارے اوپر واجب کی ہے ہم اس سے زیادہ ادا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اور جو طریقے رسول اللہ ﷺ نے بتائے ہیں صرف وہی ہمارے لئے ناکافی ہیں اور وہ آسان ہیں ہم مشقت آمیز نئے طریقہ ہائے عبادت ایجاد کریں گے تاکہ ہمیں اپنی عبادتوں میں لذت محسوس ہو۔ یہ اور اس جیسی دیگر سب تعلیمات اصل میں شیطانی دھوکے ہی ہیں کیونکہ جب شیطان کو ان کی طاقت اور جرات کا علم ہوا اس نے یہ تکنیک استعمال کی کہ سنت نبوی تمہیں کافی نہیں ہے اور تمہاری ہمتیں تو اس سے کہیں بلند ہیں کیوں نہ اپنے رب کی عبادت میں اضافہ کر کے اس کا قرب حاصل کر لیں۔ پس جب عام لوگ تین تین بار وضو کے اعضاء کو دھوئیں یہ لوگ پانچ اور سات بار بلکہ اس سے بھی زیادہ بار دھوتے ہیں اس طرح نہ صرف پانی کا ضیاع ہوتا ہے بلکہ جماعت کا وقت مقررہ بھی گزر جاتا ہے۔ پھر جب عام مسلمان افطار کرتے ہیں یہ لوگ افطار نہیں کرتے بلکہ عشاء کی نماز پڑھ کر افطار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دن اب ختم ہوا کیونکہ آج کی پانچ نمازیں اب ختم ہوئیں۔ جب لوگ سوتے ہیں یہ جاگتے ہیں لوگ بوقت ضرورت نکاح کرتے ہیں لیکن یہ لوگ نکاح نہیں کرتے بلکہ اپنی شہوت

کو اپنے ہاتھوں سے کنٹرول کرتے ہیں اس طرح دین میں ان لوگوں نے تعمق کیا تو ہلاک ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تعمق فی الدین کرنے والے ہلاک ہو گئے۔" اللہ تعالیٰ بار آپ ﷺ نے یہ کلمات فرمائے "تعمق" تشدد کو کہتے ہیں جہاں شریعت نے تشدد نہ کیا ہو۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین آدمی رسول اللہ ﷺ کے گھر آئے اور آپ کی ازواج مطہرات سے آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق پتہ چلا تو گویا اسے بہت زیادہ جانا اور کہنے لگے جب ان کو آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق پتہ چلا تو گویا اسے بہت زیادہ جانا اور کہنے لگے کہ رسول اللہ کی عبادت سے ہماری عبادت کی کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے اگلے پیچھے گناہ معاف ہیں۔ پھر ان میں سے ایک کہنے لگا: میں تو رات بھر جاگ کر قیام لیلیٰ کروں گا۔ دوسرا بولا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی افطار نہ کروں گا۔ تیسرا بولا: ہمیشہ میں عورتوں سے دور رہوں گا اور نکاح نہ کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ ان کی طرف گئے اور ان سے پوچھا کیا تم نے یہ یہ کہا؟ واللہ میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سے زیادہ متقی ہوں لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں لیکن سونا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں لہذا جس نے میری سنت کو چھوڑا وہ میرے طریقے پر نہیں۔^{۱۰}

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ غلو سے ضرور احتیاط کرنی چاہئے ہر معاملے میں اعتدال اور توسط سے کام لینا چاہئے افراط و تفریط سے بچنا نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ دونوں شیطانی ہتھکنڈے ہیں اور اسی ملعون کی جانب سے باطل کو مزین کر کے پیش کیا جاتا ہے۔

﴿۴﴾ سستی اور کاہلی پر حوصہ افزائی کرنا:

اس طریقہ کے سو فیصد استعمال کے لئے شیطان کے پاس بے شمار ایجنڈے ہیں مثلاً جب بندہ رات کو اٹھنا چاہے تاکہ نماز پڑھے تو شیطان اسے کہتا ہے ابھی بہت وقت پڑا ہے ذرا دیر کے لئے سو جا حتیٰ کہ اس سے نماز کا وقت ہی چلا جاتا ہے اور جب بندہ اپنے رب کی

﴿۱۰﴾ مسلم ۲۶۷۰ شرح السنہ۔ البغوی ج ۱۲ ص ۳۶۷ معجم۔ الکبیر الطبرانی ج ۱۰

اطاعت پر آمادہ ہوتا ہے تو شیطان اسے کہتا ہے کہ کچھ دیر کے بعد کر لینا حتیٰ کہ اس بندے سے وہ نیک کام کرنے کی فرصت ختم ہو جاتی ہے۔

کسی عالم نے کہا: ”سوف“ (منقریب) کے لفظ سے تم ڈر جاؤ کیونکہ یہ شیطان کا بہت بڑا کمانڈو (حربہ) ہے۔ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تم میں سے ہر کسی کی گدی پر شیطان تین گز ہیں لگاتا ہے جب وہ تم فیند میں ہوتے ہو۔ ہر گز لگاتے وقت وہ یہ دم پڑھتا ہے: تیرے لئے طویل رات موجود ہے ابندا تو سویا رہ۔ اگر تم بیدار ہو جاؤ اور اللہ کو یاد کرو تو پہلی گز کھل جاتی ہے۔ اگر تم وضو بھی کر لو تو دوسری گز بھی کھل جاتی ہے اور اگر اللہ کی توفیق سے تم نماز بھی پڑھ لو تو ساری گز ہیں کھل جاتی ہیں اور صبح اس حال میں کرتے ہو کہ مزاج خوشگوار ہوتے ہیں اور بدن میں خوب چستی ہوتی ہے اور اگر ایسے نہ کیا جائے (نہ اٹھ کر اللہ کا ذکر کیا جائے نہ وضو کیا جائے نہ نماز پڑھی جائے) تو صبح اس حال میں کرتے ہو کہ طبیعت پر نحوست و سستی چھائی رہتی ہے۔“^۱

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جو رات بھر سویا رہا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ”اس شخص کے دونوں کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا“^۲

﴿جھگڑے اور اختلاف کے ذریعے مسلمانوں کے درمیان دنگا فساد کرانا:

یہی وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے شیطان نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا اور انہیں تنازع اور اختلافات کا شکار کر دیا اور ان کے باہمی اختلافات کو مزین کر کے ان کے سامنے پیش کیا حتیٰ کہ ہر فریق اپنے آپ کو حق پر سمجھنے لگا اور دوسرے فریق پر کفر کے فتوے لگائے اور قتل پر آمادہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے متعلق جھوٹ موٹ باتیں کرنے لگا۔

① بخاری ج ۲ ص ۲۵۔ جلد ۳ ص ۱۵۸ مسلم ۷۷۶ ابوداؤد ۱۳۰۶ مسند احمد ج ۲

ص ۲۴۳ موطا مالک ۱۷۶ صحیح ابن خزیمہ ۱۱۳۱ بیہقی ج ۲ ص ۵۰۔

② بخاری ج ۲ ص ۱۵۸ مسلم ۷۷۳ مسند احمد ج ۱ ص ۲۷۷ سانی ج ۳ ص ۲۰۳

مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۷۱ سنن الکبریٰ بیہقی ج ۳ ص ۱۵

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شیطان کے اس پھندے سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ ۚ وَإِنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ ﴾ (النسوة: ۲/۱۲۸)

”اے لوگو زمین سے تم حلال اور پاک اشیاء کھاؤ اور شیطان کی رہنمائی میں مت چلو۔ یقیناً وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ بے شک وہ تمہیں برائی اور بے حیائی کا مشورہ دیتا ہے تاکہ تم اللہ کے متعلق ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں علم نہیں۔“

نیز اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ وَمَنْ التَّاسِ مَنْ يُجَادِلْ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعْ كَلَّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ ۝ ﴾ (النح: ۲۲/۳)

”لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ کے متعلق بغیر علم کے جھگڑتے ہیں اور سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔“

تو یہ طریقہ بہت ہی خطرناک ہے بے شمار لوگ یہاں آ کر بہک گئے۔ نتیجتاً بغض و کینہ ان کا پیشہ بن گیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس داغِ عضال (باؤلا کر دینے والی بیماری) سے مسلمانوں کی حفاظت کرے جس کو شیطان نے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔

﴿ گمراہی، امیدیں قطع و برید، تغیر و تبدل، جھوٹے وعدے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنْتًا ۚ وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا ۝ لَعَنَهُ اللَّهُ ۚ وَقَالَ لَا أَخَذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ۝ وَلَا ضِلَّتْهُمْ وَلَا مَنِيَتْهُمْ وَلَا مَرَّتْهُمْ فَلَيْبَسَتْكُنَّ

أَذَانَ الرِّعَامِ وَلَا مَرْتَهُمْ فَلْيَعْتِرِكَ حَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ
الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خَسْرَانًا مُبِينًا ○
بِعَدْلِهِمْ وَيُبَدِّيهِمْ وَمَا بَعْدَهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا عُدْوَانًا ○

(النساء، ۴: ۱۲۰-۱۲۱)

”یہ سرکش مردود شیطان کو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی ہے شیطان نے کہا میں ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ وصول کروں گا۔ اور میں ضرور ان کو گمراہ کروں گا اور میں ضرور ان کو تمنا میں دلاؤں گا پس وہ ضرور اپنے چوپایوں کے کان کاٹیں گے اور میں ضرور ان کو حکم دوں گا وہ اللہ تعالیٰ کی خلقت کو تبدیل کریں گے چنانچہ جو کوئی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے گا تحقیق وہ واضح خسارے میں پڑ گیا وہ انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان کے سارے وعدے محض دھوکہ ہیں۔“

ان آیات کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کے فائدے کے لئے شیطان کے وہ پانچ طریقے بیان کیے ہیں جن کے ذریعے وہ انہیں گمراہ کرتا ہے۔ ”میں ضرور ان کو گمراہ کروں گا“۔ یعنی حق کے رستے سے پھسلاؤں گا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کریں گے۔ اور اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائیں گے جب وہ ایسا کریں گے تو انہیں جھوٹی آرزوئیں دلاتا ہے اور گناہوں سے توبہ نہ کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور ان کو (سوف) عنقریب کے جال میں جکڑ لیتا ہے اور اپنی ذات کا انہیں دھوکہ دیتا ہے کہ وہ بہت بڑی شخصیات ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بڑے اونچے مقام پر فائز کرنے والا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شیطان نے کہا ”میں ضرور ان کو حکم دوں گا چنانچہ وہ جانوروں کے کان کاٹیں گے۔ التبتیک مصدر ہے جس کا معنی قطع و برید کے ہیں۔ قرآن میں دوسری جگہ بحیرہ سائبہ و سیلہ کے الفاظ موجود ہیں۔ جو تبتیک کے ہم معنی ہیں وہ چوپایوں کے کان کاٹتے ہیں تاکہ اپنے ہم جنس دیگر چوپایوں سے یہ خاص ہو جائیں اور کان کٹنے ہونے کے سبب دور سے پہچانے جائیں کہ یہ بتوں کے لئے خاص کر دیئے گئے ہیں ان کا

دودھ پینا جائز نہیں یا ان پر سوار ہونا جائز نہیں۔ آج کل مسلم علاقوں میں بھی جبلا، ایسی ریمیں پوری کرتے ہیں وہ گائے کو کان کاٹ کر چھوڑ دیتے ہیں اس کا دودھ دوہتے نہیں اور وہ اونٹ کے کان کاٹ کر چھوڑ دیتے ہیں کہ اس پر سوار نہیں ہونا اور جب کوئی ان سے پوچھے کہ تم نے یہ جانور کیوں چھوڑ دیئے ہیں؟ تو جواباً کہتے ہیں یہ تو جنات کے لئے خاص ہیں یا سیدوں کے لئے یا شیخ بدوی کے لئے یا جیلانی کے لئے اور یہ فلاں اور فلاں کے لئے خاص ہیں۔ اسی طریقے سے شیطان نے ان کو حکم دیا تو اللہ تعالیٰ کی بناوٹ کو تبدیل کر دیا۔ یعنی فطرت توحید کو بدل دیتے ہیں۔ صرف اللہ کے نام پر جانوروں کو خاص نہیں کرتے بلکہ الخاد اور شرک ضرور کرتے ہیں اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں اور غیر اللہ ہی سے فریادیں کرتے ہیں اور غیر اللہ ہی کے لئے نذریں مانتے ہیں۔

اسی طریقہ سے ابلیس نے انسانوں کے افکار و عقائد میں یعنی انہیں روحانی طور پر بلکہ ان کی روح کو بھی تبدیل کر دیا جس روح کو اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے لئے پیدا کیا تھا شیطان نے اس کے ذریعے اللہ کے ساتھ شرک کروا دیا۔ اور شیطان نے تغیر و تبدل کے طریقے پر اتنی محنت کی کہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ جنس تک کو تبدیل کر دیا جیسے مردوں کی داڑھیاں منڈوانا اور عورتوں کو جسم گودنے دانتوں میں خلا پیدا کرنے اور زائد بال لگوانے پر آمادہ کرنا۔

صحیح حدیث میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے جسم گودنے والی اور جسم گدوانے والی پر اور چہرے اور جسم سے حسن میں اضافے کے لئے بال اکھیرنے والی اور اکھڑوانے والی پر اور دانتوں میں خلا پیدا کرنے والی اور خلا پیدا کروانے والی پر جو حسن میں اضافے کے لئے ایسا کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خلقت کو تبدیل کرتی ہیں“ ﴿۱﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ ۗ وَاللَّهُ

سرکے لکڑی کے جنت

يَعِدُّكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦٨﴾

(البقرة: ٢٦٨)

”وہ ان کو وعدے دلاتا ہے اور جھوٹی تمنا نہیں دلاتا ہے“ یعنی جھوٹے وعدے کرتا ہے اور نہ مکمل ہونے والی آرزوئیں دلاتا ہے جس طرح آدم کو وعدہ دیا کہ تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں رہے گا۔ اور جس طرح بدر میں اور ہمیشہ کفر و اسلام کی جنگ میں کافروں کے ساتھ وعدہ کرتا ہے کہ وہ ان کی مدد کرے گا لیکن پھر بھگا اٹھتا ہے اور جس طرح کافروں کو جنگ کے بعد ثروت و مال کا وعدہ کرتا ہے نیز جس طرح سورہ البقرہ میں آیا ہے ((شیطان تمہیں فقر و فاقہ سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا مشورہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے تمہاری مغفرت اور فضل کا وعدہ تم سے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت والا اور جاننے والا ہے۔))

﴿ شراب جوئے اور بتوں کا حوالہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٩٠﴾ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيُضِدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ﴿٩١﴾ ﴾ (المائدہ: ٩٠-٩١)

”اے مومنو! شراب، جوئے، بت اور پانسے پلید چیزیں ہیں شیطان کے اعمال ہیں لہذا تم ان سے کنارہ کش ہو جاؤ تاکہ تم فلاح پا جاؤ بے شک شیطان شراب اور جوئے کے ذریعے تم میں بغض و عداوت پیدا کر کے تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روکنا چاہتا ہے پس تم ان کاموں سے رک جاؤ۔“

اس مقام پر اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کے چار گمراہی کے طریقے

بیان کئے ہیں۔

خمر، ہرنشہ اور چیز کو کہتے ہیں ہر وہ چیز جو نشہ کے لئے حاصل کی جائے خواہ کھجور، چھل، شہد، دودھ، دہی، کیمیکل۔ یا کوئی اور چیز ہو اگر اس کا مقصد نشہ ہو تو وہ خمر میں داخل ہوگی۔ لوگوں نے حال ہی میں انواع و اقسام کے مشروبات ایجاد کر لئے ہیں زمانہ ماضی میں وہ معروف نہیں تھے۔ جس طرح انگل اور اس جیسے دوسرے اسنس وغیرہ اور وہ عطر جس میں انگل ملی ہوئی ہو جیسے الکوینا یا بیرہ جسے ”آب جو“ کہتے ہیں چونکہ وہ جو کا بنیذ ہوتا ہے اس لئے اسے آب جو کہتے ہیں۔ اسی لئے ہر وہ پیڑ و گیہاوی مادہ (خواہ وہ کسی قسم کا ہو) جو نشہ لائے گا شریعت کی رو سے وہ حرام ہے اور شیطان کی گمراہی کا پھندہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ہرنشہ لانے والی چیز حرام ہے جس چیز کی کثرت سے نشہ ہو جاتا ہو تو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔“

شیطان نے اولاد آدم کی عقلاؤں کو کیا خوب تماشا بنایا انہوں نے خمر یعنی نشہ کے مختلف نام رکھ لئے تاکہ لوگوں کو دھوکہ دیں اور وہ اس کے عادی بن جائیں۔ جیسے وہسکی اور شیمپین وغیرہ اور ہمارے رسول کریم ﷺ نے کتنی سچی بات فرمائی جو ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے زیادہ دن اور راتیں نہیں گزریں گی کہ میری امت کا ایک گروہ نشہ کرے گا لیکن وہ اس کا نام تبدیل کر دیں گے۔“

ابو مسلم خولانی نے سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جو مشروب اہل شام پیتے ہیں اور اسے طلاء کہتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے فرمایا میں نے اپنے محبوب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت سے کچھ لوگ نشہ کریں گے لیکن اس کا نام آچھ اور رکھ لیں گے۔“

میسر: عرب کے جوئے کو کہتے ہیں قرطبی نے مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میسر کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ میسر جو صرف کھیل کے طور پر کھیلا جاتا ہے اور چونکہ یہ کھیل اللہ کے ذکر

① ابوداؤد ص ۳۸۶ مسند احمد ج ۶ ص ۷۲ ترمذی ۱۸۶۶ سنن الکبریٰ بیہقی ج ۱ ص ۲۹۶۔

② ابن ماجہ ۲۳۸۳ الحلیہ لابی نعیم ج ۶ ص ۹۷ معجم الکبیر للطبرانی ج ۸ ص ۱۱۳۔

③ مسندک للحاکم ج ۲ ص ۱۲۷۔

مرکب الایجابات

۷۶

سے روکتے ہیں اور انسان اللہ سے غافل ہو جاتا ہے اس لئے یہ حرام ہے جیسے مرد شہداء شہر میں
تاش پلینٹ کیرم بورڈ ٹیبل ٹینس یہ تمام حیل موجودہ زمانہ میں کھیلے جاتے ہیں۔ اور دوسری
قسم میسر القمار ہے جس پر انسان بازی کاتے ہیں۔ اور اسے قسمت اور مقدر کہتے ہیں۔

انصاف: ہر اس چیز کو کہتے ہیں جسے انسان اپنے سامنے رکھ کر اس کی عبادت کرے اور اللہ
عزوجل کی بجائے اس کی تعظیم کرے جیسے پتھر، درخت، قبر یا جہنم جیسے آہل مسلمان ملکوں
میں اکثر ہوتا ہے۔ والاحول والاقوة الا باللہ العلی العظیم کہ وہ جہنم کی تعظیم کرتے ہیں اس
کی سلامی لیتے ہیں بلکہ اسے بوسہ دیتے ہیں اور اس پر سجدہ کرتے ہیں یا کسی گناہ سپاہی
کی قبر پر یادگار کے طور پر اسے نصب کرتے ہیں اور جاہل لوگ اسے اپنا پاپا جان تصور کرتے
ہیں اور اس کے پاس پھول اور گلہستہ جمع کرتے ہیں نیز اس کی تعظیم احترام اور عزت
کرتے ہیں۔

ازلاہر: یہ تیر ہوتے ہیں جن کے ذریعے معاملات تقسیم ہوتے ہیں اور ان سے مشورہ لیا جاتا
ہے کہ کیا یہ کام کرنا چاہئے یا نہ کرنا چاہئے۔ یہ موجودہ زمانے میں بھی موجود ہے۔ ہمارے
مشاہدے میں یہ بات ہے کہ جب بعض آدمی شادی کرنا چاہتے ہیں تو وہ کاغذ کے تین
ٹکڑے لیتے ہیں ایک پر لکھتے ہیں ٹھیک ہے دوسرے پر لکھتے ہیں غلط ہے تیسرے کو خالی چھوڑ
دیتے ہیں۔ پھر ان کو ملا کر ڈال دیتے ہیں اور ان میں سے ایک اٹھا لیتے ہیں تاکہ ویسا ہی
کریں جیسا اس کاغذ میں لکھا ہوتا ہے لیکن ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں ایسے فضول کام کرنے
سے روکا ہے اور کسی مہم کے پیش نظر ہمیں نماز استسارہ کا طریقہ بتلایا ہے۔ تاکہ ہم اپنے رب
سے یہ کام کرنے یا نہ کرنے کا اختیار مانگیں۔

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ شیطان لوگوں کے گمراہی کے یہ چار طریقے اختیار کرنے کی
رغبت دلاتا ہے کیونکہ اس طرح لوگ ذکر اللہ کو چھوڑ دیں گے اور نماز سے غافل ہو جائیں
گے تو جو ممنوعہ طریقے اللہ تعالیٰ نے سورہ مانہ میں بیان کئے ہیں مسلمانوں کو ان سے ضرور
بچنا چاہئے۔

آٹھواں طریقہ:

سورہ اعراف میں آیا ہے کہ شیطان صراط مستقیم میں بیٹھ کر لوگوں کو بہکاتا ہے اللہ

تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قَالَ فِيمَا آغْتَبَيْتَنِي لَا قُعْدَانَ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ ثُمَّ لَا تَبْتَلُهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ۝﴾

(الاعراف : ۷۴ / ۷۵)

”شیطان بولا مجھے دھتکارنے کے سبب میں ضرور ان کے لئے تیرے سیدھے رستے میں بیٹھوں گا پھر میں ان کے پاس ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور ان کے دائیں اور ان کے بائیں پہلو سے ضرور آؤں گا اور تجھے ان میں سے زیادہ تر ناشکرے ہی ملیں گے۔“

اس مقام پر اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے چار شیطانی طریقوں کو بیان فرمایا ہے جن کے ذریعے شیطان بندوں کو گمراہ کرتا ہے چونکہ شیطان ہر اس رستے میں بیٹھتا ہے جو اللہ کی رضا کے لئے بندہ اختیار کرتا ہے تو شیطان تمام سمتوں سے بندے کے رستے میں آتا ہے اور اسے گمراہ کرتا ہے۔

ابن قیم الجوزیہؒ فرماتے ہیں: آیت کا ظاہری معانی ہی درست ہے جن رستوں پر انسان چلتا ہے ان ہی چار میں سے کوئی ایک ہوتا ہے یا تو وہ سامنے کی طرف چلتا ہے یا پیچھے کی طرف چلتا ہے۔ یا اپنے دائیں سمت چلتا ہے یا اپنے بائیں جانب چلتا ہے۔ ان چاروں سمتوں میں شیطان گھات لگا کر بیٹھتا ہے۔ اگر یہ فرض کیا جائے کہ انسان نیچے یا اوپر کی طرف بھی چلتا ہے تو ان دو سمتوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیوں نہیں فرمایا اور کیا شیطان ان دو سمتوں میں گھات نہیں لگاتا؟ تو جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چلی جانب کا اس لئے ذکر نہیں فرمایا کہ جب انسان ڈھلوان پر چلتا ہے تو وہ گویا اپنے سامنے کی طرف چل رہا ہوتا ہے رہی اوپر کی جانب تو اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس لئے نہیں کیا کہ اوپر کی جانب سے اللہ تعالیٰ خود بندوں کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی رحمتیں اوپر سے بندوں پر نازل ہوتی ہیں لہذا شیطان اوپر سے نقصان پہنچانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اوپر کی جانب اللہ تعالیٰ بغیر کسی حجاب، رکاوٹ یا پردے کے موجود ہے۔

مرکز امانت جات

۷۸

اسی لئے سجدہ یا دعا اور اللہ کی جانب متوجہ ہونے کے وقت شیطان بندے کے قریب بھی نہیں آ سکتا اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جو وصیت کی ہے اس میں بھی یہی حکم پوشیدہ ہے۔ ”کہ تم میں سے جب کوئی غصہ کی حالت میں ہو تو اسے بیٹھ جانا چاہئے۔“
نواں طریقہ:

سورہ اسراء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَذَا الَّذِي كَرَّمْت عَلَيَّ لَئِنِ أَخَّرْتَنِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
لَأَخْتَنِكَ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ۝ قَالَ أَذْهَبَ فَمَنْ يَبْعَكَ مِنْهُمْ
فَأَن جَهَنَّمَ جَزَاءُكُمْ جَزَاءً مَوْفُورًا ۝ وَاسْتَفْرِزْ مَنْ اسْتَطَاعَتْ
مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَبْرِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي
الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعَيْدُهُمْ ۝ وَنَا بَعْدَهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا عُرُوقًا ۝﴾

(الاسراء: ۱۷، ۱۸، ۱۹)

شیطان نے کہا: ”تو مجھے ذرا خبر دے اس شخص کے متعلق جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے۔ اگر تو مجھے قیامت تک مہلت دیدے تو میں ضرور اس کی اولاد کو گھٹی پاؤں گا۔ سوائے چند ایک کے۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”دفعہ ہو جا اور جو تیری پیروی کرے گا اس کو اور میں تم سب کو جہنم سے پورا پورا حصہ دوں گا ان میں سے جس کو بھی چاہے تو اپنی آواز کے ذریعے بہکا اور اپنے گھوڑ سواران پر لے آ اور پیادہ لشکر بھی لے آ اور ان کے اموال اور ان کی اولاد میں شریک بن جا اور ان کو وعدے دیتا رہ حالانکہ شیطان کے تمام وعدے نرا دھوکہ ہیں۔“

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے شیطان ملعون کی گمراہی کے چار طریقے بیان کئے ہیں جن کے ذریعے وہ بندوں کو رب کے رستے سے ہٹا کر جہنم کا ایندھن بناتا ہے۔ بہکانے سے مراد شیطان کی آواز ہے اور شیطان کی آواز سے مراد ہر وہ آواز ہے جو معصیت رب کی طرف دعوت دے۔ ایسی آواز کا سردار گانا (میوزک) ہے۔ جس کے ساتھ لوگ بکثرت مشغول ہیں۔ سوائے ان کے جن پر اللہ کا رحم و فضل ہے۔

جب آپ کسی گھر میں داخل ہوں یا کسی گاڑی میں یا کسی ہوٹل یا مارکیٹ میں یا

ہسپتال میں ہی داخل ہوں تو اللہ تعالیٰ کے غیض و غضب میں اضافہ کرنے والے آلات موسیقی اور گانے ہی کی آواز آپ کے کانوں سے ٹکرائے گی جن آلات کو توڑنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو دیا تھا ہر جگہ انہی ملعون آلات کا شور و غوغا جاری ہوتا ہے۔ دف نکاح اور عید کے دن صرف عورتوں کے لئے آپ ﷺ نے مباح قرار دی۔ اس کے علاوہ چاروں فقہی مذاہب یا کسی بھی معتبر ذریعے سے اباحت موسیقی منقول نہیں اسلام اس کو صریحاً حرام کہتا ہے۔ متعدد احادیث میں ان کی حرمت موجود ہے جیسے طبلہ، گٹنار، سارنگی و دیگر ہر قسم کے آلات موسیقی بجانا مطلقاً حرام ہے۔ لہذا بندوں کو ریڈیو سے نشر ہونے والی موسیقی سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے، بعض حکومتی علماء کی یہ رائے مشہور ہو گئی ہے کہ فوجی بینڈ باجا یا فوجی ساز و آواز یا خبر نامہ سے پہلے نشر ہونے والا سازینہ مباح ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ جنگی ساز و آواز جائز ہے کیونکہ سازوں سے فوجیوں کے حوصلے بلند ہوتے ہیں..... تو عقل کے اندھو! یہ سب باطل ہے۔ شیطان نے تمہیں مزین کر کے یہ باتیں سمجھا دیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اللہ کی وہ باتیں ہم تک پہنچائیں ہیں جو لڑائی کے وقت کرنی صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا كَفَيْتُمْ فِتْنًا فَإِنْ بَدَأُوا وَإِذْ كَرُوا اللَّهَ
كُفْرًا لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ ۝ ﴾ (الأنفال: ۸/۳۵)

”اے مومنو! جب دشمن کے گروہ سے ملاقات کرو تو ڈٹ جاؤ اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔“

اللہ تعالیٰ نے یہ تو نہیں کہا کہ جب تم دشمن سے مقابلے کے لئے نکلو تو خوب گانے گاؤ یا ڈھول بجاؤ اور رقص کرو لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن
سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ
عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ ﴾ (القصص: ۲۳/۲۴)

مرکز کا بیولہ جنات

”کچھ لوگ فضول باتیں خریدتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ کریں ان کو اس کا علم نہیں ہے اور وہ ان باتوں کو مذاق بنالیں ایسے لوگوں کے لئے رسوا کن عذاب ہوگا۔“

صحابہ اور تابعین عظام میں سے پیشتر مفسرین نے لھو الحدیث کا ترجمہ ساز و آواز کیا ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے گانا دل میں نفاق ڈال دیتا ہے ہم نے تمہارے سامنے رسول اللہ کی ایک واضح حدیث پیش کر دی جو دو پہر کے سورج کی طرح واضح ہے اور ائمہ مشہورین کے اقوال بھی پیش کر دیئے جن سے گانے کی حرمت کی تائید ہوتی ہے۔

یہ فضول باتیں باطل ہیں کیونکہ بخاری میں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث تعلیفاً مروی ہے جب کہ طبرانی، ہیثمی اور ابن عساکر وغیرہ نے ابو مالک الاشعری کی سند سے موصول ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں کچھ لوگ ضرور ایسے ہوں گے جو مونے اور باریک ریشم اور نشہ آور آلات طرب کو حلال کر دیں گے،“ ^① اس مسئلہ یعنی حرمت ساز و آواز پر سلف صالحین نے بہت کچھ لکھا ہے جو مزید وضاحت کا خواہش مند ہو اسے ان کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے یہ شیطان کے گمراہی کے اسالیب ہیں۔ اپنی آواز کے ذریعے لوگوں کو بہکا کر اور اپنے سوار اور پیادہ لشکروں کے ساتھ ان پر چڑھائی کر کے ان کے اموال میں شراکت کر لی حتیٰ کہ انہوں نے حرام طریقے سے مال کمائے اور حرام طریقوں سے مال ضائع کئے اور ان کی اولاد میں یوں شراکت کی کہ انہوں نے بیویوں سے جماع کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کیا لہذا اپنی اولاد کی تربیت کا کما حقہ اہتمام نہیں کیا۔ تو شیطان نے ان کے سارے اموال اور سارے احوال میں اپنی شراکت قائم کر لی پھر ان کو وعدہ پر وعدہ دیا اور اس کے تمام وعدے جھوٹ کا پلندہ بنی ہیں اور اس کی دلائل کی تمام آرزوئیں محال و ناممکن ہیں۔ یہی نوع طریقے ہیں ان کے علاوہ بے شمار طریقے ایسے ہیں جن پر عمل کر کے شیطان بندوں کو گمراہ کرتا ہے اور ان کو ذلت و رسوائی کی پستیوں میں گراتا چلا جاتا ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ^②

① بخاری ج ۶ ص ۱۳۸۔ ابوداؤد (۳۰۳۹)

② معجم الکبیر ج ۳ ص ۳۱۹۔ سنن الکبریٰ ج ۱۰ ص ۲۳۱

جنات و شیاطین کا انسان میں داخل ہو جانا

دورہ یعنی مس الشیطان یا جن پڑنا

- ۱ مس کی کیا حقیقت ہے؟
- ۲ نقلی و عقلی دلائل اور اقوال علماء
- ۳ مس کی اقسام
(الف) روحانی یا جناتی (مس)
اسباب - علامات - پرہیز کے طریقے علاج
(ب) پیدائشی یا عضوی
اسباب - علامات - اقسام - تشخیص - علاج
- ۴ ہم دونوں اقسام کے دوروں میں فرق کیسے کریں گے؟



شیطان اس ہتھیار کو اس وقت استعمال کرتا ہے جب اسے پتہ چلتا ہے کہ انسان اب غیر مسلح ہے یہاں ہم تین سوالوں کے جواب دیں گے:

① اس دورے کی حقیقت کیا ہے؟

② اس کے موجود ہونے کے کیا دلائل ہیں؟

③ دورے کی کتنی اقسام ہیں؟

دورے یا مس کی حقیقت! دورے کی تعریف۔ زمین پر لوٹ پوٹ ہو جانے کو کہتے ہیں صریح کی جمع صرع ہے جیسے مریض کی جمع مرضی ہے المصارعہ اور الصراع مصدر ہیں کشتی کو مصارعہ کہتے ہیں اس باب کا خاصہ ہے کہ دونوں جانب سے مشارکت ہوتی ہے حدیث میں ہے بہادر وہ نہیں جو کشتی پچھاڑے۔ الصریح مجنون کو کہتے ہیں۔

مصارع القوم۔ متقل کو کہتے ہیں۔

تعریف مس۔ ہاتھ سے کسی چیز کو لینے کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اگر تم انہیں طلاق دیدو اس سے پہلے کہ تم ان کو مس کرو اس سے مراد حالت جماع ہے۔

کہا جاتا ہے میں نے فلاں چیز کو چھوا جب ہاتھ لگایا جائے۔ پھر پکڑنے اور مارنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی ہاتھ سے ہوتا ہے اور جماع کے لئے بھی مستعمل ہے کیونکہ وہ بھی مس یعنی چھونا ہی ہوتا ہے اور جنون یعنی پاگل پن کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے کیونکہ جنات نے اسے چھو لیا ہوتا ہے۔

کہا جاتا ہے اس کے ساتھ کچھ جنون ہے اور کہا جاتا ہے فلان ممسوس یعنی وہ مجنون ہے یعنی پاگل ہے لغوی طور پر المس کا معنی الجحون ہے۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے: المس اور الصرع ایک ایسی بیماری ہے جو اعضاء رئیسہ کو اپنے وظائف مکمل طور پر ادا کرنے سے روکتی ہے اور وہ ناقص افعال سرانجام

دے سکتے ہیں۔ اس کا سبب وہ غلیظ گیس ہے جو دماغ میں جمع ہو جاتی ہے ﴿ اور دماغ کی شریانوں کو منجمد کر دیتی ہے یا دیگر اعضاء سے فضول گیس دماغ کی طرف چڑھتی ہے جس کی وجہ سے ان اعضاء میں تشنج پیدا ہوتا ہے۔ نتیجتاً ایسا شخص سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا اور وہ گر پڑتا ہے اور غلیظ رطوبتوں کے پیدا ہونے کی وجہ سے وہ منہ سے جھاگ باہر نکالتا ہے۔ بعض اوقات مرگی کی کیفیت خبیث اور شرارتی جنات کی بھونڈی کارستانی ہوتی ہے اور انسان میں حلول کرنے کے دو سبب عموماً جنات کے پیش نظر رہتے ہیں:

❧ وہ اس انسان کی بعض خوبیوں کو پسند کر لیتا ہے۔

❧ ایسے انسان کو ”جن“ تکلیف پہنچانا چاہتا ہے۔

درج بالا قسم کا اقرار تو اکثر ڈاکٹر کرتے ہیں اور اس کا علاج بھی تجویز کر دیتے ہیں حالانکہ مکمل علاج اب تک وجود میں ہی نہیں آیا اور دوسری قسم کی مرگی کا ڈاکٹر کلی طور پر انکار کرتے ہیں۔ نیز ان کے پاس اس کا بالکل علاج نہیں کیونکہ نیک اور صالح ارواح کے ذریعے ہی جناتی مرگی کا علاج ہو سکتا ہے۔ تاکہ گندی ارواح کے کروت ختم ہوں اور ان کے اعمال باطل کر دیئے جائیں۔

﴿ ردی اخلاط کا یہ وہی نظریہ ہے جس کو جالینوس نے ایک ہزار قبل مسیح بیان کیا تھا کہ یہی مرگی کا باعث ہیں۔ اکثر حکمائے مشرق و مغرب نے اس کی پیروی کی حتیٰ کہ ۱۸۷۰ء میں ہالفلنج جاکسن نامی سائنسدان نے قدیم نظریہ کے برعکس یہ جدید نظریہ پیش کیا جس سے مرگی کا مرض سمجھنے میں پیش رفت ہوئی۔ اس نے کہا: ”دماغ کے مخصوص حصے میں بعض خلیوں میں جوش پیدا ہونے کے باعث ایسٹرونی جھٹکے شدت سے پیدا ہوتے ہیں جن کی وجہ سے اعضاء و اطراف میں تشنج کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اسی نظریہ کی تفصیل عقرب ہم پانچویں فصل میں ڈاکٹر نیل بن سلیم ماہ البارد اور ڈاکٹر عبدالکیم شوقی کے قلم سے پڑھیں گے تاکہ عضوی تشنج اور مرگی کو ہم اچھی طرح سمجھ سکیں۔

ب۔ نقلی و عقلی دلائل اور اقوال علماء

(۱) مرگی کے وجود پر قرآنی دلائل۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ الَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْآلَاءَ مِنَ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّ الْآلَاءَ مِنَ اللَّهِ لَا يُقْسَمُونَ إِلَّا كَمَا يَقْسَمُ الَّذِي يَسْتَجِبُهَا ۗ﴾

مرگی کے وجود پر احادیث کے دلائل:

عطاء ابن ابی رباح سے بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ”کیا میں تجھے ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟“ میں نے پوچھا ”وہ کہاں ہے؟“ انہوں نے بتایا: یہ کالی عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگی ”مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میں بے پردہ ہو جاتی ہوں آپ ﷺ میرے لئے اللہ سے دعا کریں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو چاہے تو اپنی حالت پر صبر کر اور بدلے میں اللہ تجھے جنت دے گا اور اگر تو چاہے تو میں اللہ سے تیرے لئے عافیت کی دعا کرتا ہوں۔“

اس نے کہا: ”کہ میں صبر کروں گی لیکن آپ ﷺ میرے لئے دعا کریں تاکہ میں اپنا لباس نہ اتاروں۔“ آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا کی اس عورت کا نام ام ذر تھا۔ چونکہ بخاری کی جو روایت عطاء سے ہے اس میں ایسے ہی ہے۔ اور بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے

← الشَّيْطَانُ (الفرد: ۲/۲۷۵)

”سودخور اس شخص کی مانند (قبروں سے) انھیں گے جس کو شیطان نے چھو کر اس باخندہ کر دیا ہو۔“ طبری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ تلخیص کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا میں ایسے شخص کو شیطان جکڑ لیتا ہے تو وہ گر پڑتا ہے یعنی پاگل پن کی وجہ سے وہ گر پڑتا ہے (تفسیر طبری ج ۳ ص ۱۰۱) اور ابن کثیر نے فرمایا (الذین یا کفون الربا۔۔۔۔۔۔۔۔۔) یعنی سودخور مرگی سے بے ہوش کی طرح ہی کھڑے ہوں گے (قبروں سے نکل کر) کہ شیطان اس کو بلٹے نہیں دیتا کیونکہ کوئی بھی ہوشمند انسان مرگی والے شخص کو دورے کی حالت میں کھڑا ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۳۳) آلوسی نے کہا: ”سودخور حشر میں ایسے کھڑے ہوں گے جیسے دنیا میں مرگی والا مریض کھڑا ہوتا ہے اور تلخیص بر وزن تفضل ہے اور اس کا معنی خبط الجواس ہے اور اس کی حالت یوں ہوتی ہے کہ جب سودخور مرنے کے قریب ہوتا ہے تو مختلف اطراف میں وہ مسلسل حرکتیں کر رہا ہوتا ہے جیسی حرکتیں مرگی کا مریض دورے میں کرتا ہے اور اللہ کے فرمان میں مس سے مراد جنون ہے۔ جب کوئی آدمی پاگل ہو جائے تو عرب کہتے ہیں مس الرجل فهو مسوس یعنی اس آدمی کو جنات نے پکڑ لیا ہے لہذا یہ پکڑا ہوا کہلاتا ہے دراصل ہاتھ سے چھونے کو مس کہتے ہیں اور چونکہ شیطان آدمی کو پکڑتا ہے لہذا اسے بھی مسوس یعنی پکڑا ہوا کہتے ہیں اور ایسے مریض کی رطوبات فساد کے لئے مستعد ہوتی ہیں نتیجتاً جنون لاحق ہو جاتا ہے (تفسیر آلوسی روح المعانی سورہ بقرہ)

اس عورت کو جو دورہ پڑتا تھا وہ جن کی وجہ سے تھا۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے۔ مسند بزار میں دوسری سند کے ساتھ ابن عباس سے یہ روایت یوں مروی ہے کہ اس عورت نے کہا ((بے شک میں اس بات سے خوف زدہ ہوں کہ وہ خبیث مجھے کپڑوں سے علیحدہ کر دے گا۔))

سنن ابن ماجہ میں سیدنا عثمان بن ابوالعاص کی روایت ہے کہ مجھے جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا عامل بنایا تو میری نماز کے دوران کوئی چیز حائل ہو جاتی تھی کہ مجھے یہ تک بھول جاتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں۔ جب میں نے یہ دیکھا تو رسول اللہ کی طرف چلا آیا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر پوچھا ”کیا تو ابو عاص کا بیٹا ہے؟“ میں بولا ”اے اللہ کے رسول! میں وہی ہوں“ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ”تو کیوں آیا ہے؟“ میں نے بتایا کہ: ”مجھے نمازوں میں کچھ رکاوٹ ہوتی ہے تھی کہ میں بھول جاتا ہوں میں کونسی اور کتنی نماز پڑھ رہا ہوں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو شیطان ہے آ میرے قریب ہو جا۔“ میں آپ ﷺ کے قریب ہو گیا اور میں آپ کے قدموں کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا اور میرے منہ میں اپنا لعاب پھینکا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ کے دشمن تو نکل جا“ تین بار آپ ﷺ نے ایسے کیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تو جا اپنے کام پر چلا جا۔

ابوداؤد اور ترمذی نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرنے کا ارادہ کرتے تو پڑھتے تھے ”اے اللہ میں شیطان مردود سے بچنے کے لئے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس کی پھونک سے اس کی کبر سے اور اس کے وسوسے سے۔“ راوی ان الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے کہتا ہے: ہمزہ سے مراد اس کی ہلاکت آفرینی ہے اور سے نفثہ مراد اس کی شعر گوئی ہے اور نفخہ سے مراد اسکی کبر ہے جب اسے دورے کے بعد افاقہ ہوتا ہے تو ایسے محسوس کرتا ہے کہ شاید نیند کے بعد بیدار ہوا ہے یا غنودگی کے بعد ہوش میں آیا ہے۔

۳) مرگی کے وجود پر عقلی دلائل:

شیخ محمد حامد کہتا ہے: جب یہ معلوم ہو چکا ہے کہ جنات اجسام لطیفہ کے مالک ہوتے ہیں پھر عقلی اور نقلی طور پر یہ بات مانع نہیں ہے کہ وہ بنو آدم میں داخل ہو جائیں کیونکہ لطیفہ شئی کثیف شئی میں ہوا کی طرح داخل ہوتی ہے۔ نیز جیسے آگ انگارے میں چلتی ہے اور جس طرح بجلی تاروں میں چلتی ہے بلکہ جس طرح پانی زمین ریت اور کپڑوں میں بھی پانی جذب ہو جاتا ہے حالانکہ پانی ہوا اور بجلی کی طرح لطیف نہیں ہے۔ اسی طرح جنات بھی ہمارے اجسام میں داخل ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا: ہر زمانے میں اہل حق نے ان نصوص منقولہ کو برضا، و رغبت تسلیم کیا ہے جن میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ جن بدن انسانی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس حقیقت سے صرف معاندین ہی انکار کرتے ہیں لیکن ان کے انکار کا اس لئے اعتبار نہیں کہ یہ نصوص اتنی کثرت سے موجود ہیں کہ تو اتر کی حد تک پہنچ جاتی ہیں۔ نیز یہ منکرین نصوص کا ہڈیاں ہی ہو سکتا ہے کوئی سنجیدہ بات وہ نہیں کر سکتے کیونکہ ہمیں تو سچی وحی کے ذریعے یہ بات معلوم ہو چکی ہے جس کی تصدیق اس بات کی متقاضی ہے کہ کسی ایسی بودی تاویل کو قبول نہ کیا جائے جو نصوص صریحہ کے انکار پر منتج ہو۔ اور جسے اسلام نہ قبول کرے بلکہ اعتقاد صحیح کے بھی خلاف ہو۔ اور یہی اعتقاد صحیح ہی وہ ایمان ہے جو آخرت میں دائمی جہنم سے نجات دینے والا ہے۔ پھر انہوں نے کہا: جنات کے انسانی اجسام کے اندر مشاہدے اتنی کثرت سے ہمارے سامنے ہیں کہ جو شمار میں نہیں آ سکتے لہذا ایسے حقائق کا منکر دراصل مشاہدات و محسوسات کا بھی انکاری ہے اور یہی اس کے باطل ہونے کی بڑی دلیل ہے۔

۴) مرگی کے وجود پر کچھ اقوال علماء:

عبداللہ بن احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ ”بعض لوگ یہ گمان رکھتے ہیں کہ جن بدن انسانی میں داخل نہیں ہو سکتا“ تو وہ بولے کہ: بیٹا یہ جھوٹ کہتے ہیں بلکہ جن تو انسانی زبان کے ذریعے باتیں بھی کرتے ہیں۔^①

① ایضاح الدلالہ فی عموم الرسالہ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ”قرآن و سنت سے جنات کا وجود ثابت ہے نیز امت کے سلف صالحین کا بھی اس پر اتفاق ہے اسی طرح علمائے اہل سنت کا اتفاق اس بات پر بھی ہے کہ جنات بدن انسانی میں داخل ہو سکتے ہیں اور غور و فکر اور تدبر کرنے والے انسان کے لئے یہ ایک محسوس و مشاہد چیز ہے۔“

شیخ عبدالعزیز ابن باز رحمۃ اللہ علیہ مفتی سعودی عرب نے اپنی کتاب (ایضاح الحق فی دخول الجنی فی الانسی والرذلی من انکر ذلک) میں کتاب و سنت کے دلائل ذکر کرنے کے بعد لکھا اور اجماع امت سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جنات بدن انسانی میں نہ صرف داخل ہو سکتے ہیں بلکہ اسے بے ہوش بھی کر سکتے ہیں تو اپنے آپ کو عالم کہنے والے کے لئے یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ اس بات کا انکار بغیر علم و دلیل کے کرے بلکہ وہ تو اہل بدعت کی تقلید میں ایسے کرتا ہے جو اہل سنت و جماعت کے مخالف ہیں۔ لہذا اللہ ہی ہمارا مددگار ہے اور اس کی توفیق کے بغیر کوئی نیکی ہم نہیں کر سکتے۔ اور اس کی قوت حقیقی کے بغیر ہم کسی برائی سے بچ نہیں سکتے۔

دورے کی اقسام

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ^① نے کہا کہ میرے نزدیک دورے کی دو قسمیں ہیں:

① زمینی خبیث ارواح کی وجہ سے دورہ۔

② ردی اخلاط کی وجہ سے دورہ اور یہی وہ دورہ ہے جس کے متعلق اطباء مغز کھاتے

ہیں اور علاج بھی تجویز کرتے ہیں۔

① روحانی دورہ (جنات کی کارستانی):

یہ جناتی مرگی ہے۔ ماڈرن اطباء اس قسم کا اعتراف کرتے ہیں بلکہ ان کے اکابرین

و عقلاء نے اس کو حقیقت مانا ہے لیکن علاج کرنے سے اپنے بجز کا اظہار کیا ہے۔

بقراط نے عضوی دورے کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ علاج اس دورے میں

فائدہ دیتا ہے جس کا سبب اخلاط اور ردی مواد ہوں لیکن جس دورے کا سبب ارواح ہوں اس میں یہ علاج فائدہ نہیں دیتا۔ نیز دیگر حکماء کا بیان ہے کہ خبیث و شریر روحوں کا مقابلہ شریف و پاک روحوں کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے تب اثرات بدزائل ہو جاتے ہیں۔

تاہم بعض منکرین روحانی دوروں کا کلی طور پر انکار کرتے ہیں نیز وہ اس بات پر بھی مصر ہیں کہ کوئی خارجی روح بدن مریض پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ لیکن ان کا یہ دعویٰ دلیل سے خالی ہے۔ مگر نہ طب جدید میں کوئی ایسا ذریعہ نہیں جو اس قول کی تردید کر سکے اور حواس پر دورے کا وجود اس کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ البتہ جس قسم کا علاج طب جدید میں مذکور ہے وہ دورے کی بعض اقسام پر صادق آتی ہے لیکن تمام پر صادق نہیں آتی۔

اطباء متقدمین اس دورے کا نام الھی دورہ رکھتے تھے اور انہوں نے یہ اعتراف بھی کیا ہے کہ یہ دورہ ارواح کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لیکن جالینوس نے درج بالا قول کی یوں تاویل کی ہے کہ انہوں نے اس کا نام دورہ الھی اس لئے رکھا کہ اس کا اثر دماغ پر ہوتا ہے۔ چونکہ دماغ جسم کا ایک خاص جزو ہے جہاں تصور الھی محفوظ ہوتا ہے۔^①

لیکن یہ تاویل انہوں نے ارواح کے متعلق معلومات سے جہالت کی وجہ سے کی ہے بعض اطباء جدید نے صرف ردی اخلاط اور ردی مواد والے دورے کا اعتراف کیا ہے اور کسی قسم کے دوسرے دورے سے کلی طور پر انکار کیا ہے۔

جس انسان کے پاس عقل سلیم ہے اور وہ ارواح کی تاثیرات کا علم بھی رکھتا ہے وہ ایسے احمقانہ دعووں پر ہنستا ہے اور ان کی کم عقلی کا رونا روتا ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کے دورے کے اسباب کیا ہیں؟

پہلی قسم (جناتی دورے کے اسباب) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس قسم کے اسباب یوں ذکر کرتے ہیں۔^②

① آج کل کے اطباء اس دورے کو دورہ کاذب کہتے ہیں لیکن جن اطباء نے حقیقت کا مشاہدہ کر لیا وہ اعتراف کرتے ہیں کہ یہ روحانی دورہ جنات کے سبب سے ہے۔

② جناتی دورے کی چار اقسام ہیں: ① کلی دورہ: جنات مریض کے سارے جسم پر قبضہ کر کے مسلسل ←

اکثر و بیشتر حالات میں یہ دورہ جنات کے انسانوں کے ساتھ بغض و عداوت اور ظلم و زیادتی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مثلاً کبھی کوئی انسان لاعلمی میں جنوں کو کوئی تکلیف پہنچا دیتا ہے لیکن جنوں کے گمان کے مطابق انسان نے یہ تکلیف انہیں قصداً پہنچائی ہوتی ہے یا تو کسی جن پر انسان پیشاب کر دیتا ہے یا ان پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دیتا ہے۔ یا ان میں سے کسی کو قتل کر دیتا ہے حالانکہ انسانوں کو ان میں سے کسی بات کا علم نہیں ہوتا۔ تاہم جنات کی فطرت ہی ظلم و زیادتی ہے اس لئے اپنے ساتھ ہونے والی معمولی زیادتی کی بھی بہت سخت سزا دیتے ہیں۔ اور بعض اوقات یہ سزا فقط ہنسی مذاق اور کھیل کود کی نیت سے وہ دیتے ہیں جیسے بعض احمق انسان اپنے بھائیوں کو ستا کر خوش ہوتے ہیں۔

ہمارے لئے یہ ممکن ہے کہ جناتی دورے کے اسباب کا خلاصہ یہاں پیش کریں:

① جن کسی عورت پر عاشق ہو جائے یا کوئی جنسی کسی مرد کو پسند کر لے۔

② انسان جہالت کی وجہ سے جنات پر ظلم کرے مثلاً جنات پر کھولتا ہوا پانی ڈال دے یا خود اونچی جگہ سے ان پر چھلانگ لگا دے یا کسی سوراخ میں پیشاب وغیرہ کر دے۔

③ بغیر کسی سبب کے جنات انسان کو نقصان پہنچائیں اور یہ چیز کسی جن کے لئے اس وقت تک ممکن نہیں ہوتی جب تک انسان کسی معصیت الہی یا مخالفت شرعی کا مرتکب نہ ہو یا غیر اللہ سے شدید خوف نہ کھا بیٹھے یا ایسے غصہ کی حالت میں نہ ہو جس سے اللہ اور رسول اللہ نے اسے منع کیا ہے۔

④ جادو: کسی جن کے ذمہ یہ کام لگا دیا جائے کہ وہ فلاں انسان کو تباہ و برباد کر ڈالے۔ جو نبی جن کو کوئی ایسا موقع ملے گا کہ انسان کے بدن میں داخل ہو جائے وہ فوراً ایسے موقع سے فائدہ اٹھا کر اس پر دورہ کی حالت طاری کر دے گا۔

← تشنجی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔

⑤ جڑی دورہ: جن صرف ایک عضو جیسے بازو، ٹانگ یا زبان پر قبضہ کرتا ہے۔

⑥ دائمی دورہ: جن طویل مدت تک جسم پر قابض رہتا ہے۔

⑦ عارضی دورہ: یہ چند لمحات پر مشتمل ہوتا ہے جیسے شیطانی خواب یا نیند میں سینے کی گھٹن

⑧ جادو ایسی ثابت شدہ حقیقت ہے کہ کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب ←

پہلی قسم (جناتی دورہ) کی علامات: اس قسم کی دو حالتیں ہیں:

۱ نیند کی علامات

۲ بیداری کی علامات

نیند کی علامات:

۱ بے خوابی: رات کے وقت نیند کی حالت میں بار بار بے خوابی کی کیفیت طاری ہوتی ہے یا پھر مریض سونے کی طاقت نہیں رکھتا یا اتنی مدت سونے پر قادر نہیں رہتا جتنی مدت اس کو سونا چاہئے۔

بے خوابی کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم کی بے خوابی ایسے انسان پر طاری ہوتی ہے جو نہ بیمار ہوتا ہے اور نہ اسے کوئی تھکاوٹ یا پریشانی ہوتی ہے۔ ایسی بے خوابی شیطان کے زیر اثر ہوتی ہے کیونکہ انسان کو بے خوابی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس قسم کا علاج مسنون دم کے ذریعے ہوتا ہے جو مریض ایسی بے خوابی میں مبتلا ہوتا ہے وہ یوں کہے:

((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمْزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونَ))

← قرآن مجید میں تقریباً ساٹھ بار اس کا ذکر کیا ہے۔

آخر میں دو مکمل اور مکرم سورتیں۔ الغلق اور الناس نازل فرمائیں تاکہ یہ دونوں سورتیں اس آزمائش اور اس مصیبت کے لئے شفاء اور تریاق بن جائیں اور اس مصیبت کے مقابلہ میں مضبوط قلعہ بھی بن جائیں۔

جادو کا سب سے بہترین علاج الہی دعائیں ہیں کیونکہ جادو دراصل ارواح خبیثہ کی تاثیر کا دوسرا نام ہے اور ایسی تاثیر بد ایسی ہی ادویہ سے رفع ہو سکتی ہے اور وہ آیات مبارکہ اور اذکار مسنونہ ہیں اور وہ دعائیں جو جادو کا اثر باطل کریں اور یہ علاج جتنا مضبوط اور طاقتور ہوگا اس کی تاثیر جادو زائل کرنے میں اتنی ہی زبردست ہوگی انسانی دل جب اللہ کے ذکر اطہر سے منور ہو اور ذکر الہی قلب انسانی کو ڈھانچے ہوئے ہو اور وہ اوقات مسنونہ میں دعائیں اذکار اور تعوذات کو اپنا ورد بنالے حتیٰ کہ اس کے دل اور زبان میں مکمل ہم آہنگی اور مطابقت ہو تو یہی حالت انسانی جادو زائل کرنے کا سب سے عظیم ذریعہ علاج ہے بلکہ جادو سے محفوظ رہنے کا سب سے بڑا اطمینان ہے۔

مرکز کا علاج جات

”اے اللہ میں تیرے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں اللہ کی ناراضگی اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور ان کے حاضر ہونے سے“۔

یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے اور امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ البتہ بے خوابی کی دوسری قسم وہ ہے جو معروف اسباب و علامات کی وجہ سے انسان کو لاحق ہوتی ہے۔ مثلاً: جسمانی امراض یا نفسیاتی دباؤ یا گازیوں اور کشاپوں، ٹیلی ویژن اور ٹیپ ریکارڈ رنگ کے شور و غل اور کمپیوٹر کے ہیجان انگیز مناظر کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے یا نیند سے پہلے بیداری لانے والے مشروبات کا کثرت استعمال جیسے قبوہ، چائے اور کاکاؤ (افریقی قبوہ) جسے کافی کہتے ہیں یا حرام مشروبات کا استعمال جیسے الکل یا منشیات یا کام کے دوران زیادہ محنت و مشقت، یعنی کبھی دن کو اور کبھی رات کو کام کرنا پڑے۔^①

ان علامات کی وجہ سے بے خوابی کا علاج ان علامات سے دوری سے ہو سکتا ہے نیز ڈاکٹروں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسی بے خوابی سے درج ذیل طریقوں کے ذریعے شفاء حاصل ہو جاتی ہے: سونے سے پہلے نہانے سے، کیونکہ غسل سے دوران خون تیز ہو جاتا ہے جس سے بے خوابی گہری نیند میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

② بے خوابی کا مریض سونے سے پہلے ایک پیالہ گرم دودھ پی لے۔

③ گرم دودھ میں سفید شہد (صاف شہد) کا ایک چمچ ڈال کر اوپر سے آدھا لیٹروں نچوڑ کر پی لے۔

④ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ہم نے رات کو لباس بنایا اور دن کو معاش کے لئے بنایا) اس آیت کریمہ سے بتا چلتا ہے کہ رات کی نیند دن کی نیند کی طرح نہیں کیونکہ رات کی نیند کے بے شمار فوائد ہیں دن کی نیند کی نسبت اعضا، جسمانی رات کی نیند میں آرام پاتے ہیں۔ چونکہ دن میں ہر قسم کا شور و غوغا شدید روشنی وغیرہ کئی گنا زیادہ عصبانی نظام پر اثر کرتے ہیں جدید سائنسدانوں نے دماغ کا ایک حصہ (صنوبریہ) تلاش کیا ہے جو میلائین نامی رطوبت پیدا کرتا ہے جو بلا واسطہ نیند کے وظیفہ میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اندر سے اس رطوبت کو اضافی مقدار میں پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں جب کہ روشنی اندر سے کے برعکس اس کی پیداوار کم کرتی ہے۔

مرکز کا بیلاجناز

- ۴ بعض ڈاکٹر ظہر کے بعد ایک گولی وٹامن بی فورٹ لینے کی نصیحت کرتے ہیں۔
- ۵ جب معدہ کھانے سے پُر ہو تو سونے کے لئے بستر پر نہ جائے بلکہ رات کا کھانا سونے سے کم از کم تین گھنٹے پہلے کھالیں۔
- ۶ گرمی یا ٹھنڈک حاصل کرنے میں اسراف سے کام نہ لیا جائے نیز سونے کے کمرے کا درجہ حرارت معتدل رہنا چاہئے۔
- نیند کی حالت میں سینے پر شدید دباؤ اور ٹھٹھن کے لئے عربی میں ”کواہیں“ کا لفظ آیا ہے جس کا واحد کابوس آتا ہے۔ اور یہ وہ حالت ہے جس کو سونے والی رات کو محسوس کرتا ہے نیز کہا جاتا ہے کہ یہ حالت دورے سے پہلے ہوتی ہے۔ کسی ماہر لغت نے کہا ہے کہ یہ لفظ (کابوس) عربی کا نہیں بلکہ عربی میں اس حالت کو الفیدلان اور بارون اور جاٹوم سے تعبیر کرتے ہیں (سب الفاظ کے معانی ایک جیسے ہیں) کابوس کی دو قسمیں ہیں۔ عارضی کابوس اور بار بار ہونے والا کابوس۔

عارضی کابوس کے دو بنیادی اسباب ہیں۔ سانس کی نالی میں ایسی گیسیں بھر جاتی ہیں جو دماغ کی طرف چڑھتی ہیں یا نیند کی حالت میں اچانک ایک ہی بار وہ دماغ پر چڑھ دوڑتی ہیں نتیجتاً مریض کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کا جسم بوجھل ہو چکا ہے وہ حرکت کے قابل نہیں رہا اور یہ بوجھل پن اس کی زبان کو بھی متاثر کر رہا ہوتا ہے وہ بولنے پر قادر نہیں رہتا۔ نیز وہ شدید گھبراہٹ و بے چینی بھی محسوس کرتا ہے۔

یہ عضوی مرگی کی ابتدائی حالت ہے نیز نفسیاتی دباؤ کی وجہ سے بھی یہ حالت ظاہر

۱ روح بالا بدایات ڈاکٹر حسان شمسی پاشا کی کتاب (النوم والاراق والاحلام) سے رو بدل کے ساتھ نقل کی گئی ہیں۔ جدید طب نے بے خوابی کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حقیقی بے خوابی اور دوسری وہمی بے خوابی۔ اور جو ڈاکٹر بے خوابی کو وہمی کہتے ہیں ان کے نزدیک مریضوں نے کبھی نیند کا مزہ چکھا ہی نہیں۔ لیکن اس میدان میں مشکل یہ ہے کہ بے خوابی کے مریض نہایت اطمینان سے کہیں کہ ان کے اعضائی نظام کی ضرورت کے مطابق انہیں کافی دیر تک سونا نصیب ہو چکا (اس کے باوجود وہ بے خوابی کی شکایت کرتے ہیں لیکن ڈاکٹر ان کے متعلق کچھ نہیں کہہ پاتے) نیز وہ ذراؤنی تکلیف کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

ہوتی ہے۔

❧ دوسرا سبب درج ذیل دوائیں عادتاً لینا ہے:

❶ Reasrpine (ریزرپائین) ❷ Betablokess

❸ Levodopa (لیوڈوپا) ❹ بے سکونی کی ادویہ

❺ بے سکونی والی دواؤں کا استعمال اچانک چھوڑ دینا جیسے پالیوم وغیرہ

بار بار ہونے والے کابوس کا سبب وہ شیطان ہوتا ہے جو کسی انسان میں داخل ہو جاتا ہے اور اس پر اپنا تسلط قائم کر لیتا ہے اور اس کا علاج قرآن اور شرعی دم کے ذریعے ہوتا ہے۔ آنے والی فصول میں اس کا ذکر تفصیل سے آئے گا جب احادیث نبویہ کے ذریعہ دورے کے علاج کا ذکر ہوگا۔

بے خوابی کا تیسرا سبب رات کو ڈرنا:

یہ ڈرگھبراہٹ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ حدیث نبوی میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ایک مہینے کی مسافت سے رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی۔ (یعنی میرا دشمن مجھ سے ایک مہینے کی مسافت پر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں میرا رعب اور میری دہشت ڈال دیتا ہے۔) یہ علامات عارضی بھی ہوتی ہیں اور مسلسل بھی۔ مگر عارضی حالت بچوں پر ظاہر ہوتی ہے اور یہ ایک بار یا طویل وقفوں سے متعدد بار ہوتی ہے۔ بچہ اگر چہ نیند ہی میں ہوتا ہے لیکن اسے یہ لگتا ہے کہ شاید وہ نیند سے بیدار ہو چکا ہے۔ وہ نیند سے اٹھ کر بستر پر بیٹھ جاتا ہے اور مرعوب اور دہشت زدہ ہو کر رونے اور چیخنے لگتا ہے اور بعض حالات میں اپنے والدین کے کمرے کی طرف دوڑ پڑتا ہے وہ انہیں بتاتا ہے کہ اس نے کسی ڈراؤنی چیز کو دیکھا ہے۔

پھر بچہ نیند کی طبعی حالت پر سو جاتا ہے۔ جب اس کی طبیعت میں سکون آ جاتا ہے تو اپنی نیند کو مکمل کر لیتا ہے کابوس اور رات کے ڈرنے میں یہی ایک فرق ہے کیونکہ کابوس میں جب بچے کو افاقہ ہوتا ہے تو بلکہ اطمینان اور سکون کے بعد طبعی حالت کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ صبح ہوتے وقت بچے کو رات کے پیش آمدہ حالات کے متعلق کچھ علم نہیں ہوتا۔ وہ ہر چیز

بھولے ہوئے ہوتا ہے۔

عموماً رات کی یہ ڈراؤنی حالت بلوغت کے بعد ختم ہو جاتی ہے نیز بعض اوقات یہ مرض گھریلو نفسیاتی الجھنوں کی وجہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے مثلاً اس کی ماں کو طلاق مل جاتی ہے یا گھر میں اکثر اوقات جھگڑا و فساد رہتا ہے یا پھر گھر کا کوئی فرد بچے کو کسی من گھڑت افسانوی بلا سے ڈراتا ہے اور ہمیشہ بچے کو وہ بلا یاد کروائی جاتی ہے۔

میں نے کئی بچوں کو شکایت کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ ان کو مختلف انداز میں خوفزدہ کیا جاتا ہے۔ ان کو کہا جاتا ہے کہ تیرے پاس آج ابو خیس یا جملو لا یا بیچ یا کوئی بھوت آئے گا ایسی باتوں کا بچے کی شخصیت پر خصوصاً نیند کے دوران بہت برا اثر پڑتا ہے بلکہ بعض اوقات یہی باتیں بچے کو نفسیاتی طور پر تباہ کرنے کا باعث بن جاتی ہیں وہ جب وہشت ناک اور بحرمانہ کرداروں سے بھرپور فلموں کا مشاہدہ کرتا ہے جو موجودہ زمانے میں عالم اطفال کو بہت بڑی آزمائش میں مبتلا کرنے کا باعث ہیں اور بڑوں کو گمراہ کرنے کے بعد معصوم بچوں کو بھی ذہنی آوارگی میں ڈال رہی ہیں۔

◇ جرمنی کے فلمی و مطبوعات کے سسر بورڈ کے چیئرمین کا کہنا ہے والدین پر یہ چیز واجب ہے کہ وہ اپنی اولاد کو ان وحشی فلموں کا مشاہدہ نہ کرنے دیں لیکن یہ احتیاط اس طرح نہیں ہو سکتی کہ وہ خود بچوں کی نیند کے اوقات میں ان فلموں کا مشاہدہ کریں کیونکہ ان کے پاس پوشیدہ لذت آمیز عمل بچوں کی گمراہی کے لئے بہت بری اور بڑی مثال ہے۔

اسی لئے اس معاملے میں اہم چیز یہ ہے کہ بڑے بذات خود پہلے اپنے آپ کو ان غیر انسانی فلموں کی تماشائی بنی سے بچائیں جن میں زیادہ تر بحرمانہ ذہنیت رکھنے والے کردار اور عریانی، فحاشی، ذاکہ زنی اور قتل و زنا جیسے مناظر فلمائے جاتے ہیں جن کا خطرہ چھوٹوں اور بڑوں کے لئے برابر ہے۔

یہ علماء غرب کے اقوال پیش کئے گئے مقابلہ کیا علمائے مسلمین کے ایسے اقوال پیش کئے جاسکتے ہیں جن میں نبی و پیغمبروں اور قطب دار کھیلوں اور فحش و عریاں فلموں کی مذمت کی گئی ہو نیز گندے بول والے گانے کہ جنہوں نے آنے والی نسلوں کو اخلاقی طور پر تباہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور موجودہ زمانے تک اس بات کو اپنا فریضہ سمجھ کر وہ سرانجام دے رہے ہیں کہ ان سے اسلامی خاندانی نظام تباہ ہو چکا ہے چھوٹی اور بڑی سکرین اس بے حیائی کے کردار میں برابر کی شریک ہیں۔

تاہم جب کسی بالغ انسان کو زندگی میں پہلی بار رات کی نیند میں ڈراؤنی حالت پیش آئے تو اسے فوراً ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہئے تاکہ وہ اس کے دماغ کو کلینیکل معائنے کے ذریعے چیک کرے اور اس بات کا اطمینان کر لے کہ اسے عضوی مرگی کا مرض لاحق نہیں لیکن جب نیند میں ڈراؤنی حالت کا بار بار اعادہ ہو جیسے اسے کوئی خوفزدہ کر رہا ہو یا کوئی چیلنج دے رہا ہو تو یہ جنات کی علامت ہے اور اس چیز کا علاج قرآنی و نبوی دم اور دعاؤں سے ہو سکتا ہے اور عنقریب اس علاج کی تفصیل وہاں آئے گی جہاں نبوی دم کا ذکر ہوگا۔

﴿۴﴾ ڈراؤنے اور سہانے سننے:

علامہ ابن منظور افریقی لسان العرب میں لکھتے ہیں۔ روایہ اور حلم ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کو خوابیدہ انسان دیکھتا ہے لیکن روایہ کا اطلاق اچھی اور خوبصورت چیزوں کی رویت پر ہوگا اور حلم بری چیزوں کی رویت کے لئے خاص کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(اضغاث احلام) افسانوی سننے۔

تاہم دونوں لفظ دونوں معانی کے لئے مستعمل ہیں۔ اور حدیث میں ہے نیک خواب اللہ کی جانب سے ہوتا ہے اور سپنا شیطان کی طرف سے۔ صحیحین میں سیدنا ابوقادہ سے یہ حدیث مروی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”خواب کی تین قسمیں

ہیں“۔

① اللہ کی جانب سے خوشخبری

② نفسانی خیالات

③ شیطان کا ڈرانا

طب جدید نے خواب کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

﴿۵﴾ جو خواب پر سکون نیند کے دوران آئیں اور ایسے خواب انسانی زندگی سے بلا واسطہ

متعلق ہوتے ہیں نیز منطقی لحاظ سے ہر عقل سلیم ان کو مانتی ہے۔ اس قسم کے

① صحیح الجامع الصغیر نمبر ۲۵۲۳

خواب دماغ کے اگلے حصے میں موجود دماغی جھلی کی حرکات و افعال کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

میری رائے میں یہ وہی خواب ہیں جن کی طرف رسول اللہ ﷺ نے پہلی قسم میں اشارہ کیا ہے۔ (واللہ اعلم)

نیند کی ابتدائی حالت میں جو خواب آتے ہیں اور دل نظام تنفس اور آنکھوں کے عضلات کے علاوہ سارے جسم کے عضلات مکمل طور پر ڈھیلے ہوتے ہیں اور اپنے فرائض چھوڑ چکے ہوتے ہیں۔

ایسے خواب دماغ کے پچھلے حصے میں شدید قسم کے ہجماں کا نتیجہ ہوتے ہیں اس اصطلاح میں جالوں کا مجموعہ 'تشکیلہ' 'شکیہ' کہتے ہیں نیز اصل دماغ کے تفعلات (بونس کے نچلے طبقے کے خیالات و تصورات) کہتے ہیں۔

یہ خواب عموماً عجیب و غریب ہوتے ہیں نیز اختلاف مشاہدات اور مسوعات پر مبنی ہوتے ہیں۔ (دیکھو تصویر نمبر ۲) میری رائے میں طب جدید کی بیان کردہ دوسری قسم خواب کی دوسری اور تیسری قسم ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسی خوابوں میں شیطان ڈراؤنی چیزیں دکھا کر انسان کو خوف دلاتا ہے۔ مثلاً مختلف درندے جیسے کتے یا اژدھے دیکھتا ہے یا انسان اپنے آپ کو خطرناک رستے پر چلتا ہوا پائے یا ڈراؤنی اشکال والے انسان یا جن بھوت دیکھے۔ جیسے صحیح مسلم میں سیدنا جابر سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آ کر رسول اللہ ﷺ کو بتانے لگا کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کا سرکٹ گیا ہے اور وہ اس کے پیچھے جا رہا ہے، آپ ﷺ نے اسے فرمایا "اگر خواب میں شیطان تیرے ساتھ لھو و لعب کرے تو تو اس کی خبر کسی کو مت دے۔"

اور مسلم ہی کی روایت میں موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب شیطان خواب میں تمہارے ساتھ کھیل کود کرے تو لوگوں کو اس کی خبر مت دو۔ لہذا جب کوئی آدمی اپنی خواب میں ایسے درندے دیکھے جو اس کو چیرنا پھاڑنا چاہیں یا وہ ڈراؤنی

اشکال دیکھے یا دیکھے کہ بلندی سے وہ نیچے گرنے والا ہے تو اس طرح کی عام خواب دلیل ہے کہ اسپر کسی جن نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ اور ایسی حالت کا علاج قرآنی دم کے ساتھ کیا جاتا ہے جس کی تفصیل اس کتاب کی ساتویں فصل میں نبوی دم کے ضمن میں کی جائے گی۔ (ان شاء اللہ)

بیداری کی علامات:

- ① دورہ جسے اعصابی تشنج کہا جاتا ہے۔
- ② قرآنی آیات خصوصاً عذاب و عتاب والی آیات کے سننے سے سینے میں ٹھن ہوتا۔
- ③ ڈر کا احساس ہو۔ نیز دل کی دھڑکن تیز ہو جائے اور رونے اور چیخنے کی رغبت ہو
- ④ ذہنی آوارگی یا دائمی نسیان کا ہونا۔
- ⑤ رکاوٹیں۔ ذکر اللہ نماز نیز ہر قسم کی اطاعت الہی سے رکاوٹ یا کوئی بہانہ بنائے حالانکہ وہ پہلے ان اعمال کو پابندی سے ادا کرتا ہو لیکن ادائیگی کے وقت اب اسے مشقت کا احساس ہو۔
- ⑥ اگر کوئی انسان اپنے کسی عضو میں درد یا عرشہ محسوس کرے اور طب اس کے علاج سے عاجز آجائے اور کلینیکل ٹیسٹ میں وہ عضو صحیح و سلامت ہو مثلاً! عورت کی پیٹھ یا رحم میں درد ہو۔
- ⑦ چست و چالاک رہنے کے بعد اچانک سُست، کابل اور ٹکٹو بن جائے یا طبی طور پر عورت کے سارے اعضاء صحیح و سلامت ہونے کے باوجود اس کی ماہواری کے اندر دائمی اضطراب ہو۔
- ⑧ دائمی درد سر ① بشرطیکہ اس کا سبب دوسرے عضو میں درد نہ ہو مثلاً: آنکھ، کان، دانت

① عضوی درد سر اس درد سر کی طرح نہیں جس کا سبب جنات ہوں۔ عضوی درد سر کے سبب کا علاج کیا جائے گا یا طبی طریقے سے اس کا علاج کیا جائے گا۔ لیکن جناتی درد سر اللہ تعالیٰ کے حکم سے دم وغیرہ کے بعد اس وقت ٹھیک ہو جائے گا۔ جب مریض کے جسم سے جن نکل جائے گا۔



گلا وغیرہ یہ علامات عضوی مرگی والی علامات کے تشابہہ ضرور ہیں تاہم ان کے درمیان فرق تجربے اور تحقیق کے ذریعے ہو سکتا ہے۔

← عضوی درد سر اس درد کو کہتے ہیں جو کئی کی جانب ایک مرکز سے شروع ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ اس جانب چھا جاتا ہے نیز متاثرہ جانب سوج جاتی ہے اور وہاں دھڑکن سی محسوس ہوتی ہے اور مریض کا چہرہ خون سے خالی ہو جاتا ہے اور جسم کے کنارے (ہاتھ پاؤں) ٹھنڈے ہو جاتے ہیں، عین ممکن ہے کہ کئی کی شریان کی دھڑکن صاف محسوس ہو۔

علامہ ابن قیم جوزیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب زاد المعاد میں درد سر کی یوں تعریف کرتے ہیں سر کے بعض یا کل حصوں کے درد کو صداع کہتے ہیں۔ ان اقسام میں سے جو درد سر کے ایک جانب ہمیشہ رہے اسے درد شقیقہ کہتے ہیں اور اگر درد تمام سر میں ہمیشہ ہو تو اسے بیضہ اور خودہ (ذہال) کہتے ہیں مجاہد قفال کے وقت جو لوہے کا مہلٹ اپنے سر پر پہنتا ہے اسے خودہ اور بیضہ کہتے ہیں۔

بعض اوقات درد صرف سر کے پچھلے حصے میں ہوتا ہے یا صرف اگلے حصے میں ہوتا ہے۔ سواس کی اقسام بے شمار ہیں اور اسباب مختلف ہیں۔ دراصل درد سر۔ سر کی گرمی کا نتیجہ ہے اور ان گیسوں کا پھیلاؤ اس کا موجب ہے جو سر کے اندر سے نکلنا چاہتی ہیں لیکن نکلنے کا کوئی راستہ ان کو نہیں ملتا تو وہ سر کے اندر ہی گردش میں آ جاتی ہیں تب درد سر ہو جاتا ہے جس طرح چھالے کو دبایا جائے اور جو پیپ یا گندہ خون اس کے اندر ہو اس کو نکالنے کی کوشش کی جائے تو چھٹنے سے پہلے شدید درد ہوتا ہے۔ ہر رطوبت والی چیز کو جب دبایا جائے گا تو پہلی جگہ سے وسیع جگہ لینے کی کوشش کرتی ہے اس لئے جب یہ بخارات سارے سر میں گردش کرتے ہیں اور ان کے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہوتا تو اسے عربی میں صدر کہتے ہیں۔ (بہنور) ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اسباب صداع کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: درد سر کے کئی اسباب ہیں جن میں سے اہم یہ ہیں:

۱) اخلاط اربعہ (حرارت گرمی) بردت (سردی) بیوست (خشکی) رطوبت (ترسی) میں سے کسی ایک کا غلبہ ہو جائے۔

۲) معدہ میں زخم ہوں اور ان کے درم کی وجہ سے ان اعصاب کے ذریعے سر تک درد پہنچ جائے جو سر سے لے کر معدہ تک پھیلے ہوئے ہیں۔

۳) معدہ سے گندی ہوائیں سر کی طرف چڑھ جائیں تو اس سے بھی درد سر ہو جاتا ہے۔

۴) معدہ کی رگوں میں درم کی وجہ سے بھی درد سر ہو جاتا ہے کیونکہ دونوں کے درمیان اتصال موجود ہے۔

۵) معدہ کھانے سے پر ہو جائے کچھ تو ہضم ہو جائے لیکن کچھ وہیں متعفن ہو جائے تو اس کی سزا اندر کے

شیطانی دورے سے پرہیز کے طریقے:

❑ اللہ کے ذکر اور اس کی اطاعت پر دوام سے انسان جوں جوں اللہ تعالیٰ کے قریب

← درد کا باعث بن جاتی ہے اور اس کو جو تحمل کر دیتی ہے۔

۱) جماع کے بعد جسم خالی ہونے کی وجہ سے سر کی طرف گرم ہوا منجائش سے زیادہ چلی جاتی ہے۔

۲) تھے آنے اور استفراغ معدہ کے بعد بھی درد سر ہو جاتا ہے۔ یا تو بیوست غالب آجاتی ہے یا معدہ سے گیسوں کا چڑھاؤ دماغ کی طرف ہو جاتا ہے۔

۳) بعض اوقات سخت گرمی اور گرم لوکی وجہ سے بھی درد سر ہو جاتا ہے۔

۴) سخت سردی کی وجہ سے بھی درد سر ہو جاتا ہے کیونکہ بخارات سر کے اندر کثیف ہو جاتے ہیں اور خارج نہیں ہو سکتے۔

۵) بے خوابی اور کثرت بیداری سے بھی درد سر ہو سکتا ہے۔

۶) سر پر دباؤ یا زیادہ وزنی چیز اٹھانے کی وجہ سے بھی درد ہو جاتا ہے۔

۷) کثرت کلام کی وجہ سے بھی دماغی قوت کم ہو کر درد سر کا موجب بن سکتی ہے۔

۸) بے جا حرکات و فضول جسمانی ورزش کرنے سے بھی درد سر ہو جاتا ہے۔

۹) نفسیاتی پریشانی، غم، افسوس اور رُدی سوچ بچار سے بھی درد سر ہو سکتا ہے۔

۱۰) شدت بھوک بھی درد سر کا سبب بن جاتی ہے کیونکہ گیسوں کے کرنے کا کوئی کام نہیں رہتا وہ معدہ میں کثرت سے جمع ہو کر دماغ کی طرف چڑھنا شروع کر دیتی ہیں پھر درد شروع ہو جاتا ہے۔

۱۱) دماغ کی اندرونی جھلی میں درم کی وجہ سے درد سر ہو جاتا ہے اور مریض کو ایسے لگتا ہے گویا اس کے سر پر ہتھوڑے برس رہے ہیں۔

۱۲) شدت بخارات کی وجہ سے بھی درد سر ہو جاتا ہے کیونکہ سر میں بھی گرمی مشتعل ہو جاتی ہے۔

پھر علامہ صاحب درد شقیقہ کے اسباب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں (واللہ اعلم) درد شقیقہ کا سبب صرف اور صرف دماغ کی شریانوں میں جمع ہونے والا وہ مواد ہے جو معدہ سے ان میں آتا ہے یا دماغ کے اندر ہی سے پیدا ہوتا ہے اور سر کا جو پہلو کمزور ہوتا ہے وہ اس مواد کو قبول کر لیتا ہے پھر اسی طرف درد ہو جاتا ہے۔

اور وہ مواد یا تو گیسوں کا مجموعہ ہوتا ہے یا شدت حرارت یا شدت بردت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور اس کی خصوصی علامت دماغ کی شریانوں خصوصاً خون والی شریانوں کی پھڑ پھڑا ہٹ ہوتی ہے۔ جب سر کو کس کر

باندھ دیا جاتا ہے اور اضطرانی کیفیت کو سکون ملتا ہے تو درد بھی ٹھیک ہو جاتا ہے۔

←

ہوتا ہے توں توں شیطان سے دور ہوتا ہے۔

ہر کام سے پہلے بسم اللہ پڑھو خصوصاً درج ذیل مواقع پر ضرور پڑھو کھاتے اور پیتے وقت خواہ اپنے گھر میں ہوں یا کہیں مہمان ہوں۔ جب آپ اپنے یا کسی اور کے گھر میں داخل ہونے لگیں۔ بلندی سے چھلانگ لگاتے وقت اور زمین پر گرتے وقت بسم اللہ ضرور پڑھیں۔ جب کوئی گرم شئی جیسے کھولتا ہوا پانی وغیرہ یا کوئی بوجھل چیز زمین پر گرائیں۔ بیت الخلاء یا ویران یا اندھیری جگہوں اور وحشت ناک مقامات پر داخل ہوتے وقت بسم اللہ ضرور پڑھیں۔

اذکار مسنونہ مقررہ اوقات پر ضرور پڑھیں۔

ویران مقامات اور بیت الخلاء وغیرہ میں رونے اور چیخنے چلانے سے پرہیز نہایت ضروری ہے۔

گھروں میں موجود سانپوں کو اس وقت تک نہ قتل کیا جائے جب تک ان سے اللہ کے نام کا واسطہ دے کر نکلنے اور گھر چھوڑنے کا نہ کہہ لیا جائے۔

شیطان کی بانسریاں اور زنا کے داعی کو مت سنو (ساز و آواز)

ابو نعیم نے اپنی کتاب ”طب نبوی“ میں ذکر کیا ہے اس قسم کا درد رسول اللہ ﷺ کو بھی ہوتا تھا لہذا آپ ایک یا دو دن گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ اور اسی کتاب میں ہے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب کیا اور آپ کا سر پٹی سے بندھا ہوا تھا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ آپ ﷺ نے مرض الموت میں اپنے سر کو بیٹوں سے بندھا رکھا تھا اور فرماتے تھے ”ہائے میرا سر“ اور سر کو باندھنے سے درد شقیقہ اور دوسرے دردوں میں فائدہ ہوتا ہے۔

مصنف کتاب ہذا کی ایک کتاب بعنوان ”الجمالیۃ فی فضل المسلمۃ“ ہے۔

اس کا مطالعہ مفید ہے۔

صحیح مسلم میں سیدنا ابوسعید خدری رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ ”سنو لیہ جنات کی ایک قسم ہے جو کوئی اپنے گھر میں ان کو دیکھے تو تین بار انہیں وہ گھر چھوڑنے کا کہے اگر وہ چوٹی بار ظاہر ہوں پھر اس کو قتل کر دو کیونکہ وہ شیطان ہے اور گھر چھڑوانے سے یہ مراد ہے کہ اسے مخاطب کرو تو یہاں شدید خطرے میں ہے اگر تو پھر نظر آیا اور ہم تجھے تیرا بچھا کرنے یا نقصان پہنچانے پر مجبور ہو گئے تو پھر ہمیں ملامت نہ کرنا۔“

- ۷ عورتوں کی طرف دیکھنے سے مکمل پرہیز کیا جائے خصوصاً غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنا اور ان کے ساتھ تہائی میں ملنا خطرے سے خالی نہیں بلکہ حرام بھی ہے۔ کیونکہ وہ شیطان کے جال اور اس کے پھندے ہیں۔
- ۸ نماز باجماعت کی مسجد میں ادائیگی پر مداومت اور محافظت کرنا۔
- ۹ ویرانوں، کھنڈرات، بیابان اور قبرستان میں رہائش سے پرہیز کرنا اور اونٹ کے پاؤں میں اور طلوع غروب سورج کے وقت نماز سے پرہیز کرنا۔
- ۱۰ تنہا سفر کرنے سے مکمل پرہیز کریں اور ہر حالت میں قافلے بنا کر سفر کریں اور اگر تنہا سفر کرنا یا مکروہ مقامات پر جائے بغیر چارہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کریں اور آیات و ادعیہ، تحصینات و معوذات ضرور پڑھیں۔
- ۱۱ سوراخ یا دراڑ میں پیشاب ہرگز نہ کریں نیز ہڈی اور لید کے ساتھ استنجا بالکل نہ کریں۔
- ۱۲ رات کو سونے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے اسی طرح اذکار مسنونہ اور تحصینات کا ورد بھی ضروری ہے۔
- ۱۳ غیر نقصان دہ کتے یا بلی کو ہرگز تکلیف نہ دیں اور جب موذی جانور کو نقصان پہنچانے کا قصد کر لیں تو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور شیطان مردود سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ ضرور طلب کر لیں۔^①
- ۱۴ گناہوں سے اجتناب کریں کیونکہ گناہ اللہ سے دوری اور شیطان کے قرب کا سبب ہیں۔

۵ جناتی دورے والے مریض کا علاج: ②

ایسے مریض کا علاج دو پہلوؤں سے ہوتا ہے۔

- ① فضل استعاذہ میں مصنف کی ایک کتاب بعنوان "الخلاصۃ المستفادۃ فی التحصن بالاستعاذہ" دیکھیں۔
- ② زاد العاد لعلامہ ابن قیم الجوزیہ ج ۴ ص ۶۶

① مریض ② معالج

اول: مریض کے لئے ضروری ہے کہ وہ پر عزم ہو اور صدق دل سے ارواح کے مصور اور خالق کی طرف متوجہ ہو۔ ارادے و زبان کی موافقت کے ساتھ صحیح تعوذ طلب کیا جائے کیونکہ علاج کی یہ قسم دراصل ایک جنگ ہے اور جنگجو اپنے دشمن کا بھرپور مقابلہ اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک دو چیزیں اس کے پاس نہ ہوں:

① اس کا ہتھیار صحیح اور عمدہ ہو۔

② زور بازو اس کے پاس موجود ہو۔

لیکن جو نبی ان میں سے ایک چیز کی کمی ہوئی ہتھیار کارگر نہیں رہے گا اور جب یہ دونوں چیزیں معدوم ہو جائیں تو پھر کیا حال ہوگا؟

اگر مریض ہی کا دل توحید سے خالی ہو اور اس میں توکل، تقویٰ اور توجہ الی اللہ بالکل نہ پائی جائے تو گویا اس کے پاس کوئی ہتھیار ہی نہیں۔

دوم: معالج کے پاس بھی مذکورہ بالا دونوں چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ بعض معالج تو صرف اتنا کہنے پر اکتفا کرتے ہیں: ”تُو اس انسان کے جسم سے نکل جا“ یا وہ یوں کہتے ہیں ”بِسْمِ اللّٰهِ“ یا ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ کہتے ہیں حالانکہ رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے: ”اے اللہ کے دشمن! تُو دفعہ ہو جا۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔“

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اپنے استاد شیخ (الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ) کو کئی بار دیکھا کہ وہ اپنے نائب کو جن والے مریض کے پاس بھیجتے تھے تاکہ وہ جن سے مخاطب ہو سکے۔ وہ وہاں جا کر کہتا: ”اے جن! تجھے میرے شیخ کا حکم ہے تو یہاں سے چلا جا۔ کیونکہ یہ تیرے لئے جائز نہیں۔ مریض کو فوراً افاقہ ہو جاتا اور بعض اوقات نائب اپنی طرف سے اسے مخاطب کرتا اور اگر جن سرکش ہوتا تو اسے مار دھاڑ کر وہاں سے نکلنے پر مجبور کرتا۔ جب مریض کو افاقہ ہو جاتا تو اسے درد کا کوئی احساس نہ ہوتا تھا۔ یہ معاملات ہم نے دیگر لوگوں کے ساتھ کئی بار دیکھے۔ وہ عموماً مریض کے کان میں یہ آیت تلاوت کرتے تھے:

﴿ أَفَحَسِبْتُمْ أَننَا خَالِفُنَاكُمْ عَشِيبًا وَقَأَتْنَا كَذِبًا لَا تَرْجِعُونَ ﴾

(مومنون : ۲۳ / ۱۱۵)

”کیا تم نے یہ گمان کر لیا کہ ہم نے تمہیں بے فائدہ پیدا کیا اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے۔“

میرے شیخ نے مجھے بتایا کہ اس نے ایک بار مریض کے کان میں یہ آیت پڑھی تو جن نے آواز کھینچ کر ”نعم“ کہا فوراً میں نے لائٹی اٹھائی اور اس کی گردن کی رگوں پر زور سے ماری اور بار بار لائٹی مارنے سے میرے ہاتھ تھک گئے۔ اور ناظرین کو کوئی شک نہیں رہا کہ مضروب مر جائے گا مار کھانے کے دوران اس جن نے کہا کہ ”مجھے اس سے محبت ہے۔“ میں نے اس کو کہا کہ ”وہ مریض تجھ سے محبت نہیں کرتا۔“ جفنی کہنے لگی ”میں اس کے ہمراہ حج کرنا چاہتی ہوں“ میں نے اسے کہا: ”وہ نہیں چاہتا کہ تیرے ساتھ حج کرے۔“ پھر اس نے کہا: ”میں تیری شرافت و عظمت کی وجہ سے اسے چھوڑتی ہوں۔“ میں نے کہا: ”نہیں لیکن اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہوئے تو اسے چھوڑ دے۔“ تو بولی: ”اچھا میں جاری ہوں۔“ فوراً مریض بیٹھ کر دائیں بائیں دیکھنے لگا کہ میں شیخ کے پاس کیسے لایا گیا ہوں؟ لوگوں نے اس سے پوچھا تم نے جو مار کھائی ہے اس کی بابت کچھ نہیں کہتے؟ اس نے پوچھا جب میرا گناہ ہی کوئی نہیں تو شیخ صاحب مجھے کیوں ماریں گے؟ اسے کچھ شعور اور علم نہیں تھا کہ واقعی اسے مار پڑی ہے۔ ہمارے استاد آیت الکرسی کے ساتھ علاج کیا کرتے تھے۔ وہ مریض پر کثرت سے آیت الکرسی پڑھنے کی تلقین کرتے تھے نیز معوذتین بھی پڑھنے کا کہا کرتے تھے۔ خلاصہ بحث یہ ہوا کہ یہ مرض دورے کی قسم سے ہے۔ اور اس کے علاج سے صرف کم علم و کم عقل و فہم ہی انکار کرتا ہے اور جن لوگوں پر ارواح خبیثہ کا تسلط ہوتا ہے وہ اکثر خود ان پڑھ اپنے دین سے بے بہرہ ہوتے ہیں اور ان کے دل اور زبانیں ذکر الہی معوذات اور تحصینات نبویہ و ایمانیہ سے بالکل خالی ہوتے ہیں۔ تو ارواح خبیثہ ایسے آدمی پر مسلط ہوتی ہیں جو نہتا (غیر مسلح) ہو یعنی ہتھیاروں سے خالی ہو اور بعض اوقات وہ رنگا ہو جائے تب بھی ارواح خبیثہ اس پر تسلط جماتی ہیں۔

مرکز اصلاحات

۱۰۴

اور اگر آپ آنکھوں سے پردے ہٹا کر دیکھیں کہ اکثر و بیشتر نفوس بشر یہ انہی ارواح خبیثہ کے تسلط اور قید میں ہیں اور ایسی ارواح کے مکمل کنٹرول میں ہیں وہ انہیں جہاں چاہیں لے جاتی ہیں وہ نہ تو ان سے آزاد ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی مرضی کی خلاف ورزی کر سکتے ہیں بلکہ جب وہ ارواح خبیثہ اس کو چھوڑتی ہیں تو ان کی عدم موجودگی سے بے ہوشی اس مریض پر طاری ہو جاتی ہے تب پتہ چلتا ہے کہ اس پر جن نے بے ہوشی مسلط کی ہوئی تھی۔ ”اللہ مدد کرنے والا ہے“۔ ایسی بے ہوشی کا علاج عقل صحیح کے ساتھ ساتھ اللہ کے رسولوں کی لائی ہوئی شریعتوں کے ساتھ ایمان کے ذریعے ہوتا ہے۔ اور یہ کہ جنت اور دوزخ ہر وقت اس کی آنکھوں کے سامنے اور اس کے دل کا قبلہ بن جائیں۔ وہ اہل دنیا کو اپنے سامنے آفات اور مصائب میں گرفتار دیکھتا ہے اور ان آفات کو بارش کی طرح ان کے گھروں میں برستا ہوا دیکھتا ہے اور ان کی یہ حالت ہے کہ وہ دائمی بے ہوش ہیں، کبھی ان کو افاقہ نہیں ہوتا تو یہ بے ہوشی کتنی شدید مرض ہے؟ لیکن جب بلاؤں اور آزمائشوں نے سب کو گھیر لیا حتیٰ کہ جس کو دیکھو وہ اسی مرض (الصرع) مرگی میں مبتلا نظر آتا ہے، تو عقل صحیح والوں نے بھی اپنے تعجب پر اصرار نہیں کیا بلکہ بے ہوشوں کی کثرت کی وجہ سے اس بے ہوشی کا انکار کرنے والا غلط کہلایا جانے لگے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی چاہتا ہے تو اسے ہوش میں لے آتا ہے وہ اپنے دائیں بائیں دنیا داروں کو (دور سے) بے ہوش دیکھتا ہے، اگرچہ ان کے مختلف حالات ہوتے ہیں، کچھ تو مکمل بے ہوش ہوتے ہیں اور ان میں سے کچھ تھوڑی دیر کے لئے ہوش میں آتے ہیں پھر اپنی بے ہوشی کی طرف لوٹ جاتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو کبھی تو ہوش میں رہتے ہیں اور کبھی بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ جب ہوش میں ہوتے ہیں تو صاحب عقل و خرد والے کام کرتے ہیں لیکن پھر ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے وہ پہلی طرح حیران و پریشان ہو جاتے ہیں۔

قسم دوم: پیدائشی مرگی یہ اخلاط اربعہ میں سے کسی ایک کے غلبہ کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ ایک ایسی علت ہے جو نفسیاتی اعضاء کو ان کی ذمہ داریاں پوری طرح ادا کرنے سے روک

دیتی ہے اور اس کا سبب وہ غلیظ لیس دار مادہ ہوتا ہے جو دماغ کے اندر خروج کے رستوں کو بند کر دیتا ہے لیکن یہ بندش نامکمل ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ بندش دماغ تک احساس اور حرکت کو نہیں پہنچنے دیتی لیکن دیگر اعضاء میں احساس اور حرکت بغیر انقطاع کے مکمل طور پر پہنچتے ہیں۔

بعض اوقات یہ عضوی مرگی دیگر اسباب کی وجہ سے بھی ہوتی ہے جیسے:

متعفن گیس دماغی مخرج میں بند ہو جاتی ہے

یا دیگر اعضاء سے ردی بخارات دماغ کی طرف چڑھتے ہیں

یا جب دماغ کسی تکلیف دہ چیز کو خارج کرنا چاہتا ہے تو لیس دار کیفیت کی وجہ سے

منقبض ہو جاتا ہے۔

نتیجتاً سب اعضاء میں تشنج کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے پھر انسان کھڑا نہیں رہ سکتا اور گر پڑتا ہے اور غالب حالات میں اس کے منہ سے جھاگ نکلتی ہے اور یہ علت امراض حادہ میں شمار ہوتی ہے کیونکہ خصوصی طور پر یہ نامناسب اوقات میں ہوتی ہے اس کی بعض اقسام امراض مزمنہ میں شمار ہوتی ہیں کیونکہ ایسے حالات میں طویل دورانیہ کا دورہ ہوتا ہے اور مریض بمشکل ہی شفاء پاتا ہے۔ خاص طور پر جب مریض کی عمر پچیسویں سال سے بڑھ جائے تو یہ علت ایسے مریضوں کے دماغ میں بلکہ دماغ کے جوہر میں موجود ہوتی ہے اور ایسے مریضوں کی مرگی دائمی وابدی ہوتی ہے۔

بقراط نے کہا: ”ایسے مریضوں کی مرگی ان کی موت تک باقی رہتی ہے“۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو ہم اس صحابیہ رضی اللہ عنہا کے متعلق کہہ سکتے ہیں کہ جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ کو بتلایا کہ اسے دورہ پڑتا ہے اور وہ بے لباس ہو جاتی ہے کہ یہ دورہ عضوی تھا۔ (اور عین ممکن ہے کہ یہ دورہ شیطان کے سبب سے ہو) تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ وعدہ کیا کہ اگر وہ اس تکلیف پر صبر کرے گی تو اسے جنت میں جانے کی ضمانت دیتا ہوں اور آپ ﷺ نے اس کے لئے دعاء کی کہ وہ بے لباس نہ ہونے پائے“ تو گویا آپ ﷺ نے اسے صبر جنت اور شفاء کی دعا کے درمیان اختیار دیا کہ وہ جو چاہے اپنے لئے منتخب کر لے تو اس نے اپنے لئے صبر اور جنت کو اختیار کیا۔ اور اس واقعہ میں جنات کی

مرگ کی علامات

۱۰۶

تکلیف کا علاج دواؤں وغیرہ کو چھوڑ کر قرآنی اور نبوی دعاؤں کے ذریعے کروانے کی ترغیب ملتی ہے کیونکہ اللہ کی جانب توجہ مبذول کرنے سے وہ کچھ حاصل ہو جاتا ہے جو ڈاکٹری علاج سے حاصل نہیں ہوتا۔ نیز توجہ الی اللہ کی تاثیر انسانی بدن اور روح دونوں پر بہت زیادہ کارآمد اور پُراثر ہوتی ہے جبکہ دوائیاں صرف انسانی بدن پر نہایت قلیل اثر کرتی ہیں۔ یہ مشاہدات ہم نے اور ہمارے زمانے کے عقلاء اور اطباء نے بکثرت کئے ہیں اور وہ سب اطباء اس بات کے معترف ہیں کہ نفسانی قوی اور ان کے انفعالات اور امراض کی شفاء میں بہت بڑے بڑے عجائب پائے جاتے ہیں۔ نیز صنعت طب کو سب سے زیادہ نقصان زندگی و طہذ کینے اور جاہل ڈاکٹروں نے ہی پہنچایا۔ (واللہ اعلم)

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام حسن کے بعد میں اپنے ایک معاصر ڈاکٹر نیل بن سلیم ماء البارد کا وہ کلام نقل کرتا ہوں جو انہوں نے مرگی کے مرض کے متعلق کیا ہے اور وہ دماغی اور اعصابی سرجری کے ایڈوائزر ہیں، حمد و صلاۃ کے بعد وہ کہتے ہیں:

میرے سینے کی ٹھنڈک کا باعث یہ تعاون ہے جس کے ذریعے میں اس متواضع کتاب میں اپنی تحقیق ذکر کر رہا ہوں تو اللہ کی توفیق سے میں کہنا چاہتا ہوں کہ مرگی یا تشنجی مرض دراصل غیر ارادی حرکات کے ساتھ ساتھ تشنجی حالت کا نام بھی ہے۔ بعض اوقات تو جسم کے تمام اطراف اور چہرے پر تشنج ظاہر ہوتا ہے لیکن بعض حالات میں بدن کے صرف ایک طرف بلکہ صرف ایک عضلے میں سکڑاؤ اور پھیلاؤ کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ بعض حالات میں مرگی کے ساتھ احساس بالکل معدوم ہو جاتا ہے اگرچہ یہ مدت مختصر ہوتی ہے بلکہ بعض دفعہ یہ مدت صرف ایک منٹ تک محدود ہوتی ہے۔

عضوی مرگی کے اسباب:

دماغ کے عصبی گرہ دار خلیوں میں پیدا ہونے والے اضطراب کی وجہ سے یہ مرض وجود میں آتی ہے اور یہی خلیات اپنی طبعی حالت میں معتدل اور محدود مقدار میں الیکٹرانٹی لہریں

مہیا کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ سبحانہ کے حکم سے انہی الیکٹرونی لہروں کے ذریعے مذکورہ غیبات احکام و اشارات وصول کرنے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یہ رستہ مقررہ عصبات سے ہوتا ہوا اہم دماغی حصوں سے گذر کر نخاع شوکی تک جا پہنچتا ہے لیکن ان خیلات میں مذکورہ بالا اضطراب کے وقت معتدل اور مقدار مقررہ کی بجائے نہایت بلند اور طاقتور الیکٹرونی لہریں پیدا ہوتی ہیں تب یہی بلند و بالا لہریں مذکورہ رستے سے گزرتے ہوئے نخاع شوکی کے رستے جب ان اعضاء کی طرف مذکورہ اشارے اور احکام منتقل کرتی ہیں اور ان اعضاء کو رب العالمین نے نہایت باریک بینی اور حکمت سے وجود بخشا ہے تاکہ ایک خاص ترتیب سے متوازن اشارے وصول کریں اور ان کے مطابق حرکت کریں۔ لیکن وہی اشارے جب مقررہ حد سے زیادہ سرعت اور طاقت کے ساتھ متعلقہ عضو تک پہنچتے ہیں تو متعلقہ عضو اشارات و احکامات کی قوت کے مطابق حرکت میں آجاتے ہیں چونکہ وہ حرکات یا تو حقیقی حرکات سے کوئی مناسبت نہیں رکھتیں لہذا وہ عضو نامناسب حرکات کی وجہ سے پھیل جاتا ہے یا سکڑ جاتا ہے۔ اسی کو طبی اصطلاح میں (Clonic) کہا جاتا ہے (تو تر اختلاجی) یا یہ حرکات ایک ہی شکل میں جاری رہنے والی حرکات ہوتی ہیں جس کی وجہ سے متعلقہ عضو یا اعضاء میں حد درجہ کی سکڑا ہٹ یا پھیلاؤ پیدا ہوتا ہے۔

اہم بات یہاں ذکر کرنے کی یہ ہے کہ مذکورہ بالا الیکٹرونی طاقتور لہریں مذکورہ بالا غیبات میں صرف اضطراب یا تکلیف کی حالت میں پیدا نہیں ہوتیں بلکہ کسی بھی انسان کے اندر مخصوص شروط اور مخصوص حالات کے وجود کے وقت پائی جاسکتی ہیں۔ جن کا ذکر کچھ دیر بعد کیا جائے گا۔

مرگی کی علامات و اسباب:

بے شمار اسباب و علامات کی موجودگی سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے لیکن ان اسباب میں اہم ترین سبب ورم دماغ ہے۔ پھر دماغ کی بیرونی جھلی کا متورم ہونا ہے یا جسے ہم حمی الشوکیہ بھی کہتے ہیں۔ پھر دماغ کا متورم ہونا ہے پھر دماغی تھیلیوں کا اپنی ڈیوٹی سے ہٹ جانا

بھی اس مرض کا سبب بن سکتا ہے۔ نیز ولادت کے وقت آکسیجن کی کمی دماغ کی اذیت کا باعث بنتی ہے یا دماغ کی طرف جانے والے خون کی کمی اس مرض کا سبب بنتی ہے۔ اسی طرح بعض موروثی امراض بھی اس مرض کا سبب بنتے ہیں۔ تاہم عضوی دورہ جو وقتاً فوقتاً آجاتا ہے اور مستقل مرگی نہ ہو تو یہ خون میں شوگر کی شدید قلت کا پتہ دیتی ہے۔ نیز مخصوص امراض کی وجہ سے ہائی بلڈ پریشر بھی عارضی دورے کا سبب ہوتا ہے۔ بچپن اور لڑکپن میں نشئیوں کی بڑی تعداد عارضی مرگی میں مبتلا رہتی ہے۔ ان سبب اسباب و علامات کے دریافت ہونے کے باوجود کچھ ایسے اسباب بھی ہیں جن کا صحیح پتہ چلانے پر ہم قادر نہیں اور ایسی مرگی کو ہم مجہول سبب والی مرگی کہتے ہیں۔

بعض حالات میں ایسی مرگی میں مبتلا مریضوں کو علاج قرآنی کے ذریعے شفاء پاتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ اور عنقریب اس کتاب کی چھٹی فصل میں اس موضوع پر بات کروں گا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ اس حقیر سی کاوش کو ہماری نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دے۔

عضوی مرگی کی اقسام:

مرگی اعظم: عمر کے تمام حصوں میں لاحق ہوتی ہے۔ درحقیقت یہ ان پے در پے متکرر حالتوں کا نام ہے جو اعضاء میں شدید سکڑاہٹ اور انفعال کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں۔ عموماً ان علامات کے ساتھ ہوش و حواس سے مریض مکمل طور پر بیگانہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اس بے ہوشی اور عدم ادراک کی مدت ایک منٹ تک بھی ہوتی ہے بلکہ اکثر اوقات اس دورے کے دوران مریض کی آنکھوں اور دیگر اعضاء پر شدید نیلا رنگ غالب آجاتا ہے اور یہ حالت نظام تنفس میں شدید صعوبت و تھقیق کی وجہ سے ہوتی ہے۔ نیز مریض اپنی زبان کو دانتوں میں شدت سے دبالیتا ہے اور غیر ارادی طور پر پیشاب کرتا ہے۔ اور بعض اوقات یہ حالات صرف ایک یا چند اعضاء مثلاً بازو یا پنڈلی یا ہتھیلی انگلیوں اور پاؤں میں ہی ہوتے ہیں۔ بلکہ کبھی کبھار ہاتھ پاؤں کے ایک ٹپھے یا چہرے کے کسی ایک ٹپھے میں یہ

تشجیات ظاہر ہوتے ہیں لیکن مندرجہ بالا وضاحت شدہ حالات میں سے کسی حالت میں بھی احساس مکمل طور پر غائب نہیں ہوتا۔

دوسرے درجے کی مرگی:

خصوصاً بچوں کو ہوتی ہے اور یہ عموماً جلدی جلدی اور غیر ارادی حرکات کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے اور اکثر اوقات اس حالت میں مریض کے چہرے یا جسم کے کسی حصے پر تشنج نہیں ہوتا نہ ہی احساس اور ادراک ختم ہوتا ہے۔ (اگرچہ بعض صورتوں میں چند سیکنڈوں کے لئے احساس ختم بھی ہو جاتا ہے) اگرچہ مرگی کی اور بھی کئی اقسام معلوم ہو چکی ہیں لیکن ان کی قلت کی وجہ سے اس مقام پر ہم انکا ذکر نہیں کرتے۔

بیشتر انواع جن کا ذکر نہیں کیا گیا:

(الف) احساس مضطرب ہو جائے: مثلاً منہ کا ذائقہ بدلا ہوا محسوس ہو یا ایسی بوناک میں جانے کا احساس ہوتا ہے جو درحقیقت موجود نہ ہو یا اس بات کا احساس ہو کہ عنقریب دورہ پڑنے والا ہے۔ مثلاً: آنکھوں کے آگے اندھیرا یا دل کی گھبراہٹ وغیرہ۔

(ب) دورے سے حواس میں اضطراب کا احساس ہونا مثلاً: دل کی دھڑکن میں زیادتی کا احساس ہو یا متلی ہو یا تھوک بہنے کا احساس ہو یا اچانک شدید بھوک کا احساس ہو یا اچانک پیشاب کرنے کی شدید حاجت ہو یا پیٹ میں اچانک درد اٹھے جو چند لمحات کے بعد ختم ہو جائے۔

(ج) نفسیاتی اضطراب: مثلاً اچانک احساس گم ہو جائے یا اچانک غصے یا غم یا شدید خوف یا ایجان میں مبتلا ہونے کا احساس ہو۔

مرگی کی مکمل تشخیص کا طریقہ:

اہم بات یہ ہے کہ مرگی کی تشخیص کے دو اہم ذریعے ہمارے پاس ہیں:

❧ دماغ کی الیکٹرونی الٹراسونوگرافی۔

❧ کمپیوٹرائزڈ دماغی نقشہ۔

(اس سے کمپیوٹر کے ذریعے دماغ کی تصویر مراد نہیں ہے) لیکن اچنبھے کی بات یہ ہے کہ تقریباً پچیس فیصد حالات میں دماغی الٹراسونوگرافی مرگی کی صورت میں بھی طبعی ہوتی ہے اور اصل سبب معلوم نہیں ہو سکتا۔ لہذا بعض لوگ ایسی حالتوں کو جنتی مرگی کہہ دیتے ہیں۔

طب کے ذریعے مرگی کا علاج کیسے کیا جائے؟

(الف) سب سے پہلے اگر ممکن ہو سکے تو اصل سبب کو دور کیا جائے مثلاً: ورم دماغ یا التهابات دماغ کو دور کیا جائے، دماغی تھیلیوں کی تصحیح کی جائے لیکن غیر جراحی حالات میں ہمیں درج ذیل طریقے سے علاج کرنا چاہئے:

(ب) دواؤں کے ذریعے علاج کرایا جائے۔ بیشتر دوائیں تشجات دماغی کو سکون پہنچاتی ہیں لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اگر عمر ختم نہ ہو جائے تو مریض ایسی دوائیں ختم ہی نہیں کر سکتا اور یہ حالت کئی سالوں تک رہتی ہے۔ اور اس سے چھٹکارا کسی طور ممکن ہی نہیں رہتا حالانکہ دماغی الٹراسونوکی ہر رپورٹ کے بعد ڈاکٹرز مریض کو مذکورہ دوا لینے سے منع کرتے ہیں اور ڈاکٹر عبدالکیم بن شوقی (جو مرگی کے متعلقہ اعصابی امراض کے ایڈوائزر ہیں) مرگی کی نشوونما کے متعلق کہتے ہیں:

حمد و صلاۃ و سلام کے بعد: یہ بات میرے لئے نہایت سعادت مندی کی ہے کہ میں قرآنی اور طبی علاج میں تعاون کے لئے اس بحث میں شریک ہو رہا ہوں۔ جب سے علوم انسانی اور خصوصاً علم طب کی تاریخ مرتب ہوئی شروع ہوئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک مرگی، ڈاکٹروں اور طبیوں اور عاملوں کے لئے ایک چیلنج اور ان کے درمیان ایک اختلافی مسئلہ بنی رہی۔ جب سے تاریخ انسانی کی ابتداء ہوئی، شاید ہی مرگی کے علاوہ کوئی مرض ہو جس پر اتنی وسیع تحقیق اور اتنا وسیع اختلاف سامنے آیا ہو چونکہ ہم یہاں پر صرف دو انتہائی پرکشش اور جاذبیت رکھنے والے نقطوں پر بحث کرنا چاہتے ہیں جو اسی مرض ”مرگی“

کے ارد گرد گھومتے ہیں۔

ملا بذات خود اس مرض کی علامات سے بحث کرنی مقصود ہے کیونکہ اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ مرگی کا مرض صرف ایک دورے کا نام ہے جس میں مریض زمین پر گر جاتا ہے اور خصوصاً سارے اعضاء میں تشنجی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے لیکن یہ خیال صرف انہی لوگوں تک محدود ہے جو مرگی میں مبتلا مریض کو دورے کی حالت میں پہلی بار دیکھیں لیکن یہ کوئی یقینی صورت حال نہیں ہے۔ بلکہ یہ ساری بیماری کا صرف ایک منظر ہے اور شاید یہی منظر لوگوں کو متوجہ کرنے کا سبب بنتا ہے لیکن بلا شک و شبہ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ یہ زیادہ خطرناک نہیں ہے۔

ملا دوسرا نقطہ یہ ہے کہ مرگی من حیث المرض شروع کیسے اور کہاں سے ہوتی؟

اس کا سادہ جواب یہ ہے کہ یہ دماغ کے ہیجان شدہ اعصابی خلیوں سے پیدا ہوتی ہے اور ہمیں یہ بات تو بخوبی معلوم ہو چکی ہے کہ انسانی دماغ میں اربوں خلیات موجود ہوتے ہیں اور یہ خلیات ایک دوسرے کے ساتھ لاتعداد عصباتی پٹھوں کے ذریعے ملتے ہیں بلکہ ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے ہر خلیے کے اندر سے ایک عصبہ نمودار ہوتا ہے تاکہ اسے قریبی خلیوں کے ساتھ ملا دے بلکہ جو بہت دور بھی ہوتے ہیں اور ہمیں یہ بات بھی بخوبی معلوم ہو چکی ہے کہ انسانی دماغ کے اندر ملنے والی بجلی کی دو لہجے اتنے بڑے ہندسوں تک پہنچ جاتی ہے کہ انسان جدید میکینالوجی حتیٰ کہ کمپیوٹر کے ذریعے بھی ان کو شمار نہیں کر سکتا اور اگر انسان اپنے دماغ کے تمام وظائف کی تعداد معلوم کرنا چاہے تو وہ ایک ایسے کمپیوٹر کا محتاج ہوگا کہ جس کا حجم زمین سے تین گنا ہو۔ لیکن پھر بھی انسان وہ کڑی نہیں تلاش کر سکے گا جو جامد مخلوقات سے زندہ مخلوقات کو جدا کرتی ہے اور زندہ مخلوقات میں سب سے مکمل مخلوق انسان ہی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کتنا پاک و برتر ہے جس نے ہر چیز کو نہایت احسن طریقے پر پیدا کیا۔

ابتدائے انسانیت میں جب انسان اس زمین کو سحر زدہ اور ارواح بد سے گھری ہوئی خیال کرتا تھا تو یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ وہ مرگی کو بھی لعنت کی کوئی قسم خیال کرتا۔ جو ایک

مرکز الاطباء

مسکین صورت انسان کی قربانی مانگتی ہو۔ اسی لئے انسان نے اس مرض کے علاج کے لئے شرکیہ تعویذ اور جادو ٹونے کا سہارا لیا اور شاید تاریخ انسانی میں مرگی کو بطور قابل علاج مرض سب سے پہلے بقراط - سنہ ۳۶۰ تا ۳۷۵ ق م) کے زمانے میں لیا گیا۔

اگرچہ ہمیں حمورابی کے مرتب کردہ صحت عامہ کے بنیادی قوانین (۲۰۸۰ ق م) میں مرگی کی حالتوں اور قاضی کے پاس جا کر اس کے متعلق گواہی دینے کی بابت معلومات ملتی ہیں اور عبرانی زبان کے قدماء کی کتابوں میں بھی اس مرض کی طرف اشارات ملتے ہیں لیکن بقراط نے سب سے پہلے اپنی کتاب اول میں ”مرض مقدس“ کے عنوان کے تحت مرگی کے اسباب و علامات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ مرض طبعی اسباب کی بنا پر دماغ سے شروع ہوتا ہے اور یہ کوئی مافوق الفطرت یا مافوق طبیعت یعنی مینافزکس چیز نہیں ہے۔ بقراط کے تفصیلی حالات دیگر مقامات پر ملتے ہیں نیز حکیم جالینوس کے زمانے (۲۰۱ تا ۱۳۱ ق م) میں یونان میں رومی اخلاط کا نظریہ پر دان چڑھا اور اس نظریہ کا منبع بھی بنفس نفس مدرسہ بقراط ہی ہے۔ کیونکہ اس نے بھی ان رومی اخلاط پر کلام کیا تھا جو باہر سے دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں یا دماغ کے اندر سے ہی فاسد مواد اس کو نقصان پہنچانے کا سبب بنتا ہے۔ اگرچہ اس مدرسہ قدیم کے بعض قوانین صحت غلط ثابت ہو چکے ہیں تاہم اس بات کا اقرار کئے بغیر چارہ نہیں کہ اس مرض کے معاملے میں ایک علمی اسلوب اختیار کیا گیا ہے جو بعد میں آنے والی نسلوں نے بھلا دیا اور قرون وسطیٰ میں ان کی تحریریں ایک مجرمانہ عمل سمجھا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جو کوئی ان کی تشہیر کرنا چاہتا اسے پھانسی پر لٹکا دیا جاتا۔ آخر کار تقریباً دو ہزار سال گزرنے کے بعد یعنی سترہویں اور اٹھارویں صدیوں کے شروع میں مرگی کے متعلق نئے سرے سے علمی تحقیقات شروع کی گئیں۔ اس جگہ پر ہم یہ بات لکھنا ضروری سمجھتے ہیں کہ دور جہالت میں جب یورپ پر کینیسا کا خوف طاری تھا تو مرگی کے مریضوں کو قید کیا جاتا اور بیڑیاں پہنا دی جاتیں اور دیگر مختلف طریقوں سے ان کو سزا دی جاتی اس غیر انسانی معاملے کی وجہ سے مرض میں مزید شدت آ جاتی۔ وہ نہ صرف قدیم بلکہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے موجودہ زمانے میں بھی نام نہاد عالمین جنات مرگی کے مریضوں کو مضبوط رسیوں اور زنجیروں میں جکڑ کر شدید زدو

کوب کرتے ہیں۔ (از مترجم: ظفر اقبال)

مرگی اور اسلام

جونہی تہذیب و تمدن کی اسلامی مشعل نے مشرق کو منور کیا تو اہل مشرق نے انسانیت کے آخری درجے تک مریضوں کے ساتھ اہتمام اور رعایت برتی خصوصاً مرگی کو طبعی علوم کے دائرہ میں نہ صرف شامل کیا بلکہ جادو اور کہانت و شعبدہ بازی سے بھی نکال باہر کیا جو اس وقت عقل یورپ پر چھا چکے تھے۔ لہذا ہمیں امام (رازی ۲۵ تا ۹۲۵ م) کی تصنیفات طبیہ میں مرگی کی علمی و تحقیقی مفصل تعریف ملتی ہے۔ نیز انہوں نے بڑے دورے اور ان عارضی دوروں کی بھی تفصیل بیان کی جو شدت بخار کی وجہ سے پڑ جاتے ہیں اور امام رازی کے افکار کی بنیاد جالینوس کا نظریہ اخلاط ردیہ ہے جو اس نے تقریباً ایک ہزار سال پہلے ایجاد کیا تھا کہ ”مرگی اس تشنج کے سبب پیدا ہوتی ہے جو سارے بدن کو پیش آتا ہے تاہم یہ دائمی نہیں ہوتا اور اس کی علامات جلدی غائب ہو جاتی ہیں یا تو اس مرض کا موجب خلط دماغ کے اندر ہی موجود ہوتا ہے اور معدہ کی مشارکت اس میں شامل ہوتی ہے یا کسی بھی دوسرے عضو سے یہ ردی خلط دماغ کی طرف چڑھتی ہے یقیناً مرگی کے بعض مریضوں کو ٹھنڈی اور جامد ہوا کی طرح کوئی چیز چھوتی ہے جو ہاتھ پاؤں یا کسی اور عضو سے دماغ کی طرف چڑھ جاتی ہے پھر مریض منہ کے بل گر پڑتا ہے“۔ ابن سینا (۹۸۰ تا ۱۰۳۷ م) نے مرگی کی یوں تشریح کی ”یہ مرض کسی عضو نفسی میں ہوتا ہے اور حس و حرکت اور توازن میں بھی عارضی خلل واقع ہو جاتا ہے نیز ابن سینا نے اس کا سبب دماغی سدہ بھی بیان کیا ہے۔

”مرگی ایک ایسی بیماری ہے جو اعضاء ربیہ کو حس و حرکت اور قیام سے ناکمل طور پر منع کرتی ہے اور اس کا سبب سدہ ہوتا ہے۔ اور عموماً تشنج کلی اس سدہ غیر کاملہ کے سبب ہوتا ہے جو دماغ کی سامنے والی جھلی کے اندر ہوتا ہے جو دماغ کے اندر حس و حرکت کے پہنچنے کو روک دیتا ہے۔ نتیجتاً دیگر جسمانی اعضاء میں بھی حرکت و حس ناکمل رہتی ہے تاہم مکمل طور پر منقطع نہیں ہو جاتی لیکن انسان صحیح طور پر کھڑا

نہیں رہ سکتا کیونکہ جزوی طور پر یہ حرکت وحس منقطع ہو جاتی ہے۔
 جالینوس کی تعلیمات مشرق و مغرب میں سولہویں صدی عیسوی کے نصف ثانی تک
 یونہی چھائی رہیں تب ہی ایک فرانسیسی سائنسدان چارلس لویو (۱۶۳۱-۱۶۸۳ م) نے یہ
 تحقیق پیش کی کہ:

تمام اقسام کی مرگی دماغ سے شروع ہوتی ہیں۔ اگرچہ ابتدائی علامات کسی اور عضو پر
 ہی ظاہر کیوں نہ ہوں اور یہ مرض دماغ کے ان خلیوں میں خلل کے سبب پیدا ہوتی ہے جو اس
 عضو کو غذا بہم پہنچاتے ہیں۔ پھر مزید سائنسی ترقی اور فزیالوجی (وظائف الاعضاء) میں پیش
 رفت کے سبب ۱۸۷۰ء ہالینج جاکس نامی نے سائنسدانوں اور محققین کو مرگی کی تحقیق کے
 لئے صحیح راستے پر لگایا۔ اس نے کہا ”مرگی دماغ کے اعصابی خلیات سے بھری ہوئی ایک
 مقررہ جھلی کے اندر ہیجان کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور اس جھلی کا حدود اور بعد مرض کی حالت
 اور علامات کو واضح کر سکتا ہے خواہ اس ہیجان کا سبب کچھ بھی کیوں نہ ہو جو بے شمار اسباب کی
 وجہ سے ہو سکتا ہے سارے تغیرات و علامات اسی مقررہ جھلی کے اندر ہوتی ہیں۔“

مرگی کی تشریح:

کسی بھی مرض کو سمجھنے کے لئے سب سے ضروری چیز اس کی تشریح (تعریف) ہی ہے
 اور مرگی کی تشریح ہمیشہ اختلاف کا سبب بنی رہی۔ آخر کار علماء و سائنسدان مرگی کی ایک واضح
 تعریف پر متفق ہو ہی گئے جس کی تفصیل یہاں ممکن ہے۔

”دماغی ذمہ داریوں میں شدید قسم کے عارضی اور اچانک خلل کا واقع ہونا اور
 خود بخود ٹھیک ہو جانے کو مرگی کہتے ہیں۔ بعض اوقات یہ عمل بار بار ہوتا ہے جس
 کی وجہ سے احساس و فہم متوازن نہیں رہتا۔ نیز حرکات، تصرفات اور اعصابی نظام
 کے وظائف بھی متاثر ہوتے ہیں۔“

ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ مرگی کے ساتھ بھی ہم ویسا معاملہ کریں اور اس کے
 لئے ویسی ہی تحقیق کریں جس طرح دیگر امراض کے ساتھ ہمارا معاملہ اور ہماری تحقیق ہوتی
 ہے۔ یعنی اس مرض کی تحقیق کے لئے اپنا وقت اور سرمایہ لگائیں۔

عضوی مرگی کی اقسام:

۱) **خلیاتی مرگی:** اس قسم کی مرگی اعصابی خلیوں سے کسی مخصوص خلیے میں ہجما انگیزی کا نتیجہ ہوتی ہے جو دماغ کے جوڑ کے ایک طرف ہوتا ہے جس کی وجہ سے ایسی علامات پیدا ہوتی ہیں جن کا مرکز خلیہ ہوتا ہے۔ نیز ہر جسمانی عضو دماغ کے ایک خاص حصے سے متعلق ہوتا ہے اور اس حصے سے اس عضو کے مسلسل وظائف اور حرکات متعلق ہوتی ہیں۔ اس قسم کی مرگی کو ہم درج ذیل انواع میں تقسیم کر سکتے ہیں:

مفرد خلیاتی مرگی: اس قسم میں مریض کے شعور میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا بلکہ مریض پر چند سیکنڈوں یا منٹوں میں اچانک بعض علامات ظاہر ہو جاتی ہیں اور اس میں درج ذیل حالتیں شامل ہوتی ہیں۔

حسی علامات: مثلاً اچانک دورہ پڑ جائے یا کسی عضو میں رعشہ آجائے بلکہ ایسی علامات بعض اوقات صرف حواس ظاہریہ (بصارت، سماعت، چکھنے یا سونگھنے) میں ہی ظاہر ہوتی ہیں۔ مریض کو چند ہیادینے والی روشنی نظر آتی ہے یا کوئی انوکھی آواز سنتا ہے یا عجیب و غریب بو یا ذائقہ کچھ وقت کے لئے محسوس کرتا ہے یا کوئی ایسا کام عادتاً اس سے صادر ہوتا ہے جس کا اس سے پہلے اس کو کوئی تجربہ نہیں ہوتا۔

حرکاتی علامات: مثلاً: کسی عضو میں تشنج و استرخاء جیسے چہرے، زبان، حبال صوتیہ (آواز پیدا کرنے والی شریانوں) کے پٹھوں میں تشنج یا استرخاء ظاہر ہوتا ہے۔

اعصابی نظام میں مستقل علامات: مثلاً اچانک آنٹوں میں مروڑ پڑ جائے یا چہرہ بے رنگ ہو جائے یا چہرہ شدید سرخ ہو جائے یا دل کی دھڑکن بہت تیز ہو جائے۔

نفسیاتی علامات: ایسی علامات بھی شعور میں کسی ظاہری نقص کے بغیر واقع ہوتی ہیں اگرچہ ان کا وقوع نادر ہے مثلاً یادداشت میں عارضی خلل پڑ جائے یا اچانک خوف طاری ہو جائے یا شدید غصہ آجائے۔ یہ سب کچھ بلا سبب ہوتا ہے یا کچھ لمحات کے لئے چیزوں کی شناخت ختم ہو جاتی ہے۔ نیز یہی علامت خفیف قسم کے ضعف جسمانی اور محسوس غم و پریشانی

کو بھی شامل ہے۔ (عربی عبارت میں حلاوش کا لفظ ہے جس کے بے شمار معانی ہیں۔)
 ۱ غم و پریشانی۔ ۲ شدید ضعف جسمانی ۳ خوراک بسیار کے باوجود جسم پر اس کا
 کوئی اثر نظر نہ آئے۔ ۴ شدید غصہ اور ہڈیاں وغیرہ۔

ب۔ مرکب خلیاتی مرگی:

اس قسم کی مرگی میں مریض کے شعور و احساس میں قدرے تغیر واقع ہو جاتا ہے تاہم مریض خود بخود مختلف حرکات کرتا ہے حالانکہ وہ پوری طرح ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتا ہے اور جب کچھ وقت کے بعد اسے آفاقد ہوتا ہے اور اسے معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑی دیر پہلے اس سے کچھ افعال سرزد ہوئے ہیں تو ان سے مکمل طور پر لاعلمی کا اظہار کرتا ہے۔ مثلاً دوسرے شہر کی طرف سفر کرنا۔ اور یہ کام نہایت خطرناک ہے کیونکہ اثناء سفر وہ اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو ایذا پہنچا سکتا ہے حالانکہ وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتا ہے اور یہ مرکب خلیاتی مرگی مفرد خلیاتی مرگی کی طرح اچانک ہی مریض کو دورہ ڈال دیتی ہے پھر دوسرے مرحلے میں انسان ہوش و حواس سے بیگانہ ہو جاتا ہے اور غیر ارادی طور پر افعال سرانجام دیتا ہے یا پھر ابتداء ہی میں احساس غائب ہو جاتا ہے۔

خلیاتی مرگی جو تدریجاً مرکب مرگی میں تبدیل ہو جاتی ہے اس قسم میں دماغ کی ایک جانب کے خلیہ سے ہیجان دوسری جانب کے خلیہ کی طرف منتقل ہو کر مفرد مرگی کو مرکب مرگی میں تبدیل کر دیتا ہے یہ عمل ان اعصاب کے ذریعہ مکمل ہوتا ہے جو شعور و احساس والے مقامات کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں تو اچانک مریض پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے اور وہ عمومی تشنجات کی حالت میں داخل ہو جاتا ہے۔

عام مرگی:

اس قسم میں ہیجان انگیز خلیہ گردن، دماغ یا اس کے اوپر دماغ کے وسطی مرکب حصے میں ہوتا ہے جس کے نتیجے میں الیکٹرانائی کرنٹ دماغی جوڑ تک پھیل جاتا ہے اس پھیلاؤ کے نتیجے میں دماغی جوڑ کے دونوں جانب حرکاتی علامات ظاہر ہوتی ہیں بلکہ وہ دونوں اطراف میں ایک دوسرے کے مماثل ہوتی ہیں۔ یہ عمومی مرگی کئی اقسام میں منقسم ہو جاتی ہے ذیل میں ہم اس

کا خلاصہ پیش کرتے ہیں:

بار بار ذہنی غیر حاضری:

بلکی مرگی بار بار ہونا۔ اس حالت میں مریض بار بار ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتا ہے۔ تاہم بے ہوشی کی مدت لمحہ بھر سے زیادہ نہیں ہوتی۔ پھر معمول کے مطابق ہوش میں آ جاتا ہے۔ کبھی کبھار اس بے ہوشی کے ساتھ آنکھ یا چہرہ کے عضلات میں پھڑپھڑاہٹ بھی ہوتی ہے۔ یا بازو کے عضلات میں رعشہ ہوتا ہے۔ اس مرگی کی خصوصی علامت یہ ہے کہ عموماً یہ بچوں کو لاحق ہوتی ہے اور دن میں متعدد مرتبہ ہوتی ہے۔ جس سے توجہ ادھر مبذول ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات دن میں سو بار یہ دورہ پڑتا ہے۔

بار بار ہیجان ہونا: (Myoclonic):

اس حالت میں اچانک ایک عضو یا پورے جسم میں زبردست ہیجان پیدا ہو جاتا ہے لیکن مدت مختصر ہوتی ہے اور اس حالت کی خصوصیت یہ ہے کہ ظاہری علامات کی وجہ سے اس میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً مریض کا آواز بلند کرنا یا تیز روشنیاں۔

مضطربانہ دورہ: (Clonic):

اگرچہ یہ ہیبت میں گذشتہ قسم کے ہی مشابہہ ہے البتہ اس حالت میں مرض نہایت شدید ہوتی ہے اور مریض زمین پر لوٹ پوٹ ہوتا ہے اور وہ شدید جسمانی اختلاج میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ زمین پر گر پڑتا ہے اور چونکہ اس حالت کا اثر تنفس پر ہوتا ہے۔ اس لئے مریض کارنگ نیلا ہو جاتا ہے اور وہ اپنی زبان پر شدت سے کانٹا ہے اور اپنے آپ پر ہی پیشاب کرنے لگتا ہے۔ مرگی کی تمام اقسام سے یہ بری قسم ہے۔

بار بار اکڑانا: (Tonic):

اس حالت میں جسم بار بار مکمل اکڑ جاتا ہے اور مریض لکڑی کی مانند ہو جاتا ہے۔ قطعاً کوئی حرکت نہیں کرتا بعد میں جسمانی اختلاج بھی ہو جاتا ہے۔ یعنی پہلے تو مریض اکڑ کر ایک تختی کی مانند ہوتا ہے پھر چند منٹوں کے بعد اس کے عضلات میں اختلاجی کیفیت طاری

ہو جاتی ہے اور وہ زمین پر گر پڑتا ہے۔ پھر چند منٹوں کے بعد وہ اپنی طبعی حالت پر لوٹنا شروع ہوتا ہے۔ اس کا سانس بحال ہو جاتا ہے۔ اصل رنگ بھی لوٹ آتا ہے اور ہوش و حواس بھی آہستہ آہستہ قائم ہو جاتے ہیں لیکن جسم کے سارے عضلات میں شدید درد محسوس کرتا ہے۔ کیونکہ کچھ دیر پہلے اس کا سارا جسم شدید مشقت سے گزرا ہوتا ہے۔

جسمانی ڈھیلا پن (Atonic):

اچانک مریض چند لمحات کے لئے تمام جسمانی عضلات میں استرخائی کیفیت محسوس کرتا ہے اور وہ زمین پر گر جاتا ہے لیکن وہ خود بخود کھڑا ہو جاتا ہے۔ تاہم وہ انتہائی خجالت زدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی یہ حالت لوگوں کے درمیان اور رستے کے وسط میں ہوتی ہے۔

متفرق حالت کی مرگی:

اس مرگی کی کوئی متعین شکل نہیں ہوتی۔ مثلاً بچوں کی مرگی۔ یا وہ حالت جس میں مریض تیز روشنی یا بلند آواز جیسے بجلی کی کڑک سن کر مرگی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور مرگی کی بعض اقسام ایسی بھی ہوتی ہیں جو کہ مخصوص چیز دیکھنے سے ظاہر ہوتی ہیں۔ اس کو انوکاسی مرگی کہتے ہیں اور اس کی بے شمار اقسام ہیں۔

مرگی کے اسباب اور تشخیص

ماضی میں بھی اعصابی خلیات میں ہیجان کے اسباب کو تلاش کرنے کے لئے بہت تحقیقات کی گئیں اور موجودہ زمانے میں بھی اور مستقبل میں بھی اس موضوع پر تحقیق ہوتی رہے گی۔ کہ جس ہیجان کی وجہ سے اعصابی نظام کے مختلف اجزاء متاثر ہو کر مرگی کا باعث بنتے ہیں۔ اور اعصابی خلیات (اعصابی ٹریفک) کے ذریعے بحالی ربط رکھتے ہیں۔ جو کہ کیمیائی میٹریل کے ذریعے بحال رہتی ہیں۔ اس میٹریل میں سے کچھ متحرک ہوتا ہے اور کچھ ساکن ہوتا ہے۔ لہذا مرگی کے متعلق یہ خیال ممکن ہے کہ وہ متحرک و ساکن مواد اور اعصابی آمد و رفت میں واقع ہونے والے عدم توازن کی وجہ سے ہو جاتی ہے۔ یعنی متحرک مواد کی زیادتی کی وجہ سے ساکن مواد کم ہو جاتا ہو یا ساکن مواد متحرک مواد کی نسبت زیادہ

پیدا ہو۔ بلکہ بعض اوقات مرگی کا سبب اعصابی خلیات میں حساسیت کا بڑھ جانا بھی ہو سکتا ہے جن کے نتیجے میں متحرک اعصابی مواد پیدا ہوتا ہے جو خلیہ ہی کی بناوٹ میں کسی خلل کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت میں پیدا ہونے والی مرگی کو بذات خود پیدا ہونے والی مرگی کہتے ہیں۔ البتہ لیبارٹریوں کی مہیا کردہ حالیہ سہولیات کے ذریعے جن اسباب کا پتہ چلایا جا سکتا ہے ان کو ہم ’عارضی مرگی‘ کا نام دے سکتے ہیں۔

بچوں کے اعصابی نظام میں پیدائشی عیوب

ولادت کے عیوب:

آکسیجن، شوگر، کیلشیم، سوڈیم، وٹامن ’ب‘ کی کمی نیز ان تمام امراض کی موجودگی جو ہارمونز کی پیدائش میں رکاوٹ کا سبب بنتے ہیں۔

سرکی چوٹیں۔

نظام عصبی کے ورم جیسے حمی شوکیہ اور حمی خبیہ۔

خون کی بیماریاں جن کی وجہ سے دماغ کی شریان یا ورید میں خون کا دباؤ کم یا زیادہ ہو جاتا ہے۔

جسمانی درجہ حرارت کا بلند ہو جانا۔

مردوں میں سابقہ اسباب کے ساتھ ساتھ درج ذیل اسباب کا اضافہ کر لیا جائے۔
سر اور دماغ کے ورم

ڈاکٹر کی نگرانی کے بغیر مضر اور منوم (انسٹیمیز یا) یا ان کے برعکس ادویات کا استعمال، دوران خون اور شریانوں کے وہ امراض جن کے ساتھ سیلان دم یا دماغ میں خون کی قلت و کثرت واقع ہو جاتی ہے۔

بڑھاپے میں نظام عصبی کا کمزور ہو جانا

درج بالا اسباب میں سے بیشتر کا پتہ لیبارٹری ٹیسٹوں کے ذریعے خون میں کیمیائی مواد یا نظام عصبی کے التهاب کا شک ہونے کی صورت میں گودے کو ٹیسٹ کر کے لگایا جا سکتا ہے۔ نیز دماغ کے الٹرا سونو گرافی کے ذریعے بھی اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے سابقہ کمپیوٹر سے

بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ تاکہ دماغ کی الٹرا سونو گرافی کے جو نتائج نکل آئے ہوں کمپیوٹر کے ذریعے ان کی چھان بین کی جائے۔ تاکہ دماغ کے اندر اس خاص خلیے کا پتہ چلایا جاسکے۔ جو مرگی کا باعث بن رہا ہو اور الیکٹرونی لہروں میں خلل کی مقدار کا بھی پتہ چل جائے۔ تاکہ پھر علاج آسانی سے ہو سکے۔

اور یہ بات تو بلاشک و شبہ کہی جاسکتی ہے کہ فحش و تہنیش کی جدید مشین کمپیوٹر اور شعاعوں کی جو جدید ٹیکنیک ایجاد ہو چکی ہے میگنٹ آوازوں کے ذریعے بلا واسطہ مرض کے اسباب تلاش کرنے میں جو انقلاب عظیم آچکا ہے۔ خصوصاً عضوی مرگی کے اسباب متعین کرنے کے بعد اس کا علاج آج جتنا آسان ہو چکا ہے ماضی میں ایسی تشخیص اور ایسا آسان علاج وسائل کی کمی کے باعث ممکن نہ تھے۔

آخر میں اس بات کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری ہے کہ موجودہ زمانے میں علاج کے جدید وسائل کی موجودگی میں مرگی کا صرف علاج ہی ممکن نہیں بلکہ مکمل طور پر مریض طبعی زندگی بھی گزار سکتا ہے۔ اس کے لئے یہاں تک ممکن ہے کہ اگر وہ نوعمر ہے تو اپنے سکول و کالج جاسکتا ہے اور اپنی گاڑی خود چلا سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اس عمر کو پہنچ چکا ہو لیکن یہ سب کچھ تب ہی ممکن ہے کہ وہ مناسب علاج کروائے اور وہ میڈیکل بورڈ کی نگرانی میں اپنے لئے مناسب مقدار اور طاقت کی طبی دوائیں استعمال کرے اور ہمیشہ ان کو اپنے پاس رکھے اور وہی دوائیں استعمال کرے جو اس کے خون کے ساتھ مناسبت رکھیں۔

مرگی کی دونوں اقسام میں ہم فرق کیسے کریں؟

سابقہ بحثوں کے نتیجے میں محترم قارئین کے اذہان میں ایک سوال ضرور پیدا ہوا ہوگا۔ ہم عضوی مرگی اور جناتی مرگی میں کیسے فرق کریں گے؟

اس سوال کا ممکنہ جواب درج ذیل سطور میں ہم دینے کی کوشش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے عضوی مرگی کا دماغی شئی سکین کے ذریعے پتہ چل جاتا ہے اور

اس کی مکمل تشخیص ہو سکتی ہے۔

دماغ کی شئی سکین کے ذریعہ صرف ۱۵% مرگی کا پتہ نہیں چلایا جاسکتا۔ لیکن جناتی یا

روحانی مرگی کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے مریض کی زندگی کے مختلف حوادث و تغیرات سے پتہ چل جاتا ہے۔ مثلاً کثرت بے خوابی کی وجہ سے وہ سونے کی طاقت ہی کھودیتا ہے۔ نیز بار بار سینے کی گھٹن اور دباؤ کا شکار ہوتا ہے۔

اسی طرح اطاعت اللہ اور قرأت قرآن پر آمادہ نہیں ہوتا۔ اور ایسی آیات کے سنتے ہی شدید درد محسوس کرتا ہے جن میں اللہ کے نیک بندوں کو بشارتیں دی گئی ہوں اور بروں کو عذاب سنایا گیا ہو۔

عضوی مرگی میں مبتلا بعض مریض بغیر کسی سبب کے زبان پر کانتے ہیں اور کپڑوں میں پیشاب کرتے ہیں لیکن جناتی مرگی والے کچھ مریض قراءت قرآن کے بعد اپنی زبان پر کانتے ہیں یا اپنے اوپر پیشاب کرتے ہیں۔

عضوی مرگی والا مریض قراءت قرآن سے کوئی تاثر قبول نہیں کرتا بلکہ بعض اوقات نفسیاتی طور پر پرسکون ہو جاتا ہے اور اسے راحت کا احساس ہوتا ہے اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ قرآن اعصابی نظام کی گڑبگڑ کو قدرے سکون بخشتا ہے۔

لیکن جناتی مرگی والا قراءت قرآن سے بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات بے ہوش ہو جاتا ہے اور اپنے سینے میں نہایت گھٹن محسوس کرتا ہے اور نفرت کرتا ہے اور شور بھی کرتا ہے۔ چونکہ عمومی عضوی مرگی قوی اختلاف اور تشنجی کیفیت بدن پر حاوی کرتی ہے۔ لہذا وہ ختم ہونے کے بعد مریض گہری نیند سو جاتا ہے۔

جب کہ جناتی مرگی والا کسی خبیث شیطانی روح کے زیر اثر ہوتا ہے۔

عضوی مرگی والے کا تشنج منوں میں ختم ہو جاتا ہے تو وہ کسی سے بات کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن جناتی مرگی والا گھٹنوں تک تشنج کی حالت میں رہتا ہے اور مریض معالج کے ساتھ شیطان کے ذریعے بات کرنے پر قادر ہوتا ہے اور وہ شیطان معالج کو بتاتا ہے کہ اس نے اس انسان کو کیوں تکلیف دی ہے؟

عضوی مرگی دن یا رات کے کسی بھی حصے میں ہو سکتی ہے۔ بلکہ نیند کے دوران بھی ہو جاتی ہے۔

اور محققین کا کہنا ہے کہ مرگی والوں کی ایک چوتھائی کو نیند کے دوران مرگی کا دورہ پڑ

جاتا ہے۔

لیکن جناتی مرگی والے کو قرآءت قرآن سننے کے بعد یا شیطان کو تنگ کرنے والی کسی چیز کے سامنے آنے کے بعد دورہ پڑتا ہے۔

معالج کو عضوی مرگی والے کے دورے کا چند منٹ بعد احساس ہو جاتا ہے لیکن روحانی معالج کو شیطانی مرگی والے کے دورے کا شعور صرف قرآن پڑھنے کے ساتھ ہی ہو جاتا ہے۔

عضوی مرگی والے کا مکمل علاج اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپریشن یا دوائیوں کے ذریعے ہو سکتا ہے اور عین ممکن ہے کہ وہ بقیہ زندگی بلکہ موت تک دوائی کا مسلسل استعمال رکھے لیکن جناتی مرگی والا اللہ تعالیٰ کے فضل سے جن کے نکلنے کے بعد مکمل شفاء حاصل کر سکتا ہے۔ البتہ اگر مریض ضعیف الایمان ہو یا کسی شرعی مخالفت کا مرتکب ہو یا جادوئی عمل کروائے یا مذکورہ جن کو کوئی تکلیف پہنچانے کا سبب بنے تو جن دوبارہ بھی اس کے اندر داخل ہو سکتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلیٰ واعلم)

مرگی کی دونوں اقسام میں فرق کرنے والی اس بحث کے بعد ہمیں جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو ایسے فرشتوں کے سپرد کر رکھا ہے کہ جو اس کے آگے اور اس کے پیچھے سے آکر جنات سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں اکثر مفسرین کی یہی رائے ہے جو سورت رعد آیت نمبر ۱۱ میں ہے

”ہر بنی آدم کے لئے اس کے آگے سے اور پیچھے سے مسلسل آنے والی کچھ ہستیاں ہیں وہ اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتی ہیں“۔

بقول مجاہد: امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا: ہر بندہ ایک فرشتے کی حفاظت میں ہے جو نیند اور بیداری میں جنات انسانوں اور حشرات سے اس کی حفاظت کرتا ہے۔

تو اے تقاری محترم!..... جناتی اور عضوی مرگی کے اس خلاصے کے بعد ہم اگلی فصل میں طبی رپورٹوں کی روشنی میں دماغی سٹی سکین کے ذریعہ متعدد مریضوں کی عضوی یا جناتی مرگی کے بارے میں تعارف حاصل کریں گے۔

دماغ کے سٹی اسکین کے ذریعہ تحقیقات

- ۱ جناتی مرگی کے متعلق رپورٹ (طبی رپورٹیں)
- ۲ عضوی مرگی کے مریضوں کی کمپیوٹرائزڈ سٹی اسکین تصاویر



قرأت قرآن کے دوران مریض کی آنکھوں میں گہری نظر سے ان تبدیلیوں کا مشاہدہ کریں (لیکن غیر محرم عورت کی آنکھ میں ہرگز نہ جھانکیں) ممکن ہے کہ آپ عورت کے کسی محرم کو کہیں کہ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھے اور آپ مریض کے ردعمل پر غور کریں:

- ① ارتعاش۔
- ② ایک جگہ پر نظر مرکوز کرنے کی عدم صلاحیت۔
- ③ بھنڈوں کے حجم میں تبدیلیاں۔
- ④ آنکھوں کا مخالف سمتوں کی طرف متوجہ ہونا۔
- ⑤ بار بار نہایت سرعت کے ساتھ دونوں آنکھوں کا بند ہونا۔
- ⑥ چیخیں اور رونا چلانا۔
- ⑦ مختلف اعضاء میں رعشہ اور کپکپی۔

ڈاکٹر نیمل نے ان حالات کا مشاہدہ کیا پھر درج ذیل رپورٹ مرتب کی۔

اعصابی پہلو سے مریض کا مشاہدہ کرنے سے یہ باتیں معلوم ہوئی ہیں: اس پر قرآن پڑھنے سے پہلے وہ نہایت قلق میں مبتلا تھی اور نفسیاتی ضعف بھی تھا جو بھی سوال پوچھا جاتا بادل ناخواستہ اس کا جواب نامکمل ہی سہی دے دیتی۔ نیز وہ اپنی ذات کو ہی قلق زدہ نہ سمجھ رہی تھی بلکہ اس کے جواقارب اس کے ارد گرد بیٹھے تھے ان سب کو وہ معصیت زدہ سمجھتی تھی۔ خصوصی لیبارٹری ٹیسٹ کے ذریعے یہ پتہ چل گیا کہ وہ عضوی و عصبی لحاظ سے بالکل صحیح و سالم ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کی اندرونی سیاہی بالکل طبعی حالت میں یعنی ۵-۴ م م

① مریض پر کچھ پڑھنے سے پہلے اس کو یقین دلائیں کہ شافی صرف اللہ ہے اور دم کرنے والا صرف اسباب ہیں پھر مریض کے علاج کے لئے منتخب جگہ کو پاک کیا جائے۔ حتیٰ کہ وہاں معصیت الہی کی کوئی چیز نہ ہو۔ مثلاً عورتوں کا زیب و زینت کرنا یا تمباکو نوشی، تصاویر، تعویذات اور دیگر کسی قسم کی رکاوٹیں وغیرہ۔

تھی۔ نیز ان پر روشنی ڈالنے سے مریضہ عمومی اثر قبول کرتی تھی کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ کسی اندھیرے کمرے میں انسانی آنکھ پر روشنی ڈالنے سے انسان کے دیدے قدرے چھوٹے ہو جاتے ہیں۔

یہ حالت مذکورہ مریضہ عورت کی نسبت سے میں نے کہی ہے۔

(الف) قرآت کے بعد جب اس سے بات کرنے کی کوشش شروع ہوئی جو مریضہ کے اندر تھا۔ مریضہ سخت ہیجان میں مبتلا ہو گئی اور واضح طور پر ہمیں معلوم ہو گیا کہ جو شخص ہم سے ہم کلام ہے وہ مریضہ نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔ اور یہ اندازہ صرف آواز کے اتار چڑھاؤ سے نہیں بلکہ ایسے مسائل کے متعلق جواب دینے سے ہوا جو اس سے پہلے کسی کو معلوم ہی نہ تھے۔ اس دوران مریضہ کے آنکھوں کا معائنہ کرنے کے لئے ان پر روشنی ڈالنا ناممکن ہو گیا لیکن ان ساری مشکلات کے باوجود یہ واضح ہو گیا کہ آنکھوں کے ڈھیلے شدید تنگی کی حالت میں ہیں اور روشنی ڈالنے کے بعد ان میں کسی قسم کا اثر یا تغیر ظاہر نہیں ہوتا اور دونوں آنکھیں رفتی حالت میں حرکت کر رہی تھیں جس کو ہم اصطلاح میں (راء راء) نظریں گاڑنا کہتے ہیں۔ آخری مرحلے میں جب جن کو نکلنے کے لئے کہا جائے تو وہ مریض کی بائیں پنڈلی کے رستے نکلے گا۔ اس وقت مریض کی ساری جسمانی حالت شدید اختلاج اور تشنج میں مبتلا ہو جائے گی۔ خصوصاً یہ علامتیں بائیں پنڈلی میں شدت سے ظاہر ہوں گی۔

اس کے بعد مریضہ پر شدید تغیر طاری ہو گیا۔ جب اسے کچھ افاقہ ہوا تو اپنے اوپر ہتی ہوئی کیفیت کے متعلق کچھ بھی نہ جانتی تھی۔ وہ شدید غفلت کی حالت میں تھی اور جس گفتگو کو اس پر قرآن پڑھنے سے پہلے شروع کیا گیا تھا وہ گفتگو مکمل کرنے کا اس نے ارادہ کر لیا۔ پھر اس پر آرام و اطمینان کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں اور جب ہم نے اس سے اس کے شدید درد دوسرے متعلق پوچھا جس کی عموماً وہ شکایت کرتی تھی تو اس نے بتایا کہ وہ بالکل ختم ہو گیا ہے۔

① شری دم کے ذریعے قرأت بالکل واضح ہو جیسے کہ اس کتاب کی ساتویں فصل میں بیان کی گئی ہے۔

② دوبارہ دم پڑھ کر معالج کو اس بات کا یقین کر لینا چاہئے کہ جن جاچکا ہے۔ پھر مریض کو اپنی حفاظت کا

سرگ لکھنؤ جات

تیسری مرتبہ آنکھوں کی پتلیوں کا معائنہ کیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ اپنی اس اصلی حالت پر لوٹ آئی ہیں۔ جس پر قراءت مکمل ہونے سے پہلے وہ تھیں۔ معائنے کے بعد پتہ چلا کہ قراءت سے پہلے اور قراءت کے دوران اور اس کے بعد آنکھ کی وسعت برابر رہی۔

اللہ نے اپنی کتاب میں سچ کہا:

﴿ وَنَزَّلْنَا مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۗ ﴾

(اسراء : ۸۲ / ۱۷)

”ہم نے مومنوں پر رحمت کے لئے قرآن کو بطور شفاء نازل کیا۔“

وصلی اللہ وسلم وبارک علی نبینا محمد و علی آلہ وصحبہ اجمعین۔



← مشورہ دینا چاہئے کہ وہ آیتہ الکرسی۔ معوذتین اور سورۃ اخلاص بار بار پڑھے یا پانی پر پڑھ کر اسے پلایا جائے پھر رات اور دن کے اذکار مسنونہ پر تیشگی اور تسبیحات و وظائف مسنونہ کا اسے مشورہ دے۔

جناتی مرگی والے مریض

کا قرآنی اور نبوی دعاؤں اور شرعی دم کے ذریعے علاج

- ۱ رقیہ کا معنی
- ۲ اس کا حکم شرعی کیا ہے؟
- ۳ معالج اور مریض کی شروط
- ۴ دم کا طریقہ اور اس کی کیفیت
- ۵ دم کی اقسام



شرعی دم:

قرآن کریم اور نبوی دعاؤں کے ساتھ علاج کرنا یقیناً سنت نبوی اور ایک عملی حقیقت ہے۔ تاہم بے شمار لوگوں نے اس سنت کو ترک کر دیا ہے۔ البتہ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے وہ یہ علاج کرتے ہیں۔

اس بات کا یقین کر لیں کہ دم اور دعائیں اس وقت فائدہ دیتی ہیں جب انہیں قبول کرنے کی نیت سے ان کے ذریعے علاج کیا جائے اور دلی طور پر ان پر یقین و ایمان ہو۔ کیونکہ ان کے ذریعے علاج کرنے کا مقصد یہ ہے گویا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے فریاد کر رہے ہیں کہ وہ ہمیں شفاء دے۔

درج ذیل سطور میں قاری محترم کے لئے کئی اقسام کے شرعی دم قرآن کریم اور نبوی دعاؤں سے منتخب کروں گا تا کہ ہم ان کے ذریعے اپنی اور اپنے دیگر مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی حفاظت کر سکیں۔

البتہ اصل موضوع پر کچھ لکھنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ تمہید کے طور پر میں شرعی دم اور اس کے حکم کی وضاحت کر دوں اور اس کی شروط بھی بیان کر دوں۔ درج ذیل سطور میں میں یہی تین اہم نکات بیان کروں گا۔

لسان العرب لابن المنصور۔ رقی الی اشیء۔ یعنی جڑھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ كَلَّمَ إِذَا بَلَغَتِ الشَّوَابَ ۝ وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ ۝ ﴾

(القیامۃ: ۲۶/۴۵)

”لہذا مقبری سے مراد اس ذات کی طرف التجاء کرنا جس نے رقبہ کو شفاء کا سبب بنایا (ہرگز نہیں جب روح حلق تک پہنچ جائے گی اور کہا جائے گا کیا کوئی دم کرنے والا ہے)“

رقیہ کا معنی:

الرقیۃ قاف کے سکون کے ساتھ مصدر کے طور پڑھا جاتا ہے۔ ماضی کا صیغہ رقی اور مضارع کا صیغہ یرقی ہے۔ اور اگر کہا جائے رَقِیْتُ فَلَانًا اَرْقِیْہَ تو یہ مطلب ہوگا کہ میں نے فلاں کو دم کیا اور اس کو دم کرتا ہوں استرقی کا معنی کسی کو دم کے لئے کہنا ہے اور رُقِیْہَ مفرد ہے اور اس کی جمع رُقِیْہُ ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں استرَقِیْہُ میں نے اسے دم کرنے کو کہا فرقانی پس اس نے مجھے دم کیا فہو راق پس وہ دم کرنے والا ہے۔^①

ابن اثیر نے اپنی کتاب نہایت فی غریب الحدیث میں رقیۃ کی یوں تشریح کی ہے۔ رقیہ اس دھاگے کو کہتے ہیں جس میں کسی آفت زدہ انسان مثلاً بخار یا مرگی وغیرہ کے لئے دم کیا جاتا ہے۔^②

دم کا شرعی حکم:

دم جائز ہے۔ بلکہ یہ عزیمت ہے۔ شریکہ دم کے علاوہ دلیل صحیح سے دم کا جواز ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نظر اور زہریلی چیز کے ڈسے ہوئے مریض کے لئے اس کی اجازت فرمائی ہے۔ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: معوذات اور اسماء حسنی وغیرہ کے ساتھ دم کرنا طب روحانی ہے۔ جب مخلوق میں سے نیک لوگوں کی زبان سے یہ دم کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔ لیکن جب اس قسم کا علاج ناپید ہو گیا تو لوگ جسمانی علاج کرانے پر مجبور ہو گئے۔^③

کچھ احادیث میں دم کا جواز اور کچھ احادیث میں دم کی ممانعت آئی ہے۔ جواز کی احادیث میں سے صحیح مسلم اور سنن ترمذی میں سیدنا انس سے مروی یہ حدیث ہے کہ رسول

① نیل الاوطار للشوکانی ج ۸ ص ۲۱۳

② مسلم حدیث ۲۱۹۶ باب (استحباب الرقیۃ من العین)

③ التمام: بچوں کو نظر سے بچانے کے لئے ان کے گلوں میں گھونگھے اور سیب یا ہڈی باندھتے ہیں۔ یہ طریقہ عقیدہ فاسد کر دیتا ہے۔

التواتر: جادوگر کمزور ایمان عورتوں کو دھوکہ بازی سے کوئی چیز بنا کر دیتے تھے کہ اس کے استعمال سے ←

مرکز المانجات

۱۳۰

اللہ ﷺ نے نظر لگنے اور زہریلی چیز کے ڈسنے اور پھوڑے کے لئے دم کی اجازت دی ہے۔ ممانعت کی احادیث میں سے مسند احمد اور ابوداؤد میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ دم تعویذ اور ٹونہ شرک ہے۔ اثبات اور نہی میں متعدد احادیث وارد ہیں تاہم دونوں قسم کی احادیث کے درمیان جمع اس طرح ممکن ہے کہ ابتداء میں رسول اللہ ﷺ کو یہ خوف لاحق ہوا کہ کہیں دم وغیرہ کی رخصت دینے سے امت میں شرکیہ تعویذ گنڈے کا رواج نہ پڑ جائے۔ جیسا کہ اہل جاہلیت کرتے تھے۔

نیز رسول اللہ ﷺ کے قول ”نظر اور ڈسنے کے علاوہ دم جائز نہیں“ سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں کے لئے دم زیادہ نافع ہے۔ جیسے کہاوت لافتی الاعلیٰ کہ علی کے بغیر کوئی جوان ہی نہیں۔ یعنی علی عمدہ جوان ہے۔

بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سے زیادہ صحابہ کو دم کرنے کا حکم دیا ہے اور کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق جب آپ نے یہ سنا کہ وہ دم کرتے ہیں تو آپ نے ان کو نہیں روکا۔ بلکہ ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے وہ ضرور اسے فائدہ پہنچائے۔

صحیح مسلم میں (باب استحباب الرقیۃ من العین) میں یہ حدیث ہے: سیدنا جابر رضی اللہ عنہما کو آپ نے فرمایا تو جو دم کرتا ہے اسے مرے پاس لا۔ (یعنی مجھے اپنے دم کے الفاظ سناؤ) جب آپ نے اس میں کوئی شرکیہ لفظ نہ پایا تو آپ ﷺ نے اس کی منظوری دے دی۔

www.KitaboSunnat.com

قرآنی روحانی عامل اور مریض کی شرائط:

امام قرطبی نے فرمایا کہ دم کی تین اقسام ہیں:

← خاندان اور بیوی میں محبت بڑھ جائے گی اور مردوں کو بھی یہی کہتے تھے یہ جاوہی ایک قسم ہے۔ اگرچہ کرنے والا اپنے آپ کو مسلمان کہتا رہے اور اگرچہ وہ قرآنی آیات لکھے کیونکہ ایسا کرنا کتاب اللہ کے ساتھ الحاد کی علامت ہے۔

مرکز کما نیلا بنات

۱۳۱

① جاہلیت میں جو دم پڑھے جاتے تھے جن کے معانی کسی کی سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ ایسے دم سے بچنا ضروری ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ شریک دم ہوں یا کوئی ایسی چیز ان میں شامل ہو جو شرک کی طرف لے جانے والی ہو۔

② کلام الہی یا اسمائے حسنیٰ پر مشتمل دم جائز ہے اور اگر وہ ماثور (سلف کا معمول) ہو تو پھر وہ دم مستحب ہے۔

③ غیر اللہ مثلاً فرشتوں یا کسی نیکو کار ہستی یا کسی عظیم مخلوق مثلاً عرش وغیرہ کے ناموں کے ساتھ دم کرنا شروع نہیں ہے۔ لہذا ایسے دم کو چھوڑنا ضروری ہے۔

امام شوکانی نے نیل الاوطار کی ج ۸ ص ۲۰۳ پر لکھا ہے:

جڑی بوٹیوں سے علاج کی نسبت دعاء اور اللہ تعالیٰ کی طرف التجاء کے ذریعے علاج زیادہ نفع بخش اور زیادہ پائیدار ہے لیکن دو شرطوں کے ساتھ یہ پائیداری حاصل ہوتی ہے۔

① مریض کی نیت صحیح ہو۔

② معالج کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔ اور اسے اللہ تعالیٰ پر کامل و بھروسہ توکل ہو اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ حاصل ہو۔

امام ربیع نے کہا: میں نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے دم کے متعلق پوچھا: تو اس نے کہا کہ کتاب اللہ اور ذکر اللہ میں سے جس کا تجھے علم ہو اس کے ساتھ دم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(نیل الاوطار ج ۸ ص ۵۱۲)

مندرجہ بالا بحث سے پتہ چلا کہ دم کے لئے تین شرطیں ہیں:

① دم کلام اللہ اسماء اللہ الحسنیٰ، صفات علیاء اور ادعیہ نبویہ پر مشتمل ہو۔

② واضح عربی زبان میں ہو۔

③ معالج اور مریض دونوں اس بات پر یقین رکھیں کہ دم بذات خود کوئی فائدہ نہیں دے سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفاء ہوگی۔ ①

دم کی کیفیت:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ دم کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

① فتح الباری: کتاب طب صحیح مسلم ج ۱۲ ص ۱۶۹ مع شرح نووی

مرکز کائنات

۱۳۲

مجبور المعنی دم جائز نہیں اور خصوصاً شریکہ دم حرام ہے۔ اور اکثر عامل جو کچھ پڑھتے ہیں عموماً اس میں شرک ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ ساتھ میں کچھ قرآنی آیات بھی پڑھ دیتے ہیں۔ وہ قرآن کو تو اونچی آواز کے ساتھ پڑھتے ہیں لیکن شریکہ عبارات پست آواز میں پڑھتے ہیں حالانکہ جن چیزوں کو اللہ اور اس کے رسول نے شفاء قرار دیا ہو وہ شرک اور شرکوں کی محتاج نہیں۔ (ایضاح الدلائل: ۳۵)

اور دم کا طریقہ یہ ہے کہ دم کرنے والا اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھ کر رسول اللہ کا بتلایا ہوا دم پڑھے۔ (جس کی وضاحت میں شرعی دم کے ضمن میں کروں گا ان شاء اللہ) یا دم کرنے والا اپنی ہتھیلیوں میں پڑھے یا پانی پر پڑھے منہ کی کچھ تری اس میں ضرور شامل ہو۔ پھر دونوں ہتھیلیوں سے مریض کو چھوئے۔ ذیل میں رسول اللہ ﷺ کے دم کرنے کا طریقہ درج ہے۔ کہ ام مومنین سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تھے۔ تو آپ اپنے اوپر معوذات پڑھ کر دم کرتے اور اپنے مونہہ کی تھوک پھونکتے لیکن جب آپ ﷺ کی بیماری شدید ہوگئی میں اپنے دائیں ہاتھ پر پڑھ کر آپ کے بدن پر پھیرتی تاکہ اس سے برکت حاصل ہو۔ ◊

دم کی اقسام

قرآنی دم:

❖ سورۃ فاتحہ۔

❖ سورۃ بقرہ۔

❖ سورۃ اخلاص اور معوذتین (۱۱۱-۱۱۳-۱۱۴)

❖ پانی، نمک، مٹی اور بیری پر پڑھنا۔

قرآن کے ساتھ دم کرنا سنت نبوی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَنَزَّلْنَا مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۚ

◊ بخاری ج ۱۰ ص ۱۴۸۔ مسلم (۲۱۹۴) موطا ج ۲ ص ۹۳۲ ابوداؤد ۳۹۰۲ ترمذی (۳۳۹۹)

وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿١٤﴾ (اسراء: ۱۴)

”ہم قرآن میں مومنوں کے لئے شفاء اور رحمت نازل کرتے ہیں اور ظالموں کے خسارے میں صرف اضافہ ہی ہوتا ہے“ ﴿

یہ نحوی قول صحیح ہے کہ آیت میں ”من“ بیان جنس کے لئے ہیں ”بعض“ کے معانی میں نہیں۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ

وَشَفَاءٌ لِّمَن فِي الضُّلُوكِ ﴿١٥﴾ (یونس: ۱۵)

”اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے نصیحت اور تمہارے سینوں کے لئے شفاء آئی ہے۔“

گویا تمام جسمانی اور روحانی بیماریوں کا علاج قرآن میں موجود ہے۔ نیز ہر بیماری کا سبب اور اس سے دفاع کا طریقہ بھی بیان کر دیا گیا ہے لیکن صرف اس شخص کو پتہ چل سکتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی سمجھ بطور رزق عطا کی ہو۔

لہذا قرآن کریم وہ مبارک کتاب ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ان کے نفع کے لئے اتارا ہے۔ تاکہ وہ اس سے دینی اور دنیاوی لحاظ سے فائدہ اٹھائیں اور اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور اس کے عجیب و غریب اسرار و رموز اور دانائی سے پر حکمتوں کے متعلق سوچیں اور اپنی زندگی کے ہر پہلو پر اس کو نافذ کریں اس طرح قرآن ہر اس شخص کے لئے شفاء ہے۔ جو اس سے شفاء حاصل کرنا چاہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ سید قطب شہید اپنی تفسیر فی ظلال القرآن میں کہتے ہیں جن لوگوں کے دلوں میں ایمان کی رونق وقوع پذیر ہو جائے قرآن ان کے لئے شفاء اور رحمت ہے۔ قرآن میں ہر قسم کے دوسرے قلق اور حیرت سے شفاء ہے۔ قرآن میں ہر قسم کی خواہش و شہوات۔ طمع۔ حسد نزعات شیطانیہ اور ران (دلوں کے زنگ) جیسی اجتماعی بیماریوں کی شفاء ہے۔ (جو اجتماعی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتی ہیں اور اس کے امن اور سلامتی کو زائل کر دیتی ہیں)۔ پھر مجمع اپنے اجتماعی نظام کے تابع اور عمومی عدل و انصاف کے سائے تلے امن سلامتی اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اس طرح قرآن مومنوں کے لئے (رحمت) ہے۔۔۔

﴿ كُنْزٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴾ (ص: ۲۹/۳۸)

”ہم نے آپ کی طرف برکت والی کتاب نازل کی ہے۔ تاکہ عقل مند اس کی آیات میں تدبر کریں اور اس سے نصیحت حاصل کریں۔“

لہذا جسے قرآن سے شفاء حاصل نہ ہو سکے تو نقص اس میں ہوگا نہ کہ کلام اللہ میں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ قرآن کے ذریعے علاج کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کا جو صحابی یہ علاج کرتے تھے آپ ﷺ اسے پسند فرماتے۔ درج بالا دعویٰ کی وضاحت ہم آنے والی فصل میں واضح کریں گے۔

سورہ فاتحہ کے ذریعے دم کرنا: ﴿

قرآن 'توراہ' انجیل اور زبور میں سورت فاتحہ جیسی کوئی سورت نازل نہیں ہوئی۔ چونکہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی ثناء ہر کام کو اللہ کے سپرد کر دینا، اسی کے ساتھ مدد۔ اسی پر بھروسا، اسی سے سوال اور اخلاص سے بھرپور عبادت جیسی تمام نعمتیں پائی جاتی ہیں، اس لئے اس کا مرتبہ اتنا عظیم ہے۔

صحیحین اور سنن میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ اصحاب الرسول سفر پر گئے جب انہوں نے کسی عرب قبیلہ کے پاس پڑاؤ کیا اور ان سے مطالبہ کیا کہ ”رسول اللہ کے ساتھیوں کی ضیافت کریں۔ لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اچانک اس قبیلہ کے سردار کو کسی چیز نے ڈس لیا۔ اس کے علاج کے لئے قوم والوں نے بھرپور کوشش کی لیکن اسے افاقہ نہ ہوا، انھیں کسی نے مشورہ دیا کہ وہ ان پردیسیوں کے پاس جا کر علاج طلب کریں۔ وہ جب صحابہ کے پاس آئے اور انھیں سارا ماجرا سنایا، کسی صحابی نے انھیں کہا میں دم کے لئے تیار ہوں لیکن ہم نے تمہیں ضیافت کے لئے کہا تھا تو تم نے انکار کیا۔ لہذا میں بھی اس وقت تک دم نہیں کروں گا جب تک تم ہمارے لئے کچھ فائدے پر تیار نہ ہو

﴿ چونکہ قرآن کا افتتاح اس سورت کے ساتھ کیا گیا اس لئے اس کا نام فاتحہ ہے۔ نیز ای کے ساتھ نماز کا افتتاح کیا جاتا ہے۔ ام الکتاب۔ ام القرآن السبع الثانی، قرآن عظیم۔ الحمد للصلاة الشفاء

جاؤ۔ انہوں نے بکریوں کے ایک ریوڑ دینے پر اتفاق کر لیا اس صحابی نے سردار قبیلہ پر فاتحہ دم کر کے اپنا لعاب دہن لگایا۔ تو فوراً مریض اس طرح ہوشیار ہو گیا گویا ابھی اونٹ کا گھنٹہ کھولا گیا ہو۔ اور وہ یوں چلنے لگا گویا وہ کبھی بیمار تھا ہی نہیں۔ پھر انہوں نے وعدہ کے مطابق صحابہ کو بکریاں دے دیں۔ بعض صحابہ نے یہ رائے دی کہ انہیں آپس میں تقسیم کر لیں لیکن جس صحابی نے دم کیا تھا۔ اس نے منع کر دیا اور کہا کہ جب تک ہم رسول اللہ ﷺ کو سارا قصہ نہیں بتائیں گے اس وقت تک ہم ہرگز ان بکریوں میں تصرف نہیں کریں گے۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ ﷺ کو سارا واقعہ بتایا تو آپ ﷺ نے دم کرنے والے سے پوچھا: تجھے کیسے پتہ چلا کہ یہ سورت دم کرنے کے لئے بھی ہے؟ پھر آپ ﷺ ہی نے فرمایا: تم نے صحیح کیا۔ ان بکریوں کو تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی رکھو۔ یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے۔

ترمذی اور نسائی میں سیدنا ابی بن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے تورات و انجیل میں ام القرآن جیسی کوئی چیز نازل نہیں کی یہ السبع المثانی بھی ہے اور یہ اللہ اور بندے کے درمیان تقسیم شدہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اس کے سوال کے مطابق دیتا ہے۔“

سورہ فاتحہ کی تفسیر میں علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

میں ایک بار مکہ میں بیمار ہو گیا اور میرے پاس طبیب اور دواء کے لئے کچھ بھی نہ تھا تو میں سورۃ فاتحہ کو زمزم کے ایک گھونٹ پانی پر کئی بار دم کر کے پی لیتا تھا، اسی سے مجھے کھمبل شفاء حاصل ہوئی۔ پھر ساری زندگی اکثر نکالیف کا علاج میں اسی طرح کرتا رہا۔ اور سورت فاتحہ سے مجھے بے شمار فوائد حاصل ہوئے۔ نیز ترمذی کی روایت میں یہ تفصیل ہے کہ ابوسعید خدری نے ہی اس سردار کو دم کیا تھا۔ انہوں نے سات بار اس پر سورت فاتحہ پڑھی تھی اور تیس بکریاں انھیں دی گئی تھیں۔

◆ یہ حدیث حسن ہے ترمذی میں ۳۱۲۲ نسائی ج ۲ ص ۱۳۹

سورۃ بقرہ کے ساتھ دم کرنا:

سورۃ بقرہ بہت عظمت والی سورت ہے۔ اس کی فضیلت مسند احمد میں سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ ”تم قرآن پڑھا کرو کیونکہ یہ اپنے پڑھنے والوں کی قیامت کے روز شفاعت کرے گا۔“ تم دونوں زہراوین کو بھی پڑھا کرو یعنی سورت بقرہ اور سورت آل عمران۔ یقیناً وہ دونوں قیامت کے دن دو بادلوں کی طرح آئیں گی یا پرندوں کے دو صف بند جھنڈوں یا دو سائبانوں کی طرح وہ آ کر اپنے پڑھنے والوں کا دفاع کریں گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سورت بقرہ پڑھا کرو۔ بے شک اس کو سیکھنا برکت کا باعث ہے۔ اور اس کا ترک کرنا حسرت کا باعث ہے مگر تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ ◊ یعنی اس کو یاد نہیں کر سکتے۔ یا اس کو پڑھنے والے پر جادو اثر نہیں کرتا الزہراوان سے مراد دو روشن سورتیں واللہ اعلم۔

اور صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ یقیناً شیطان ایسے گھر سے دور رہتا ہے جس میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہو۔ ◊

ترمذی میں سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی۔ اس میں سے دو آیات سورت بقرہ کے آخر میں نازل کیں وہ جس گھر میں تین راتوں تک پڑھی جائیں شیطان اس گھر کے قریب نہیں آتا۔“ حاکم نے اس کو صحیح کہا اور ذہبی نے ان کی تائید کی۔

سورت بقرہ کی فضیلت میں جتنی احادیث وارد ہوئی ہیں سب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس مسلم گھرانے میں اس سورت کی تلاوت کی جاتی ہو وہاں سے شیطان بھاگ جاتے ہیں۔

◊ صحیح مسلم (۸۰۳) باب فضل قرۃ القرآن و سورۃ البقرۃ ترمذی (۲۸۸۶)۔

◊ مسلم (۱۸۰) ترمذی (۲۸۸۰)۔

سورۃ اخلاص اور معوذتین کے ساتھ دم کرنا:

سورۃ اخلاص (۱۱۲) [♦] کی چار آیات ہیں یہ نہایت مختصر اور نہایت معجز بھی ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی جلالی اور جمالی صفات کی وضاحت کی گئی ہے۔ نیز اس سورت میں اللہ تعالیٰ کو تمام عجز و نقص سے پاک کر دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اسے تہائی قرآن کے برابر قرار دیا ہے۔

صحیح بخاری میں سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یقیناً سورۃ اخلاص ثلث قرآن کے برابر ہے۔“ [♦]

ترمذی اور نسائی میں سیدنا عبد اللہ بن خبیب سے روایت ہے کہ ہم بارش والی رات میں نکلے جبکہ اندھیرا بھی شدید تھا ہم رسول اللہ ﷺ کو تلاش کر رہے تھے۔ تاکہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں۔ تو مجھے آپ مل گئے آپ ﷺ نے مجھے فرمایا تو کہہ۔ میں نے کچھ نہیں کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا (قل هو اللہ احد) اور معوذتین۔ جب تو شام کرے یا صبح کرے تین بار یہ سورتیں پڑھ لے تجھے ہر چیز سے یہ کافی رہیں گی۔

بخاری میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو اپنے بستر پر جاتے۔ آپ ﷺ دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر کے سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھتے اور زور سے ہتھیلیوں پر پھونک مارتے پھر جہاں تک آپ کے ہاتھ پہنچتے آپ پورے بدن پر پھیرتے سر اور چہرے سے شروع کرتے اور آپ کے جسم کا جو حصہ سامنے ہوتا تین بار آپ ﷺ ایسا کرتے۔

♦ سورۃ اخلاص کی وجہ تسمیہ بے شمار ہیں۔ اس لئے بھی کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی خالص وحدانیت کا تذکرہ ہے یا جو لفظ وحدانیت الہی پر دلالت ہے وہ احد ہے اور وہ اس سورت میں ذکر کیا گیا۔ نیز قرآن میں تین اقسام کے بیانات ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کی معرفت۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے اسما و صفات کا بیان (۳) اللہ کے افعال اور بندوں کے ساتھ اللہ کی سنت کا بیان۔ چونکہ اس میں ان تین میں سے ایک قسم یعنی تقدیس الہی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اسے ثلث قرآن کہا ہے۔

♦ بخاری ج ۹ ص ۵۳ مؤطا ج ۱ ص ۲۰۸۔ ابو داؤد ۱۳۶۱ نسائی ج ۲ ص ۱۷۱۔

مرکب الامیاجات

۱۳۸

مسند احمد ترمذی اور بیہقی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں سورۃ اخلاص سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے ساتھ تیری محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا ہے۔

پانی، نمک، مٹی اور بیری کے پتوں پر دم کرنا:

طبرانی نے اپنی معجم صغیر میں سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو نماز کے دوران بچھو نے ڈس لیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ”اللہ بچھو پر لعنت کرے یہ نمازی اور غیر نمازی کو نہیں چھوڑتا۔ پھر آپ ﷺ نے پانی اور نمک منگوائے آپ نے سورۃ اخلاص اور انکافرون (۱۰۹) اور معوذتین (۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴) پڑھ کر پانی اور نمک پر دم کیا اور اپنے جسم پر مل لیا آخر کار آپ کو سکون حاصل ہو گیا۔^①

ابوداؤد اور نسائی نے سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے جب گئے تو آپ نے وادی بطنان کی مٹی منگوائی اور اسے پیالے میں ڈالا پھر ”اکشف الناس رب الناس: اے لوگوں کے رب! بیماری لے جا پڑھ کر اس پر پھونک ماری اور پھر مریض پر انڈیل دی“^② پانی اور بیری پر دم کرنے سے انکار کرنے والوں کے رد میں شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے فتح المجید شرح کتاب التوحید کے حاشیہ پر لکھا ہے:

”قرآن کریم اور بیری کے ساتھ علاج کرنا مباح ہے۔ بدعت نہیں کیونکہ وہ بطور دواء ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے بندو! دوا کیا کرو لیکن حرام چیز

① دیکھو ترمذی (۲۹۰۵) باب فی ثواب القرآن: اس حدیث کی سند میں ایک روای ابن لہیہ سخت ضعیف ہے۔

② فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۱۹ جامع الاصول (۵۷۱۳) امام بخاری کی تاریخ کبیر (۳۳۸۷) سنن ابی داؤد (۳۸۸۵) البانی نے اپنی کتاب سلسلہ ضعیفہ میں کہا کہ اس حدیث کی ساری سندیں ضعیف ہیں اور البانی نے اپنی کتاب سلسلہ صحیحہ میں کہا ہے کہ ”بطنان جنت کا ایک باغ یا وادی ہے۔“ اس کی سند حسن ہے۔ (واللہ اعلم)

سے دوا مت لو۔ نیز سنن ابی داؤد کی کتاب الطب میں ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی اور بیری پر دم کیا اور اسے مریض پر ڈال دیا۔
مندرجہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ بیری سے علاج اور دم کیا ہوا پانی مریض پر ڈالنا مباح ہے شرعی طور پر حرام نہیں بشرطیکہ پڑھا جانے والا دم مشکوک نہ ہو اور دواء بھی مباح ہو۔ (واللہ ولی التوفیق)

لہذا اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی اور بیری پر دم نفع مند ہے ہر اس مصیبت زدہ کے لئے جو اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنے پر قادر نہ ہو جسے جادو کی اصطلاح میں ”بندش“ کہتے ہیں۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کا ذکر ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری کی کتاب الطب میں کیا ہے کہ ابن بطلال نے دھب بن منبہ کی کتاب کے حوالے سے کہا ہے کہ عامل بیری کے سات سبز پتے لے۔ انھیں دو پتھروں کے درمیان کوٹ ڈالے اور پھر ان پر آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر دم کرے اور اس میں پانی ملا کر غسل کرے تو اس کی ہر تکلیف دور ہو جائے گی۔

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”رسالة حکم السحر والكهانة“ میں لکھا ہے جو ریاض سے کتب دارالافتاء نے طبع کرائی ہے۔ مذکورہ بالا دم کے بعد کچھ پانی پی لے اور باقی کے ساتھ غسل کر لے تو اس سے بیماری زائل ہو جائے گی۔ نیز آیت الکرسی اور سورۃ بقرۃ کی آخری دو آیات بھی پڑھ کر دم کی جاسکتی ہیں۔ شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے جادو شدہ مریض کے لئے کسی برتن میں پانی ڈال کر سورت اعراف کی (آیات: ۷/۱۱۸ تا ۱۲۵) (سورۃ یونس کی آیت: ۱۰/۸۱-۸۲) اور سورۃ طہ کی (آیت: ۲۰/۶۹) اور چاروں قل پڑھ کر مریض کے سر پر ڈالنے سے بھی شفاء حاصل کرنے کا طریقہ بتلایا ہے۔

دوم: نبوی دعاء کے ذریعے دم کرنا

جو دم رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔

امام بخاری نے عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ میں اور ثابت، انس بن مالک کے پاس گئے۔ ثابت نے ان کو مخاطب کر کے پوچھا: ابو حمزہ! کیا آپ بیمار ہیں؟ تو انس گویا

ہوئے کہ کیا میں تجھے دم نبوی نہ بتلاؤں؟“۔ انہوں نے کہا ”کیوں نہیں“۔ انس نے کہا:

((أَذْهَبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَأَشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ
شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا))

”یعنی اے اللہ لوگوں کے رب! بیماری اور تکلیف کے لے جانے والے تو مجھے
شفاء دے دے کہ تو شافی ہے۔ تیرے بغیر کوئی شافی نہیں۔ تیری شفاء کسی بیماری
کو نہیں چھوڑتی“ ﴿۱﴾

نیز بخاری اور مسلم نے سیدہ عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر
والوں کو دم کر کے دائیں ہاتھ سے چھوتے تھے اور کہتے:

((اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ الْخِ))

یعنی آپ ﷺ درد والی جگہ کو اپنے دائیں ہاتھ سے چھوتے۔

طبری کے بقول دائیں ہاتھ سے چھونا درد کو مٹانے کے لئے نیک فال ہے۔

بقول مصنف جو شخص اس موضوع پر مزید معلومات حاصل کرنا چاہے تو اسے میری کتاب
الرقية الشركية بالقرآن والادعية النبوية کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔ میں نے اس
میں رسول اللہ سے ثابت شدہ تصحینات کا ذکر کیا ہے اور یہ باذن اللہ نافع ہیں۔

نماز میں وسوسہ کے لئے دم:

نماز دین کا ستون ہے۔ جو نفوس بشریہ کی تطہیر اور تزکیہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے
اپنے بندوں پر فرض کیا ہے اور انھیں اس پر محافظت کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ
میں فرمایا:

﴿حَفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ ۝﴾

(القبرۃ: ۲/۲۳۸)

”نمازوں اور نماز وسطیٰ کی حفاظت کرو۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے نماز کو دین کی دوسری بنیاد قرار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

﴿بخاری (۵۷۴۲) باب رقية النبي ﷺ۔ سنن ابو داؤد (۳۸۹۰) فی الطب۔ ترمذی (۹۷۳)﴾

سرک لکائیلہ جنات

ہم نے انہیں ہاں میں جواب دیا۔ راوی نے کہا کہ پھر وہ اس پاگل کو جکڑ لائے۔ میں نے تین دن تک صبح و شام اس پر سورت فاتحہ پڑھی ہر بار جب میں قراءت ختم کرتا تو اپنی تھوک جمع کر کے زور سے پھونک مارتا گویا وہ پاگل اپنی بیزیوں سے آزاد ہو جاتا ان لوگوں نے مجھے کچھ معاوضہ دینا چاہا میں نے لینے سے انکار کر دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ کر تمہیں بتاؤں گا۔ جب میں نے آپ ﷺ کو واقعہ بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا ”اس کی قسم جس نے مجھے عمر دی ہے۔ لوگ تو ناحق دم کے بدلے کھاتے ہیں۔ بے شک تو نے سچے دم کے ساتھ کھایا ہے۔ تو اسے کھالے۔“

احمد اور طبرانی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: ”ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بچے کو لے کر آئی۔ اور بتایا کہ اس بچے کو جن پڑ گیا ہے اور بے شک وہ جن کھانے کے وقت بچے کو پکڑ لیتا ہے اور ہمارا کھانا بد مزہ کر دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے بچے کا سینہ چھوا اور اس کے لئے دعا فرمائی تو اسے فوراً قے آ گئی اور اس کے منہ سے سیاہ کنکروں کی مانند چیزیں نکلیں پھر اسے شفاء ہو گئی۔“

حاکم نے مستدرک کی کتاب التاریخ میں روایت کی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور بتایا کہ میرے اس بیٹے کو سات سال سے جن تنگ کرتا ہے۔ دن میں دو مرتبہ اسے پکڑ لیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے میرے قریب کر۔“ آپ نے اس بچے کے منہ میں زور سے پھونک ماری اور فرمایا ”میں اللہ کا رسول ہوں۔ اے اللہ کے دشمن تو نکل جا۔“



خاتمہ

قارئین محترم!..... اس کتاب کے اختتام پر میں اپنے قصور کی وجہ سے معذرت خواہ ہوں اور تمہیں خصوصاً اپنے آپ کو تقویٰ الہی کا مشورہ دیتا ہوں اور تم اللہ پر بھروسہ رکھو۔ کیونکہ بندے کو اللہ کے حکم کے بغیر کوئی تکلیف نہیں پہنچتی، نیز تمہیں علم ہونا چاہئے کہ پہنچنے والی ہر تکلیف (چاہے وہ بیماری ہو، جادو ہو، حسد ہو) کو دور کرنے کے دس اسباب موجود ہیں۔

(۱) مذکورہ برائی سے اللہ کی پناہ طلب کریں اور ہمیشہ اللہ ہی کی طرف توجہ کریں اور اسی کی بتائی ہوئی حفاظت کی راہوں کو اختیار کریں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے جس کو ہم دیکھ تو نہیں سکتے۔ تاہم اس کے وجود کا ہمیں یقین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِنَّمَا يَنْزِعُكَ مِنْ الشَّيْطَانِ كَرْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ

سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝﴾ (اعراف: ۲۰۰/۴)

”جب آپ ﷺ کو شیطان کے وسوسے آئیں تو آپ اللہ سمیع و عظیم کی پناہ طلب کریں۔“

اللہ تعالیٰ نے سورۃ مومن میں انسان کی برائیوں سے بھی پناہ مانگنے کی تعلیم دی ہے کہ جن کے ساتھ ہم مانوس ہوتے ہیں اور وہ آنکھوں سے بھی دکھائی دیتے ہیں۔ قرآن کے الفاظ یہ ہیں:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَنٍ أَتَاهُمْ ۖ

إِن فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيهِ ۖ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝﴾ (غافر المومن: ۵۶/۳۰)

”جو لوگ آیات اللہ میں ان کے پاس آئی ہوئی دلیل کے بغیر جھگڑا کرتے ہیں ان کے سینوں میں تکبر کے علاوہ کچھ نہیں۔ مگر وہ اس گھمنڈ کو نہیں پہنچنے والے۔ آپ اللہ کی پناہ مانگیں وہ سمیع و علیم ہے۔“

کیونکہ انسانی افعال کو انسانی آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ البتہ شیطانی وسوسہ ایک تصوراتی چیز ہے۔ اپنے تمام مفسد کا ہدف قلب انسانی کو بناتا ہے۔ اور وہ ایک معنوی چیز ہے لہذا ان سے پناہ بھی اللہ کی اس صفت کے ساتھ مانگنے کا حکم ہے جو سمیع و علیم ہے لیکن جب انسانی برائیاں مشاہدے میں آ سکتی ہیں تو ان سے پناہ بھی اللہ کی اس صفت کے ذریعے مانگنے کا حکم ہے۔ جو سمیع بصیر ہے۔

نتیجتاً کسی بھی قسم کی مخلوق ہو جیسے حیوان، انسان، جنات، حشرات، درندے، آندھی اور بجلی وغیرہ اور کسی بھی قسم کی آزمائش ہو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا بجا و کا یقینی طریقہ ہے ﴿اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سورۃ فلق میں ہمارے درج بالا قول کی دلیل ہے۔ ”آپ فرمادیجئے کہ میں گنٹھلی پھاڑنے والے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر مخلوق کی برائی سے۔“

ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”بدائع الفوائد“ میں فرماتے ہیں:

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس سورت میں ”ما“ کیا مطلق ہے تو میرا جواب یہ ہوگا کہ اس میں عموم مقید و صفی ہے عموم مطلق نہیں ہے اور مراد یہ ہوگی۔ ہر شریر مخلوق کے شر سے پناہ کا مطالبہ کرنے کا حکم ہے۔ اس لحاظ سے تو ”ما“ میں عموم ہے لیکن یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کی برائی سے پناہ طلب کرو۔ کیونکہ جنت اور اس کی نعمتیں بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اس میں کسی قسم کا شر نہیں ہے۔ اسی طرح فرشتے اور انبیاء خالصتا خیر ہی خیر ہیں اور ان کے ہاتھ صرف بھلائی ہی حاصل ہوئی۔ لہذا پناہ صرف شریر مخلوق کے شر سے مانگی جائے گی۔ نیز دنیا و آخرت کے شر سے پناہ مانگی جائے گی۔ جیسے انسان و شیطان درندے، حشرات

﴿ مصنف کی کتاب۔ ”دفع البلیا والشرور“۔

تھو اور پنہا وغیرہ کے شر سے پناہ طلب کی جائے گی۔

مسلم ترمذی اور نسائی میں حدیث ہے کہ ایک ہار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی جگہ چلا کر تے وقت یوں کہہ کرے میں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہر چیز کی برائی سے اللہ تعالیٰ سے تمام امانا، صفات کی پناہ پاتا ہوں جب تک وہ اس جگہ سے غم نہ کرے گا اسے کوئی چیز ضرر نہیں پہنچائے گی۔

لیکن مسند احمد ابو داؤد اور ترمذی میں رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ ”جس کسی نے پناہ مانگی اور یوں کہا میں اللہ تعالیٰ سے غم سے اس کے بندوں کی شرارتوں سے شیطانی وسوسوں سے اور ان کے اپنے پاس آنے سے اللہ تعالیٰ کے عمل امانا، صفات کی پناہ مانگتا ہوں۔“

مسند احمد میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حسن اور حسین کے لئے یوں پناہ مانگا کرتے تھے۔

میں ہر شیطان اور ہر موزی چیز اور ہر ملامت کراؤ کچھ سے تم دونوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے عمل کلمات (امانا، صفات) کی پناہ مانگتا ہوں اور آپ ﷺ فرماتے تھے۔ بے شک تمہارا باپ ابراہیم علیہ السلام اس دعا کے ذریعے اسمائیل اور اسحاق علیہ السلام کے لئے پناہ مانگتا تھا۔ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

شر پر صبر جمیل کا مظاہرہ:

﴿إِنَّمَا يُؤَقِّبُ الضَّالِّينَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (التوبہ: ۳۹)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے ساتھ اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے“

”بے شک صبر کرنے والوں کو ان کا اجر پورا اور بے حساب دیا جائے گا۔ لہذا ان لوگوں میں سب سے زیادہ سعادت مند وہ ہے جسے ذمہ الہی میں مشغول رہنے والی زبان اور اللہ کی نعمتوں پر شکر کرنے والا دل اور معصیت پر ملامت کرنے والا نفس عطا ہو جائے۔“

جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات کا خواہاں ہو اور رضائے الہی جیسی نعمت

سرگ لکھا جنت

سے سرفراز ہونا چاہئے تو اسے تشدد سنی و خوشحالی میں عبور کرنا چاہئے نہ تو وہ جزع فزع کرے اور نہ ہی ناراض ہو۔

اللہ کا تقویٰ اوامر اور نواہی کے وقت اس کی یاد و حفاظت:

پس کسی نے اللہ کا تقویٰ اختیار کر لیا اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفظ و امان میں رکھتا ہے اور کسی غیر اللہ کے سپرد نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِن تَصِيدُوا وَنُكْتَفُوا لَا يُضْرَكُمْ كَيْدُهُمْ إِنَّهُمْ عِندَ اللَّهِ عَمُونَ ﴾

ان عذوب : ۱۳۰/۳

”اگر تم صہر کرو اور متقی بن جاؤ تو ان کی تدبیریں تمہیں پہنچا سکتیں۔“

ترمذی میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تو اللہ کے مہد کا پاس کیا کرو۔ اللہ تیری حفاظت کرے گا اور ہمیشہ تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا۔“ تو جس کسی نے اللہ کے مہد کی حفاظت کی اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے اور وہ شخص چہرہ بھی منہ کرتے اپنے سامنے اللہ کو پاتا ہے۔ تو جس کا محافظ خود اللہ تعالیٰ ہو تو اسے کسی کا خوف یا ڈر کا ہے کو ہوگا؟

اللہ پر توکل:

جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے گا۔ تو اللہ اسے کافی ہو جائے گا۔ نیز منسیبتوں کو اپنے آپ سے دور کرنے یا مخلوق کی طرف سے ایذا رسانی اور ان کی طرف سے ظلم و عدوان کو بنانے کے لئے سب سے محکم ہتھیار اللہ پر توکل ہے۔ یہ سب سے قوی سبب ہے اور اللہ تعالیٰ اسے کافی ہوتا ہے۔ اور جس کو اللہ کافی ہو جائے اور ہر منسیبت سے بچانے والا وہی ہو تو پھر مخلوق اسے کیا تکلیف پہنچائے گی۔ یا اس کا دشمن اس کا کیا باڑے گا۔ تاہم طبعی تکالیف سے وہ مستثنیٰ نہیں ہے۔ جیسے سردی، گرمی، جھوک، پیاس، لیکن دشمن اپنے ارادے سے کوئی نقصان

نہیں پہنچا سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے ظاہری ایذا اور معنوی ضرر میں یوں فرق کیا ہے کہ ظاہری ایذا درحقیقت بندے پر احسان ہے کیونکہ جب وہ اس پر صبر کرے گا تو اس کے اجر میں اضافے کا باعث ہوگا۔ اور ایذا پہنچانے والے کے لئے ہی وہ ضرر کا باعث بنے گی۔

کسی عالم نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہر عمل کے لئے جزا اسی عمل جتنی بنائی ہے لیکن توکل الہی کی جزاء اپنی طرف سے بندے کے لئے "انصافیت" بنائی ہے اور اللہ ہی نے فرمایا "جو کوئی اللہ پر توکل کرے گا پس وہ اس کو کافی ہے

یہ نہیں فرمایا کہ جمادات اتنا اتنا اجر عطا فرمائیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اعمالِ صالحہ کے بدلہ میں فرماتا ہے بلکہ اللہ نے اپنی ذات کو ہی توکل کرنے والے بندے کے لئے کافی کر دیا ہے اور تمام شرورت اسے پہچانے کا ذمہ خود ہی لے لیا ہے اگر بندے کا حق اللہ پر توکل کرنے لگیں تو ارض و سموات اور ان کے درمیان بسنے والوں کی تکالیف سے رب العباد ان کیلئے ضرور تکلیف کی راہ بنا دے اور نیز اللہ بندوں کو کافی ہو جائے اور ان کی مدد کرے۔

مخلوق کی شرارتوں سے توجہ ہٹا کر اللہ سے دعا کی طرف توجہ کر لینا:

شریروں کی شرارتوں کی فکر کرنے دل اور روح کے لئے کسی مذاب سے کم نہیں، جو بندہ اپنے دل میں ان شرارتوں کے متعلق سوچے گا توں توں یہ وسوسہ جہنم میں بڑھتا جائے گا لہذا نہ تو وسوسوں کی طرف توجہ کی جائے اور نہ ہی ان سے ڈرا جائے اور نہ ہی اپنے دل کو ایسی سوچیوں سے بھربھرا لیا جائے۔

اس شر سے بچنے کے لئے یہ طریقہ سب سے زیادہ نافع اور یہ سب سب سے زیادہ قوی ہے۔ اور جس شخص نے بھی یہ سب اختیار کیا گویا کہ اللہ پر اسے کامل بھروسہ ہے اور اس کو اسی طریقے سے سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

تاہم اللہ تعالیٰ نے دعا کو اور سنا بچھونا بنانے کا تو خود حکم دیا ہے۔

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۗ ﴾ (اعراف، ۲۰/۱۰)

سرگن لکائیہ الجنات

”اور تمہارے رب نے کہا کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری پکار قبول کروں گا“

جب سیدنا ایوب علیہ السلام نے اپنے رب کو اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شفاء

دے دی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اَيُّوبَ اِذْ نَادَى رَبَّهُ اِنِّى مَسْنَى الضُّرِّ وَاَنْتَ

ارْحَمُ الرَّحِيْمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

”اور آپ ایوب کو یاد کریں جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے مصیبت لگی

ہے اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ پس ہم نے ان کی دعا سنی اور ان کی

تکلیف کو دور کر دیا“

مصیبت چاہے جتنی ہی سخت کیوں نہ ہو مسلمان اپنی موت کبھی بھی نہیں مانگتا کیونکہ

مسلمان جو جتنی بھی عمر لے اس کی نیکیوں میں اضافہ کا موجب ہوگی لیکن اگر مسلمان موت کی

دعا کرنے پر مجبور ہو جائے تو یوں دعا کرے:

((اللّٰهُمَّ اَحْبِبْنِى مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّى وَتَوَقَّئْنِى اِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا

لِى))

”اے اللہ جب تک میرا جینا میرے لئے بھلائی کا باعث رہے تو مجھے زندہ رکھ

اور جب موت میری بھلائی کا موجب ہو تو تو مجھے موت دے دے۔ اور میرے

جینے کو میری نیکیوں میں اضافے کا باعث بنا دے اور میری موت کو ہر شر سے

راحت کا سبب بنا دے۔“

اللہ تعالیٰ کیلئے مخلص ہو جانا اور اسی کی طرف متوجہ ہو جانا:

جب مسلمان اپنے دل کے تمام گوشے اور اپنے ذہن کے تمام احساسات اور اپنی

امیدیں اور آرزوئیں صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے قرب کے لئے وقف کر دے اور

اس کی یاد اور فکر میں کھو جائے تو پھر اپنے اوپر آنے والی کسی مصیبت یا رنج و فکر کے متعلق وہ

مرکز لکھنؤ جنات

۱۴۹

بائبل نہیں سوچے گا۔ جو نبی اس شیطان کے سروہ تالیف پہنچائیں گے تو وہ اپنی بیبی دوست میں اپنے خالق تبارک و تعالیٰ کی پناہ حاصل کرے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَكَرَّرُوا
فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ ﴿۲۰﴾

”بے شک متقیوں کو جب شیطان کے سروہ تک کریں تو وہ فوراً ہمیں یاد کرتے ہیں جس سے انہیں بصیرت حاصل ہو جاتی ہے“

دشمنوں کے مساط کئے جانے والے گناہوں سے بندہ خلاصتا اللہ کے حضور توبہ کرے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ ﴿۲۱﴾

شوری: ۲۱-۲۰

”تمہیں جو مصیبت بھی پہنچتی ہے تمہارے اپنے اعمال کے سبب ہوتی ہے“
اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

أَلَمْ يَأْتِكُمْ مِّنْ مَّوَدَّةِ اللَّهِ فَذَرُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأُخِبْتُمْ بِهِمْ فَمَن يَدْرِي لَعْنَةُ اللَّهِ لَالَّذِينَ اسْتَفْسَدُوا مَنَاجِدَهُمْ فَأَنفَكُوا بَعْدَ مَبْعَدِهِمْ سَخِرُوا مِنْهُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿۲۲﴾

”اور کیا جب تمہیں ایک مصیبت پہنچی جس سے وہی مصیبت تم نے پہنچائی تو تم نے کہا یہ کہاں سے آئی؟! آپ سوچئے فرمادیں یہ تمہارے اپنے پاس سے ہی ہے“

جب بھی بندہ پر کوئی موذی مساط ہوتا ہے۔ وہ اس سے گناہوں کی بجائے ہی مساط حاصل کرتا ہے۔ بندہ اپنے گناہوں کا علم رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔ اور بندہ اپنے جن گناہوں کا علم نہیں رکھتا وہ ان گناہوں سے کئی گنا زیادہ ہیں جن کا علم اسے ہوتا ہے اور بندہ اپنے جن اعمال کو بھول چکا ہوتا ہے وہ ان اعمال سے کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں جو اسے یاد ہوتے ہیں۔ تو بندہ کو اپنے جن اعمال سے توبہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ اسے یاد نہیں رہتے وہ کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں۔ ان اعمال سے جن سے توبہ کرنی اسے یاد ہوتی ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ اپنی دعا میں یوں فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں ان

صِرَاطُ الْكَافِرِينَ جَنَاتٍ ۱۵۰

اعمال کے شر سے جو میں کر چکا ہوں اور ان اعمال کے شر سے بھی جو میں نے نہیں کیے۔
مسلم اور ابوداؤد نے یہ روایت کی ہے۔

اس بحث سے ہمیں یہ پتا چلا ہے کہ ہمارے ہی گنہ گاروں کی وجہ سے مہذبہ ہم پر مسلط
ہوتے ہیں اور تو بہ کے بعد ہی وہ بنتے ہیں۔

صدقہ واحسان:

صدقہ واحسان ہر قسم کے حسد جادو اور مرض کا اثر بہ زائل کرنے میں شیب تاثیر رکھتا
ہے۔ صدقہ اور احسان کرنے والے کے ہمراہ ایسے لشکر ہوتے ہیں کہ اگر خود ہو جائے تو وہ
لشکر اس کی طرف سے لڑتے ہیں۔ تو جب کسی کا دشمن تو نہ لیکن اس کے پاس کوئی فوج یا لشکر
نہ ہو تو میں مُسَمَّن ہے کہ دشمن اس کے خلاف کامیاب کاروائی کر سگزرے۔ اگرچہ کامیابی میں
کچھ تاخیر ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اسی وجہ سے مصیبت کو بٹانے کا بڑا سبب رسول اللہ صلی اللہ
تعلیہ وسلم نے صدقہ بتایا ہے۔

مسند احمد اور جامع ترمذی میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ گناہوں کی تپش کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا
دیتا ہے۔

برائی کرنے والے کے ساتھ احسان کرنا:

نفس انسانی پر سب سے بُرا اور بوجھل یہی سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس بندے کو
توفیق کا بہت بڑا احصا دے رکھا ہو صرف اسی کو ایسا کرنے کی ہمت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَنْتَوِي الْحَسَنَةَ وَلَا السَّيِّئَةَ ۖ اِذْفَعِ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ
فَاِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَاَنْتَ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝
وَمَا يُلْقِيهَا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلْقِيهَا اِلَّا دُوْحَظٌ
عَظِيْمٌ ۝ (الفصل: ۱۳۵/۳۱)

”اچھائی اور برائی برابر نہیں ہیں تو اچھے طریقے سے اپنا دفاع کر اس طرح تیرے اور تیرے دشمن کے درمیان گہری دوستی ہو جائے گی۔ یہ صفت صرف صابر لوگوں کی ہے نیز یہ صفت بہت بڑے نصیب والے کی ہے“
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَكِنَّ صَبْرًا وَعَفْوًا إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ الْعَمَلِ الْمُنْتَمِرِ﴾

المسوری، ۱۲۲، ۱۲۳

”جس نے صبر کیا اور بخشش مانگی تو یہ بہت پختہ عزم کی بات ہے“

مختہ مقارمین! آپ ذرا رسول اللہ ﷺ کے حال پر بھی غور کریں کہ جب آپ کو آپ کی قوم والے مار رہے تھے اور آپ کو لوہا بن کر رہے تھے تو آپ یہ جنت کہا کرتے تھے: ”اے اللہ! تو میری قوم کو بخش دے۔ یہ لوگ نادان ہیں۔ ان چند الفاظ میں بدسلوکی کے بدلے احسان کے چار مرتبے کس طرح سمو دیئے گئے ہیں۔

- ① بدسلوکی کرنے والوں سے درگزر۔
- ② رسول اللہ ﷺ کا ان کے لئے بخشش طلب کرنا۔
- ③ بدسلوکی کرنے والوں کی طرف سے اللہ کے سامنے یہ عذر پیش کرنا کہ وہ نادان ہیں۔

④ رسول اللہ ﷺ کی ان پر کمال مہربانی کے ساتھ ساتھ اپنی طرف ان کی نسبت کر کے یہ فرمانا ”وَاعْفُورْ لِقَوْمِي“ یہ میری قوم ہے لہذا تو مہربان ہو۔

اللہ کی خالص توحید کا یقین:

اس طرح ہر ہمتاء کے آزمائش کو یقین ہو جاتا ہے کہ اس دنیاوی زندگی میں ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور ہر نفع و نقصان اللہ ہی کے علم سے حاصل ہوتا ہے اور ہر کسی کی مصیبت و اللہ وحدہ الاثر ایک ہی لائے بھی ہیں اور وہی دور بھی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مرکز لکھنؤ ایجنٹ

وَإِنْ يَسْأَلْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ
وَإِنْ يُرِيدَكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ

اور اللہ تعالیٰ آپ پریشانگی کو کوئی تکیف پہنچانا چاہے تو اسے کوئی بدل نہیں سکتا
اور اللہ تعالیٰ آپ پر خیر کو کوئی نفع دینا چاہے تو اللہ کے فضل کو آپ پریشانگی سے کوئی
روک نہیں سکتا۔

ترمذی میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو
مخاطب کر کے فرمایا تو جان لے کہ اگر تمام مخلوقات جمع ہو کر تجھے ذرہ برابر نفع پہنچانا چاہیں تو
اللہ کے حکم کے بغیر وہ ایسا نہیں کر سکتیں اور اگر تمام مخلوقات جمع ہو کر تجھے ذرہ برابر نقصان
پہنچانا چاہیں تو اللہ کے حکم کے بغیر ذرہ برابر وہ نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔

جب بندے کی توحید خالص ہو جاتی ہے تو اس سے دل سے یہ اللہ خوف نکل جاتا
ہے۔ اور اپنے دشمن کو وہ اس قابل ہی نہیں سمجھتا کہ اللہ کے ساتھ وہ اپنے دشمن سے بھی
ذرا۔ اور وہ ذرا محبت خشیت کما بت تو کل رجا، واللہ کے لئے خاص کر دیتا ہے۔ وہ اللہ
کے ساتھ غیر اللہ سے تقویٰ کرتا ہے۔ نہ وہ غیر اللہ سے امیدیں باندھتا ہے۔ اور نہ وہ اپنا دل
غیر اللہ کے ساتھ معلق کرتا ہے۔ اور نہ ہی غیر اللہ سے فریاد کرتا ہے اور نہ ہی غیر اللہ سے مدد
طلب کرتا ہے۔ نتیجتاً اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت اپنے ذمہ لے لیتا ہے اور اس بندے کی تمام
تکالیف دور کر دیتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں کا دفاع کرتا ہے۔ ثابت ہوا کہ توحید اللہ تعالیٰ
کا ایسا مضبوط قاعدہ ہے کہ جو بھی اس میں داخل ہو گیا محفوظ و مامون ہو گیا۔

کسی عالم کا قول ہے: جو اللہ سے ذرا جائے اس سے تمام مخلوق ذرتی ہے اور جو بندہ
اللہ سے نہ ذرا اللہ سے ہر چیز سے ذرا ہے۔

قارئین محترم! صفحات گذشتہ میں مرگی کی بیماری کی حقیقت اور اس کی اقسام و
اسباب اور اس سے پرہیز اور علاج کے طریقے بیان ہوئے ہیں اور مرگی کی دونوں اقسام
(مضمویٰ جنائی) کے درمیان ہم فرق کیسے کریں گے اور شرعی دہشت کیا مراد ہے؟ ہم نے
ان سوالوں کے جواب بھی دے دیئے ہیں۔ نیز یہ۔ نزدیک گذشتہ صفحات کا اختصار پیش

مرگ لکنا بعد از جنات

کمزور یا بیمار بھی یہاں مفید ہے۔ تاکہ اس بیماری کے مطالعہ و تحقیق کا شوق رہنے والے مختصر وقت میں اس کا مطالعہ کر سکیں اور اللہ کے حکم سے اس مرض سے نجات حاصل کر سکیں۔

① شفا کے حصول کے لئے اسباب کا سہارا لینا اس کے ذمہ دار کتاب و سنت کی روشنی میں پیش کئے گئے۔

② دو نامہ علاج اور ماسلمان کے توکل میں عیب جوئی کا سبب نہیں ہیں۔

③ شفا کے حصول کے تین اہم ذرائع (۱) طبعی دوائیں (۲) ادویات (۳) اور دواؤں کے مہربانیت ہیں۔

④ علاج کے لئے ایسے طبیب کے پاس بہ نظر مری ہے جو تہقید و تحقیق رکھتا ہو اور اپنے فن میں ماہر ہو۔

⑤ جنات کے مخلوق ہونے کی ایسی دلیل ذکر کر دی گئی ہے۔ جس سے بعد ان کے وجود میں کسی شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ نیز ضمنیہ ذکر کر دیا ہے کہ وہ بھی شریعت اسلامی پر ایمان لانے کے لئے مکلف ہیں اور ان کے اعمال کا بھی محاسبہ ہوگا۔

⑥ عالم جن ان کی پرورش کے مراحل ان کی ابتدا، اقل مرزبان نش، معیشت اشکال انسان اور ان کے درمیان جاری جنگ کی حقیقت کی وضاحت کی گئی ہے۔

⑦ جنات مختلف شہیں اختیار کر لیتے ہیں جب وہ کسی انسان یا کسی حیوان کی صورت میں ہوں تو انسان انہیں دیکھ بھی سکتے ہیں۔

⑧ مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور کراہ کرنے کے لئے شیاطین متعدد ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں تمام مسلمانوں کا ان ہتھکنڈوں سے واقف ہونا ضروری ہے۔ تاکہ

⑨ اپنے بھوک و ممانے کے لئے حنا امریوں کے لئے پٹی یا ٹری اور مری سے بچنے کے طریقے حاصل مسلمانوں میں تقسیم کا باعث بنیں۔ چار شرعی تعمیرات اور تہذیبی اصول کا تقاضا بھی ہے۔ اللہ کے منکر و مکر اسباب کو پڑا جائے پھر ہی توحید مطلق ہو سکتی ہے اور اسباب کو چھوڑنے سے توکل علی اللہ سے ثبوت میں تقسیم واقع ہوتا ہے۔

مرگ لکھنے والے جنات

- اپنے آپ کو ان سے بچائیں۔
- (۹) کتاب وسنت اور عقلی دلائل سے جناتی مرگی کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔
- (۱۰) جناتی مرگی کو جنات بطور تہیہ استعمال کرتے ہیں۔
- (۱۱) دلائل عقلی اور نقلی کے ذریعہ پتہ چل گیا ہے کہ مرگی دو قسم کی ہے۔
- عضوی مرگی دفاع کے بعض اعصابی خلیات میں عدم توازن کے نتیجے میں ایلیٹرونی لہروں میں شدت کی وجہ سے ہوتی ہے۔
- (۱۲) جناتی مرگی کا علاج صرف قرآنی اور نبوی دواؤں سے ہی ہو سکتا ہے۔ ایسی حالت میں الیکٹک شاک لگوانے سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ طریقہ ایسی حالت میں بہت ضرر رساں ہے۔
- (۱۳) عضوی مرگی کا علاج اللہ تعالیٰ کے حکم سے طب انسانی کے ذریعے ہو سکتا ہے۔
- (۱۴) عامل قرآنی اور معالج طبی کے درمیان تعاون ہونا چاہئے۔
- (۱۵) پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ لہذا مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے انسانی اور شیطانی دشمنوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہمیشہ کرتے رہیں۔ نیز پانچوں نمازوں کی باہم امت پابندی کرے کیونکہ مکاروں کے کمر سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ مضبوط قلعہ ان کی مضبوط پناہ گاہ ہے۔
- ان اہم نکات کے بعد میں کچھ پند و نصائح لکھتا ہوں۔ جن کی ہمیں اپنے وقت کے فتنوں سے بچنے کے لئے نہایت ضرورت ہے۔ نیز ہمارے زمانے میں بے شمار امراض اور معاصر پھیس پچے ہیں۔ جن سے بچنے کے لئے یہ اہم نصائح میں نے علامہ ابن قیمؒ کی کتاب زاد المعاد سے اختیار کئے لیکن اپنی کتاب میں نقل کرتے ہوئے اصل عبارت میں معمولی کمی بیشی کی ہے۔

سنہری باتیں اور بکھرے موتی

کسی حکیم نے کہا: اگرچہ کسی کو جتنا نہیں ہے پھر بھی جو بقاء کو پسند کرتا ہے تو صبح و شام کے کھانے جلدی کھاؤ نیز لباس مینہ نو اور عورتوں سے بھر بستری بھی تم کرو۔

کسی حکیم نے کہا: چار چیزیں جسم کو کمزور نہ دیتی ہیں۔ ﴿۱﴾ کھانے کے بعد جھانک کر ﴿۲﴾ کھانا کھا کر غسل کرنا ﴿۳﴾ بھنا ہوا گوشت کھانا ﴿۴﴾ بوڑھی عورت سے جھانک کرنا۔

حکیم نے کہا: نو خیز عورت کے علاوہ کسی سے شادی نہ کرو۔ بچوں کے پلکنے کے موسم کے علاوہ پھل بالکل نہ کھاؤ۔ جب تک بیمار نہ ہو جاؤ اپنا علاج مت کراؤ۔ مہینے میں ایک بار اپنے معدہ کی صفائی کراؤ اس سے بھغم پھل جاتی ہے۔ سودا ختم ہو جاتا ہے گوشت بڑھ جاتا ہے۔ جب تم دوپہر کا کھانا کھا چکو تو ایک گھڑی کے لئے سو جاؤ۔ اور جب تم شام کا کھانا کھاؤ تو کم از کم چالیس قدم ضرور چلو۔

کسی بادشاہ نے اپنے طبیب کو کہا: شاید تیری زندگی تم ہو۔ لہذا میرے لئے کوئی دوا تجویز کرو۔ اس نے کہا: نو جوان لڑکی کے علاوہ کسی سے شادی نہ کرو اور نو جوان جانور سے علاوہ کسی کا گوشت مت کھا اور مرض کے بغیر دوا مت لے اور صرف پنے ہوئے پھل کھا اور کھانا اچھی طرح چبا کر کھا اور دن کو کھا کر سونے میں کوئی حرج نہیں لیکن رات کے کھانے کے بعد کم از کم پچاس قدم ضرور چل اور بغیر بیوک کے مت کھا اور عورت کو جھانک پر مجبور مت کرو۔ اور نہ اپنا پیشاب روک۔ اور غسل کرنا اس سے پہلے کہ تجھے غسل دیا جائے۔ معدہ میں جگہ نہ ہو تو مت کھا اور جس چیز کو تیرے دانت چبا نہ سکیں وہ مت کھا۔ کیونکہ تیرا معدہ ایسی چیز کو ہضم نہیں کر سکتا اور ہفتے میں ایک بار قے کر کے اپنے جسم کو ضرور پاک کرو۔ تیرے جسم کا

مرکب لکایہ جنات ۱۵۶

سب سے بہتر بین خزانہ خون ہے۔ لہذا بغیر ضمہ ورت کے اسے اپنے جسم سے مت نکال۔
ضمہ ورت منسل کیا کرے تو تکہ منسل کے ذریعے جسم سے ایسا سُکھو واد خارج ہو جاتا ہے جو اوائلی سے
ذریعے خارج نہیں ہو سکتا۔

اور مشافعی نے فرمایا چار اشیاء جسم کو قوت دیتی ہیں

① گوشت خوری

② خوشبو

③ جماع سے بغیر کثرت سے غسل کرنا

④ پت سن کا لباس

☆ ☆ ☆

چار چیزیں جسم انسانی کو کمزور کرتی ہیں

① بکثرت جماع

② بکثرت پریشانی

③ نبار منہ کثرت سے پانی پینا

④ بکثرت ترش اشیاء کا کھانا

☆ ☆ ☆

چار اشیاء بصارت کو قوت پہنچاتی ہیں

① کعبہ کے پاس بیٹھنا

② سوتے وقت سر پہ کا استعمال

③ سبزے کو دیکھنا

④ بیٹھنے والی جگہ کو پاکیزہ رکھنا

☆ ☆ ☆

چار اشیاء ضعف بصارت لاتی ہیں

۱۔ کوزے حرکت کی طرف دیکھنا

۲۔ پھانسی پر لٹکے ہوئے کو دیکھنا

۳۔ شرمکامی طرف دیکھنا

۴۔ قبضہ کی طرف بکشت پھینک کرکے دیکھنا

☆ ☆ ☆

چاراشیا، بوقت ہماغ کو بڑھاتی ہیں:

۱۔ پرندوں کا گوشت

۲۔ اظریٹا

۳۔ پستہ

۴۔ تاجین

☆ ☆ ☆

چاراشیا، عقل بڑھاتی ہیں:

۱۔ فضول کا ام ترک کرنا

۲۔ مسواک

۳۔ نیو کا روں کی صحبت

۴۔ فقرا کی صحبت

☆ ☆ ☆

حکیم بقراط کے چند زریں اقوال:

ہر چیز کی زیادتی معدے کی دشمن ہے۔ کسی نے جائینوس سے پوچھا تو بیمار کیوں نہیں

ہوتا؟ تو اس نے جواب دیا: اس لئے کہ میں نے کبھی دو فضول چیزیں کبھی نہیں کھائیں اور

کھانے کے فوراً بعد کبھی کچھ نہیں کھایا۔ نیز میں اپنے معدہ میں منظر کھانے کو روکتا نہیں۔

(فوراً ترک کر دیتا ہوں)

صِرَاحُ الْكَلِمَاتِ

۱۵۱

چار اشیاء جسم کو بیمار بناتی ہیں:

① کثرت کلام

② بکثرت سونا

③ بسیار خوری

④ کثرت جماع

کثرت کلام سے دماغ کا گودا کم ہو کر ضعیف ہو جاتا ہے۔

بسیار خوابی سے چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔ اور دل تاریک ہو جاتا ہے اور آنکھ سوچ جاتی ہے۔ پھر انسان کام نہیں کر سکتا۔ اور جسم میں فاسدگی میں پیدا ہو جاتی ہیں۔

بسیار خوری معدہ کے منہ کو فاسد کر دیتی ہے۔ جسم کمزور ہو جاتا ہے۔ گندی ریاح جسم میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ نیز مزمن امراض جسم کو اپنا گھ بنا لیتے ہیں۔

کثرت جماع جسم کو فنا کر دیتا ہے۔ انسانی طاقتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ مفید دماغی رطوبات کم ہو جاتی ہیں۔ پٹھے ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ بدن میں سدے پیدا ہو جاتے ہیں اور ان کا خضر پورے بدن پر حاوی ہو جاتا ہے۔ اور خصوصاً اس کے اثرات بد کا شکار دماغ ہوتا ہے۔ کیونکہ روحانی قوتیں دماغ میں ہی موجود ہوتی ہیں۔ تمام مستمعات کی نسبت جماع سے زیادہ قوتیں زائل ہوتی ہیں۔ نیز روحانی جوہر بکثرت ضائع ہو جاتا ہے۔

چار اشیاء بدن کو کمزور کرتی ہیں: ① پریشانی ② غم ③ بھوک ④ بے خوابی

اور چار اشیاء مفرح بدن ہیں: ① سبزے کو دیکھنا ② بچتے ہوئے پانی کو دیکھنا ③ محبوب کو دیکھنا اور ④ بچھلوں کو دیکھنا۔

چار اشیاء بصارت کمزور کرتی ہیں: ① صبح و شام بغض و کینہ سے بھرا ہوا چہرہ۔ ② دشمن کا خوف ③ بکثرت گریہ و زاری ④ باریک کھسائی پر بکثرت نظر رکھنا۔

چار اشیاء بدن کے لئے مقوی ہیں:

① نرم و ملائم لباس

سرگ لکائیوں جنات

- ۴ معتدل پانی سے غسل کرنا۔
- ۳ چکن بٹ اور شیرینی کا خانہ۔
- ۵ پاک خوشبوؤں کا سائینا۔

چار اشیا، چیرے کو لا کر کر دیتی ہیں۔ اور اس کی رونق و تروتازگی زائل کرتی ہیں۔
 ① جھوٹ ② بدگلوئی ③ عہم کے بغیر کثرت سے سوال کرنا ④ کتاہوں کی کثرت۔
 چار اشیا، کین اور ناراضی کا سبب بنتی ہیں: ① تکبر ② حسد ③ جھوٹ ④ پھل خوری۔

چار اشیا، رزق کی فراوانی کا سبب بنتی ہیں: ① قیام الیسیل تہجد ② آخری کے وقت کثرت استغفار ③ صدق و خیرات کو معمول بنانا ④ اور صبح و شام اور روزگار مسنونہ کرنا۔
 چار اشیا، قلت رزق کا باعث ہیں: ① صبح کے وقت سونا ② نماز میں سستی کرنا ③ کسل مندی ④ خیانت۔

چار اشیا، ذہن کے لئے نقصان دہ ہیں:

① ترشی کے استعمال پر مدامت ② گدی کے بل سونا ③ پریشانی ④ اور غم
 اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ اس موضوع پر درج بالا مفید معلومات آٹھنی کر سکوں۔
 اللہ سے مجھے امید ہے کہ اس کتاب کو میرے لئے نیکیاں کمانے کا ذریعہ بنا دے گا اور مجھے اور آپ سب کو اس کے ذریعے فائدہ پہنچائے گا۔ اور میں ہر فائدہ اتھانے والے بھائی سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے میرے والدین کے لئے اور میرے اساتذہ کے لئے اور سب مسلمانوں کے لئے مغفرت طلب کرے۔

آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و صلی الله علی نبینا و سلم
 بارک علی رسولک الامین و علی آلہ و صحبہ الطیبین الطاهرین
 مکبر البرحانیہ

... ہے ماڈل نمبر ...

...

www.KitaboSunnat.com

مرگی لکھنے والے جنات

ہمارے ہاں چونکہ علم کی کمی ہے اور ہر طرف جہالت ہے۔ اس بنا پر بات چیت اوقاف سے اور کچھ چیزیں اور لیا جاتا ہے۔ کسی بہرہ و حقیقت کا رتبہ اسے نہ چھینا، کیا جاتا ہے اور کچھ وہ مقبول، مسموم جاتا ہے۔ انہی نوعیت حقائق میں سے جناتی اور مضمونی مرنے بھی ایک اہم حقیقت ہے۔ جو کہ ہاں جب کسی مرنے والا ہو تو وہ اپنے ہوتے ہوئے یا تو طبی نقطہ نظر سے مضمونی مرنے جو ایک مہلک یہ مرنے بننے کا بنا، پر ہوتا ہے۔ یا پھر جنات کے انسان پر حملے کا بنا، پر۔ جنات انسان کے اندر، داخل ہو کر اس کو تکمیل کرتے ہیں لیکن ہمارے ہاں ایسے قابل ترس مریش کو نہ تو خود کو کوئی مؤثر صحیح شرعی راہنمائی فراہم کی جاتی ہے اور نہ ہی مہم ناس، ایسے مواقع پر عملی تدابیر سے آگاہی ہوتی ہے کہ وہ ایسا عمل نہ کرنے کی صورت میں مریش کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ اس کو مستند، اکمل کے پاس سے جانیں یا پھر ان کو ان مہمات سے آگاہی ہو کہ جنات بنا پر جنات کی مہم سے کتنے دن مرنے کی تشخیص و پہچان، ہذا اور، مریش و کسی صحیح عقیدہ و عالم باعمل کے پاس حاجت کے لیے لے جائیں۔ تاکہ تکلیف کے مارے اس بھائی کو اس مریش سے نجات حاصل کرنے میں مدد دی جاسکے۔ لیکن لاعلم، جاہل لوگ اس موقع پر طرح طرح سے جہالت پر مبنی مہمکنہ نیز مظاہرے کرنے لگتے ہیں اس دوران اگرچہ مریش کی رومن پر، اثر کر جاتے۔ اس کتاب میں اس اذیت ناک بیماری کے متعلق اس کے اسباب، حقائق، و ہجومات اور حاجت سے متعلق راہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ یہ کتاب ان لوگوں کے لیے بھی مفید ثابت ہوگی جو آنے والے بہرہ پتے حاملوں کے پاس جا کر نہ صرف عقیدہ کی دولت لاتے ہیں بلکہ اپنی جیب سے نمونہ پسینے کو بھی مرغانی یعنی دولت بھی لانا بیٹھتے ہیں۔

پیر صادق صاحب



دلائل الجالیغ

کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ